حضرت
سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
سے
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
کے رُوحانی رشتے
سیّد نفیس الحُسینی
ناشر
سیّد احمد شہیدؒ اکادمی
نفیس منزل
۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور ○ فون: ۷۷۲۸۱۹۰

سیّد نفیس الحسینی

ناشر

سیّد احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

اشاعت اوّل

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
مارچ ۲۰۰۳ء

نام کتاب : حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

تالیف : سیّد نفیس الحسینی

مطبع : اولمپیا پریس لاہور

ناشر : سیّد احمد شہیدؒ اکادمی کریم پارک لاہور

قیمت :

تقسیم کار
مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ
اردو بازار لاہور

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا

اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(سورۃ الاحزاب - ۲۳)

ان ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے، اور کچھ وہ ہیں، جو (شہادت کے) مشتاق ہیں، اور انھوں نے ذرا سا بھی ردّوبدل نہیں کیا۔

مدحتِ سبطِ قسیمِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغزِ اندیشہ — کہ فکرِ مدحتِ سبطِ قسیمِ کوثر ہے
وہ کون امامِ جہان و جہانیاں احمدؒ — کہ محض مقتدیٔ سنتِ پیمبر ہے
زمیں کو مہرِ فلک سے نہ کیوں ہو دعوئ نور — کہ اُس کا رایتِ اقبال سایہ گستر ہے
عروجِ سنگِ درِ قصرِ جاہ یہ کہ جسے — ہزار طعنِ حضیضِ اوجِ لامکاں پر ہے
زبسکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد — جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے
شرف ہے مہر کو اس کے زمانے سے اتم — زبسکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے
وہ بادشاہِ ملائک سپاہ، کوکبِ دیں — کہ نورِ شمس و قمر جس کی گردِ لشکر ہے
وہ شعلہ خصلت الحاد سوز، کفر گداز — کہ جس کا نقشِ قدم مہرِ روزِ محشر ہے
وہ برقِ خرمنِ اربابِ شرک و اہلِ ضلال — کہ شعلہ خوشۂ حاصل تو دانہ اخگر ہے
وہ قہرمانِ فلک توسن و نجومِ حشم — کہ ترکِ چرخ غلام اس کا مہر چاکر ہے

وہ شاہِ مملکتِ ایماں کہ جس کا سالِ خروج
"امامِ برحق مہدی نشاں علی فر" ہے
۱۲۴۲ ھ

جو سید احمدؒ امامِ زمان و اہلِ زماں — کرے ملاحدۂ بے دیں سے ارادۂ جنگ
تو کیوں نہ صفحۂ عالم پہ لکھے سالِ غزا — "خروجِ مہدیٔ کفار سوز، کلکِ تفنگ"
۱۲۴۲ ھ

حکیم مومن خان مومن رحمۃ اللہ

مضامین

مذکورہ بالا مضامین وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور رسائل میں شائع ہوتے رہے اِس بنا پر بعض مضامین میں تکرار ہو گئی ہے ۔
حضرت حاجی عبدالرحیمؒ ولایتی شہید اور حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کے مضامین تازہ ہیں ۔

نفیس الحسینی

پیشکش : سیّد احمد شہید اکیڈمی

رسالۂ اشغال

یعنی

سلاسلِ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات و شجرات کا گلدستہ

تالیف فارسی

امیر المومنین امام المجاہدین مجدد مأتہ سیزدہم (۱۳) حضرت سید احمد شہید قدس اللہ سرہ

۱۲۰۱ھ ——— ۱۲۴۶ھ

ترجمہ

سید نفیس الحسینی

ناشر

سیّد احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۱۷۷ /۳ کریم پارک ○ لاہور

فون ۲۹۱۵۰

تعارف

پیشِ نظر "رسالۂ اشغال" امیر المومنین امام المجاہدین مجدد مأتہ سیزدہم حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ کی تالیف ہے۔ شہادت سے چار سال پیشتر مختتم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کو بمقام تختہ بند (علاقۂ سرحد) آپ نے طالبینِ سلوک کے لیے اذکار و مراقبات اور شجراتِ سلاسل کا یہ مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس سے پہلے آپ کے ملفوظات اور اذکار و مراقبات پر مشتمل ایک بلند پایہ کتاب "صراطِ مستقیم" (سنِ تالیف ۱۲۳۳ھ) مشہورِ عالم ہے جسکی جمع و ترتیب کا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبد الحی صاحب بڈھانویؒ نے انجام دیا تھا۔ "رسالۂ اشغال" میں بھی وہی اذکار و مراقبات مختصر مگر جامع انداز میں دیئے گئے ہیں، البتہ اس رسالہ کی ایک جزوی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت سیّد صاحبؒ نے سلاسلِ طریقت کے شجرات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ آخر میں مزید ایک اجازت نامہ بھی مرقوم ہے۔

"رسالۂ اشغال" "مکاتیب سیّد احمد شہیدؒ" کے اس خطی نسخے میں شامل ہے، جسے راقم سطور نے مرتب کر کے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں سیّد احمد شہید اکیڈیمی کی طرف سے شائع کرا دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء کی مبارک ساعتوں میں ناچیز نے اسے اُردو میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ تحفۂ درویش اہلِ قلب و نظر کی خدمت میں حاضر ہے۔ ع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

نفیس الحسینی

انتساب

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ کی رُوحِ پُرفتوح کے نام
جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلۂ عالیہ میں بچند واسطہ اس طرح منسلک ہیں :

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۸۲ھ)

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۳۷ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہٗ (م ۱۳۲۳ھ)

قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ (م ۱۳۱۷ھ)

قطبِ دوراں نور الاسلام حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ (م ۱۲۵۹ھ)

مجدد الاسلام امام المجاہدین امیر المومنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ (م ۱۲۴۶ھ)

ہادیِ زمانہ مُرشدِ یگانہ

ذیل میں تصوف وسلوک کی مشہور کتاب" صراطِ مستقیم" کے خاتمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"صراطِ مستقیم" کے مُرتب زبدۃ الاولیاء الکاملین، عُمدۃ العلماء المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرہٗ نے اپنے پیرو مُرشد امیر المومنین، امام المجاہدین، قطب الاقطاب مجدد مائۃ سیزدہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کے حصولِ نسبت نبوت اور تحصیلِ سلوکِ ولایت پر عارفانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ "خاتمہ" سے پہلے ابتدائیہ کی وہ سطور بھی نقل کر دی جائیں جن میں مریدِ اخلاص کیش و جاں نثار نے اپنے مُرشدِ یگانہ وہادیِ زمانہ کو عقیدت ومحبت کی زبانِ شیریں سے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

"عاجز ذلیل الراجی لرحمۃ اللہ الجلیل بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل کہ نعم الٰہی دربارۂ این ضعیف ناتمناہی است واز اعاظمِ آں حضورِ محفلِ ہدایت بمنزلِ ملازمانِ فخرِ خاندانِ سیادت، مرجعِ اربابِ ہدایت، مرکزِ دائرۂ ولایت، دلیلِ سبیلِ فلاح ورشاد، رہنمائے طریقِ استقامت وسداد، مظہرِ انوارِ نبویؐ، منبعِ آثارِ مُصطفویؐ، سلالۂ خاندانِ صلبِ طاہر سید الاولیاء اعنی علی مرتضیٰؓ، نقاوۂ دُودمانِ سبطِ اکبر سند الاصفیاء اعنی حسن مجتبیٰؓ، مقتدائے اصحابِ شریعت، پیشوائے اربابِ طریقت، ہادیِ زمانہ، مُرشدِ یگانہ، سراج المحبین، تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد، مَتَّعَ اللّٰہُ المُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَآئِہٖ وَ نَفَعَنَا وَسَآئِرِ الطَّالِبِیْنَ بِاَقْوَالِہٖ وَ اَفْعَالِہٖ وَاَحْوَالِہٖ است۔"

پس جاننا چاہیے کہ حضرتِ ایشان (سیّد احمد شہیدؒ) کی جبلت ابتدائے فطرت ہی سے کمالاتِ طریقِ نبوت پر اجمالاً مائل تھی۔ اِس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذّت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سنّت کی نہایت درجہ رغبت، آلودگیٔ بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی وسیّئات سے جبلّی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصہ طہارتِ جبلیہ کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبینِ مبارک پر ہویدا تھے۔ حتیٰ کہ سعادتوں کے خزائن کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریقِ نبوت اور طریقِ ولایت کے بند دروازے کھل جائیں، آپ کے ہاتھ آگئی۔ یعنی آپ جناب ہدایت مآب، قدوۂ اربابِ صدق وصفا، زبدۂ اصحاب فنا وبقا، سیّد العلماء وسند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجعِ ہر ذلیل وعزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ واعزنا وسائر المسلین بجدہٖ وعلائہٖ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو اُن کے حضور طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہُوا۔ حصولِ بیعت کے یُمن اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب ونادر معاملات ظاہر ہُوئے۔ اُنھیں وقائعِ عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے، تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریقِ ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہُوئے۔

ان معاملات میں سب سے اوّل اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں اپنے دستِ مبارک سے آپ کو کھلائیں، اس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دستِ مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہُوئے تو اپنے اندر اس رویائے حقہ کا اثر ظاہر و باہر محسوس کیا۔

اس واقعہ سے آپ کو سلوک طریق نبوت کی ابتدا حاصل ہوگئی۔

بعد ازاں ایک دن جنابِ ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جنابِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مَل مَل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دُھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالاتِ طریقِ نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیتِ ازلی جو کہ ازل الآزال میں مخفی تھی منصۂ ظہور پر آگئی عنایتِ رحمانی اور تربیتِ یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی۔ اور "معاملاتِ متواترہ" اور "وقائعِ متکاثرہ" پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جلّ وعلا نے آپ کا داہنا ہاتھ اپنے "دستِ قدرتِ خاص" میں پکڑا اور "امورِ قدسیہ" میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سید صاحبؒ کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت اُن دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اس بنا پر اُس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت درجہ الحاح کی، حضرت نے اُسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسب وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرت حق کی جناب میں استفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے ؟ بارگاہِ حق سے حکم ہُوا کہ "جو لوگ تمھارے ہاتھ پہ بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے"۔

القصّہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالاتِ طریقِ نبوّت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہُوئے۔ یہ ہے طریقِ استفادہ کمالاتِ راہِ نبوّت۔

اور کمالاتِ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریق، اوّل اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریق میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان اُمور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک "امرِ مستقر" طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالمِ قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل وعلا کے ساتھ طالب کے علاقے کا مُوجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منصۂ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہرِ نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرفِ قوم (صوفیہ) میں "نسبت" کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تکرار خواندگی کرتا ہے یا دُوسرے صنائع جیسے موسیقی یا آہنگری یا زرگری کی مشق کرتا ہے تو کچھ مدت کے بعد اس کے اندر ایک "امرِ مستقر" پیدا ہو جائے گا، جسے ملکۂ صناعت کہتے ہیں۔ وہ ملکہ اُس شخص کے نفس میں دائماً مستقر رہتا ہے خواہ وہ شخص اس ملکہ کی جانب التفات کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب یہ شخص اس ملکہ کی طرف التفات کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے تو اس کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں ورنہ پردۂ اخفا میں مخفی رہتے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی تمہید ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ مجاہدات وریاضات واذکار واشغال کے مبادی کی تحصیل کے بعد "نسبت" ہاتھ آتی ہے۔ لیکن خرقِ عادت کے طور پر بعض نفوسِ کاملہ کو اوّلاً نسبت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں مبادی۔ مثلاً عادۃ اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب وسنّت کے مضامین کُتبِ عربیہ اور فنونِ ادبیہ کی تحصیل کے بعد ہاتھ آتے ہیں لیکن بعض نفوسِ کاملہ کو خرقِ عادت کے طور پر اوّلاً ان مضامینِ لطیفہ پر اطّلاع بخشی جاتی ہے، اسے اصطلاحِ قوم (صوفیہ) میں علمِ لدُنّی کہتے ہیں۔ فنونِ ادبیہ انھیں ثانیاً حاصل ہوتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحصیلِ مبادی میں وہ دُوسرے مبتدیوں کی مانند ان فنون کے اساتذہ کے محتاج ہوتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مبادی سے عاری ہی رہ جاتے ہیں۔

القصّہ حضرت ایشان (سیّد صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ نسبتِ قادریہ ونقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ آنجناب ہدایت مآب (حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ) کی بیعت کی برکت اور ان کی توجّہات کے یُمن سے جنابِ حضرتِ غوث الثقلینؒ اور جنابِ حضرتِ خواجہ بہار الدین نقشبندؒ کی مقدّس رُوحیں آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روحینِ مقدسین کے مابین فی الجملہ ایک تنازع رہا۔ کیونکہ ان ہر دو اماموں میں سے ہر ایک آپ کو تمامہ اپنی جانب جذب کرنے کا متقاضی تھا۔ یہاں تک کہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر مصالحت واقع ہونے کے بعد ایک روز دونوں مقدس رُوحیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر تک دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر "توجہِ قوی اور تاثیرِ زور آور" فرماتے رہے، حتیٰ کہ اسی ایک پہر میں حضرت کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہو گئی۔

اور نسبتِ چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت ایشان (سیّد احمد شہید)

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مرقدِ منور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کے مرقدِ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اُن کی رُوحِ پُرفتوح سے ملاقات متحقق ہُوئی، آنجناب حضرتِ قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجّہ فرمائی۔ اس توجّہ کی وجہ سے نسبتِ چشتیہ کا ابتدائی حصول متحقق ہو گیا۔ اِس واقعہ سے ایک مدّت گزرنے کے بعد ایک روز مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی (اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے) میں آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ راقم الحروف بھی اس محفلِ ہدایت منزل کے آستان بوسوں کی سلک میں منسلک تھا، سب حاضرینِ محفل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہُوئے تھے، اور حضرت سب مستفیدوں پر توجّہ فرما رہے تھے۔ اس مجلسِ ملائک مانس کے اختتام کے بعد کاتب الحروف کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کہ آج حق جلّ وعلانے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبتِ چشتیہ کا اختتام ہمیں ارزانی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طریقۂ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمّت کھولا اور اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب (صراطِ مستقیم) مشتمل ہے۔ یہ ہے طریقہ تینوں نسبتوں کے استفادے کا۔

اور باقی تمام نسبتوں، نسبتِ مجددیہ و شاذلیہ وغیرہ کا استفادہ، تو جاننا چاہیے کہ کمالاتِ راہِ نبوّت، اربابِ کمال کی بصیرت کو کحلِ قُدسی سے سُرمہ ناک کر دیتے ہیں اور کحلِ قدسی کی وجہ سے اُن کا نورِ بصیرت حدّت و تیزی اختیار کر لیتا ہے۔ اُن کی رُوحِ قدسی آنکھ کی مانند کُھل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جس چیز کی طرف التفات کرتے ہیں اُس چیز کے دقائق در دقائق کو اپنی استعداد کے مطابق کما حقہٗ پا لیتے ہیں۔ پس گویا ولایت کی تمام نسبتیں سالک راہِ نبوّت کے کمال میں مجملاً مندرج ہوتی ہیں۔ جونہی کسی چیز کی طرف ایک ادنیٰ التفات متحقق ہُوا تو اس چیز کی حقیقت اپنی تمام شرح و بسط کے ساتھ اُن کی بصیرت کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔

مجدّدِ اسلام حضرت سیّد احمد شہیدؒ

انوارِ شریعت و فیوضِ طریقت کا مجمع البحرین

یہ مضمون حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی کی گرانقدر تالیف "سیرت سیّد احمد شہید" سے ملخص ہے

نفیس الحسینی

قطب العالم مجددِ دین وملت حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی ولادت باسعادت بمقام تکیہ رائے بریلی (ہند) صفر ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا خاندان برِصغیر کے برگزیدہ خاندانوں میں شمار ہوتا ہے آپ حضرت سیّد شاہ عَلَم اللہ نقشبندیؒ کی اولاد میں سے تھے جنھیں امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفۂ اجل حضرت سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ سے نسبتِ بیعت و اجازت حاصل تھی۔

آپ کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :

سیّد احمد شہید بن سیّد محمد عرفان، بن سیّد محمد نور بن سیّد محمد ہدیٰ بن سیّد شاہ عَلَم اللہ بن سیّد محمد فضیل بن سیّد محمد معظّم بن سیّد احمد بن قاضی سیّد محمود بن سیّد علاء الدین بن سیّد قطب الدین محمد ثانی بن سیّد صدر الدین ثانی بن سیّد زین الدین بن سیّد احمد، بن

سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن قاضی سید رکن الدین بن امیر سید نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد حسنی الحسینی المدنی الکڑوی بن سید رشید الدین احمد مدنی بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید حسن بن سید ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ بن سید حسن الاعور الجواد نقیب کوفہ بن سید محمد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن سید محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؓ بن امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

حضرت حسن مثنیٰ کی شادی اپنے عم نامدار شہید کربلا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی، اس لیے اس خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔ ابتدا ہی سے آثارِ رُشد و ہدایت آپ کی جبین مبارک میں روشن تھے۔ ذوقِ عبادت، شوقِ جہاد اور جذبۂ خدمت خلق سن شعور ہی سے طبیعتِ مبارک میں راسخ تھا۔ شباب کا زمانہ قریب آیا تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حالات کے تقاضے سے آپ نے پہلے لکھنؤ اور پھر دہلی کا سفر کیا۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندان سے آپ کے خاندان کے گہرے روابط تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں

دہلی پہنچ کر آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے مصافحہ و معانقہ کے بعد دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے عرض کیا رائے بریلی سے۔ فرمایا کس خاندان سے ہیں؟ عرض کیا وہاں کے سادات میں شمار ہے۔ فرمایا کہ سید ابُوسعید صاحب و سید نعمان صاحب سے واقف ہیں؟ سید صاحب نے عرض کیا کہ سید ابُوسعید صاحب میرے نانا اور سید نعمان صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اُٹھ کر دوبارہ مصافحہ و معانقہ کیا اور پُوچھا کہ کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی۔ سید صاحب

نے جواب دیا کہ آپ کی ذاتِ مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شاملِ حال ہے تو اپنے ددھیال اور ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت شاہ صاحب نے ایک ملازم کی طرف اشارہ فرمایا کہ "سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر صاحب کے یہاں پہنچا دو اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصل حال ملاقات کے وقت بیان کروں گا۔" سید صاحب حسبِ ارشاد اکبر آبادی مسجد میں ترجمان القرآن حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی تربیت میں ٹھہر گئے۔ سید صاحبؒ کو خاندانِ ولی اللٰہی کے ان دونوں بزرگوں سے استفادہ کا موقع ملا۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ کو سید صاحبؒ سے بڑی محبت تھی۔ "امیر الروایات" میں ہے کہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے سید صاحبؒ کی بعض ادائیں دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے انھیں مانگ لیا تھا۔

شرفِ بیعت

سید صاحبؒ نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شبِ جمعہ کو آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شاہ صاحبؒ نے طرقِ ثلاثہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ میں آپ کو داخل فرمایا اور ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔ سید صاحبؒ مسجدِ اکبر آبادی میں مشغول بحق رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے بھی ایک مدت تک آپ کو سلوک کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو بڑے بڑے سالکین و مشائخ کو برسہا برس کی ریاضت و مجاہدہ سے کم حاصل ہوئے ہیں۔ آپ پر بیداری و خواب میں اس قدر انعاماتِ الٰہیہ کی بارش ہوئی جس کی نظیر کم بزرگوں کی تاریخ میں ملتی ہے مخزنِ احمدی

اور سوانح احمدی سے ایک واقعہ جو مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتا ہے نقل کیا جاتا ہے:

انعاماتِ شبِ قدر

"قیامِ دہلی کے اثنا میں رمضان المبارک پڑا، اکیسویں شب کو آپ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عشرہ کی کس رات میں شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت حاصل کی جائے۔ شاہ صاحبؒ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ فرزندِ عزیز، شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے، اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو، صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں۔ اگر تمھارے حال پر اللہ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوتے بھی ہو گے تو اللہ تمھیں جگا کر ان برکات میں شریک کر دے گا۔ سید صاحب یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں "احمد، اٹھ اور غسل کر"۔ سید صاحبؒ ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند، آج شب قدر ہے یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دعا و مناجات کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔"

مؤلفِ "مخزنِ احمدی" لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے:

"اس رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب و واقعات غریب دیکھنے میں آئے۔ تمام درخت، پتھر اور دنیا کی ہر چیز سجدہ میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول، مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنائے کلی اور استغراقِ کامل مجھے حاصل ہوا۔ صبح میں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے سب حال بیان کیا، آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے" اس وقت سے ترقیات و علوِ درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے "صراطِ مستقیم" کے خاتمے میں اس قسم کے متعدد واقعاتِ عجیبہ و وارداتِ نادرہ تحریر فرمائے ہیں جو حضرت سید صاحبؒ کے علوِ مرتبہ اور باطنی کمالات پر شاہدِ عادل ہیں۔

رتبۂ بلند

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ منشی نعیم کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس امت میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں جن کے صدقے میں اہلِ زمین پر بارش برستی ہے اور انھیں رزق ملتا ہے اور انہی کے صدقے میں نصرت حاصل ہوتی ہے۔ چہ عجب کہ سید احمد کو بھی ایسا ہی رتبہ مل گیا ہو اس لیے ان کے مقام کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک عرصہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے۔ دو برس کے قریب وہاں رہنا ہوا۔ اسی مدت میں آپ نے نکاح کیا۔ رائے بریلی سے ۱۲۲۶ھ میں دوبارہ آپ دہلی تشریف لے گئے۔

نواب امیر خاں کے لشکر میں

۱۲۲۷ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی اجازت سے نواب امیر خاں والیٔ ریاست

ٹونک کے لشکر میں چلے گئے" منظورۃ السعداء میں ہے:

بناپر الہامیکہ درباب اقامت جہاد	اقامت جہاد کے بارے میں آپ کو جو
شد رہگرائے لشکر ظفراثر . . . امیرالدولہ	الہام ربانی ہوا اس کی بناپر آپ نواب
نواب امیر خاں بہادر مرحوم شدند	امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے

حضرت سید صاحبؒ نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں چھ سال سے زائد رہے۔ سید صاحبؒ کے تذکرے اور تاریخیں اس زمانۂ قیام کی کرامات اور واقعات غریبہ سے پُر ہیں۔ آپ نواب صاحب کو صحیح مشورے اور قیمتی امداد دیتے رہے۔

لشکر سے علیحدگی

۱۲۳۲ھ میں یہ صحبت اس وقت ختم ہوئی جب بدقسمتی سے نواب امیر خاں کی انگریزوں سے صلح ہوگئی۔ حضرت سید صاحبؒ نے لشکر سے علیحدگی اختیار کرلی اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کی خدمت میں لکھا کہ "خاکسار قدمبوسی کو حاضر ہوتا ہے، یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ نواب صاحب انگریزوں سے مل گئے۔ اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں"۔

شاہ عبد العزیز صاحبؒ کا خواب

حضرت سید صاحبؒ کے دہلی پہنچنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور لوگ جوق درجوق زیارت کے لیے دُور دُور سے آرہے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ صاحبؒ کو شرف باریابی عطا فرمایا اور عصائے مبارک دے کر فرمایا کہ اس عصا کو لے کر مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور جو آنا چاہے اندر آکر اُس کا حال عرض کرو اور میری اجازت سے اندر بھیجو۔ شاہ صاحبؒ نے اس کی تعمیل کی اور ہزارہا بندگان خدا نے حضورؐ کی زیارت کی۔ صبح اُٹھ کر شاہ صاحبؒ سب سے

پہلے حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ خلیفۂ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر چاہی۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ سُبحان اللہ یوسفِ وقت مجھ سے تعبیر پوچھتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سُننا چاہتا ہوں۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مُریدِ رشید کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و فیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آئی تھی۔

رجُوعِ عام

ایک ہفتہ کے بعد حضرت سید صاحبؒ دہلی تشریف لائے اور حسبِ معمول اکبرآبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجُوع ہُوا۔ انھیں دنوں میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحیؒ اور حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد اسمٰعیل (نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔

مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی زندگی میں ان اماموں کا کسی کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہُوا۔ جوق در جوق علماء و فضلاء و صالحین بیعت ہونے لگے۔ شاہ صاحبؒ کے خاندان کے اکثر افراد شاہ صاحب کی اجازت سے اور مولانا محمد یوسف صاحبؒ نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ برادر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مع خاندان، مولوی وجیہ الدین صاحبؒ، حکیم مغیث الدین صاحبؒ، حافظ معین الدین صاحبؒ وغیرہ مع خاندان و اقربا مُرید ہوئے اور ایسی مقبولیت و شہرت ہوئی کہ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا سماں بندھ گیا۔

تبلیغی اسفار

دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دفعۃً اپنے

بندوں کے قلوب عموماً اور علماء و صلحاء کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں۔ باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے اور آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی اجازت سے پھلت، سہارنپور، مظفر نگر، دیوبند، لہاری، نانوتہ، کاندھلہ، گڈھ مکتیسر، رامپور، بریلی، شاہجہانپور اور دوسرے قصبات و مقامات پر تشریف لے گئے اور وہاں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے بیعت اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ سید صاحبؒ کا اثر دہلی اور سہارنپور کے نواح میں ہوا اور حقیقت میں آپ کے یہی مرکز رہے اس تمام سفر میں مولانا اسمٰعیل صاحبؒ اور مولانا عبدالحی صاحبؒ ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبعِ سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے۔ بیسیوں آدمی قتل کے ارادہ سے آئے اور جاں نثار بن گئے اور گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں شہید ہو گئے۔ جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا۔ عورتوں اور بچوں کی بھی یہی حالت تھی، جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آنکھیں روشن کرتے، ایمان تازہ کرتے، دعوت دیتے اور اپنے گھر، مال و اولاد میں برکت حاصل کرتے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت کی ہے، اور دس پانچ آدمیوں کے اندازہ سے کھانا پکوایا، لیکن وقت پر سو ڈیڑھ سو آدمی سید صاحبؒ کے خادم اور معتقد آگئے۔ صاحب خانہ نہایت پریشان ہوئے۔ سید صاحبؒ نے اپنی چادر دے دی وہ کھانے پر ڈال دی گئی اور کھانا نکالا گیا اور سب کے لیے کافی ہوا بلکہ بچ گیا۔

حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم ولایتیؒ کی بیعت

اسی سفر کے دوران سہارنپور میں شیخ المشائخ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ ولایتی (شیخ الشیخ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) نے ایک رُوحانی اشارہ کی بنا پر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

قیام رائے بریلی

تبلیغی دَورہ مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے رُوحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سیّد صاحبؒ کا وجود، علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اُتر آئے تھے ہندوستان کے نامور علماء و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ، شیخ الاسلام مولانا عبد الحی صاحبؒ قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ (نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ ولایتی (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) حضرت شاہ ابُو سعید صاحبؒ (خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ) ایک وقت میں جمع ہُوئے۔ کتاب "صراطِ مستقیم" بھی اسی عرصے میں ۱۲۳۳ھ میں تالیف ہوئی۔

سیّد صاحبؒ لکھنؤ میں

اسی زمانے میں حضرت سیّد صاحبؒ لکھنؤ شہر میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ کے تشریف لاتے ہی لوگوں کا رُجوع اور ہجوم ہُوا۔ فرنگی محل کے بھی بعض علماء و اکابر آپ کی بیعت میں داخل ہُوئے، دن رات لوگ بیعت و توبہ کرتے۔ مولانا عبد الحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب وعظ فرماتے۔ علم و عرفان کی بارش ہوتی اور کتاب و سنّت کے معارف و حقائق و نکات کی گہر ریزی۔

سے محویت وسکتہ کا عالم ہوتا۔ علماء انگشت بدنداں ہوتے اور مخالفین سر بگریباں، لوگ اٹھ اٹھ کر توبہ کرتے اور نئی زندگی میں قدم رکھتے۔

مولانا محمد اشرف[1] صاحبؒ نے جو اُس وقت لکھنؤ میں علوم معقول و منقول میں یگانہ سمجھے جاتے تھے، اپنے یہاں کے سب سے زیادہ زکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو حضرت سید صاحبؒ کی تحقیق حال کے لیے بھیجا اور پیغام بھیجا کہ میں تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مقصد تھا کہ تنہائی میں سید صاحبؒ کے علم کو ٹٹولیں۔ سید صاحبؒ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سید صاحبؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ میں آپ کی زبان سے اس کی تفسیر سننا چاہتا ہوں۔ سید صاحبؒ نے دو گھنٹہ اس کا بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف صاحبؒ اور مولوی ولایت علی صاحبؒ کی (جو اس وقت حاضر تھے۔) روتے روتے آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی اور فوراً بیعت کر لی۔ مولانا محمد اشرف فرماتے تھے کہ اسی روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور مجھے اس کے علاوہ بے انتہا فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحبؒ تو سب چھوڑ چھاڑ سید صاحبؒ کے ساتھ ہوگئے اور اپنے کو شیخ کی خدمت میں فنا کر دیا۔

حضرت سید صاحبؒ کا قیام لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ لکھنؤ سے آپ رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام فرما کر جہاں جہاں سے دعوت نامے آئے تھے تشریف لے گئے۔ اس

---

[1] مولانا محمد اشرف بن قاضی نعمت اللہ خوشنویس (ساکن موضع بتھ من مضافات سیالکوٹ) قاضی نعمت اللہ صاحب نواب آصف الدولہ (۱۱۸۸ تا ۱۲۱۲ھ) کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جہاں انھیں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (تذکرہ علماء ہند از رحمان علی و گذشتہ لکھنؤ از شرر)

سلسلے میں الٰہ آباد، بنارس، کانپور اور بیسیوں قصبات میں ایک سو ستّر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لوگ جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے۔

بنارس میں انوارِ ذکر

بنارس کے قیام میں آپ نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ یہ شہر کفر و شرک کی تاریکی سے بھرا ہُوا ہے، اس کو اپنے ذکر کے انوار سے منوّر کردو اور ذکرِ جہر و ذکرِ خفی میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہندو پروہتوں اور جوگیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اس شہر سے جلد تشریف لے جائیں، ہمارے گیان دھیان میں بڑا فرق آگیا ہے۔ حضرت نے بڑی نرمی کے ساتھ ان کو وعظ و تذکیر کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جہاد کے لیے بے چینی

بنارس سے آپ سلطان پور اور رسولی وغیرہ تشریف لے گئے۔ دو ہفتہ قیام کرکے آپ تکیہ رائے بریلی تشریف لائے۔ تکیہ کا قیام عجیب ذوق و شوق، لذّت و حلاوت اور جفاکشی کا تھا۔ یُوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی مظلومی اور جہاد کی ضرورت کا احساس بڑھتا ہی جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ اب آپ کو دن رات اسی کا خیال رہتا تھا، زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے، آپ اکثر اسلحہ لگاتے۔

رفقاء کی آپس میں گفتگو

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہُوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رُفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یُوسف صاحب پھلتیؒ اس بارے میں حضرت سیّد صاحبؒ سے

گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحبؒ سے عرض کیا۔

حضرت سید صاحبؒ کا جواب

حضرت نے آپ کو جواب دیا :

" ان دنوں دوسرا کام اس سے زیادہ افضل ہم کو درپیش ہے، اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے، اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام کے تابع ہے۔ اگر کوئی دن میں روزہ رکھے اور تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں پر ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلہ میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیراندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گدکا کھیلتا ہے، کوئی ڈنڈ پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونہ میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جاکر مراقبہ کرتا ہے، کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں، یہی بہتر ہے اور حاجی عبدالرحیم صاحب (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) سے بھی مشورہ کر کے جواب دو۔"

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ :

" جب مجھ کو حضرتؒ سے بیعت نہ تھی اور اپنے شیخ کے طور و طریق پر تھا، چلّہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدہا میرے مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، لِلّٰہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مُریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحبِ تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سیّد صاحبؒ کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہُوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بُری ہوتی۔ پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ان سیّد صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرو، یا اس عقیدہ سے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے، میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی، سو میں نے تمام اس عیش و آرام، اور ناموس و نام کو ترک کر کے سیّد صاحبؒ کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو

نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی۔ سو میری صلاح اس بارہ میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو، وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرماویں اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی رائے ناقص کو اس میں دخل نہ دو"۔

حضرت حاجی صاحبؒ چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریر سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدماتِ جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی شغلہ تھا، بھرماری، تیر اندازی کرتے، چوزنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

سفرِ حج

محبت و شوق و جذبِ الٰہی کا جس کی تربیت شب و روز ہوتی تھی۔ اب شدید تقاضا ہوا کہ حج کو چلیے۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے حج کی تیاری کی۔ شوال کی آخری تاریخ ۱۲۳۶ھ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ آپ تکیہ سے روانہ ہوئے۔ قافلہ مختلف شہروں میں ٹھیرتا ہوا منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں تھا۔ خلقِ خُدا جوق جوق حلقہ بگوش ہوتی رہی۔ اس سفر میں لاکھوں آدمیوں کو آپ کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی۔ حج کے ہمراہیوں کی تعداد ۷۵۰ تھی۔ اس سفر میں جو برکات، واقعاتِ عجیبہ اور لذائذ رُوحانی حاصل ہوئے، اُن کا مزہ وہی جان سکتے ہیں جو اس سفر میں ساتھ تھے۔

حرمِ محترم میں

۲۹ر شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ کو گیارہ مہینے سفر کرنے کے بعد قافلۂ شوق حرمِ محترم میں داخل ہُوا۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہر شخص پر ایسی رقّت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں معلّم و مطوّف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہماری عُمر میں ایسا

بابرکت قافلہ کسی ملک سے نہیں آیا۔ طواف وسعی کے بعد سب نے حلق وقصر کرایا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

ارضِ مقدس میں مقبولیت

اِس ارضِ مقدس میں بھی (جس کا یہ سارا فیض ہے) آپ کا فیض بند نہیں ہُوا، اور حجاز کے بعض نامور اہلِ علم وکمال اور فضل وصلاح بیعت میں داخل ہُوئے۔ شیخ محمدّ عمرُ مفتیٔ مکّہ مکرمہ جو شیخ العلماء عبداللہ سراج کے اُستاد تھے اور سید عقیل و سید حمزہ و شیخ مصطفیٰ امام مصلیٰ حنفی اور شیخ شمس الدین مصری واعظِ بیت اللہ، شیخ محمد علی ہندی مدرس مکّہ معظمہ، اور عُمر بن عبدالرسول محدث، شیخ بخارامی مدرس مدینہ منورہ اور خواجہ الماس نے (جو مسجدِ نبویؐ میں اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے) بیعت کی۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے سید صاحبؒ کے ایماء اور اہلِ حجاز کی ضرورت وخواہش سے "صراطِ مستقیم" کا عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ فیضِ عام صرف حجاز سے خاص نہ تھا بلکہ چونکہ حجاز عالمِ اسلامی کا مرکز ہے جہاں تمام ممالکِ اسلامیہ کے وفود آتے ہیں اسلیے باہر کے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع مِلا۔

بلغار کے قافلہ کے ایک بڑے عالم بیعت میں داخل ہوئے اور آپ نے اُن کو اپنا خلیفہ کرکے اپنے ملک کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور "صراطِ مستقیم" کی ایک نقل دی۔

جاوہ کے تین آدمیوں نے آکر عرض کیا کہ ہم حضور کے خلفاء سے بیعت ہیں۔ اب بلاواسطہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اُن سے بیعت لی۔

مغربی قافلہ کے لوگوں نے بھی بیعت کی، ان میں مغرب کے ایک وزیر شیخ احمد بن ادریس تھے جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی۔

بارگاہِ نبویؐ میں

مکہ مکرمہ سے آپ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے آپ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بخار اور درد سر کی شدت تھی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں اور ہر ایک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ تشفی اور تسلی اور مختلف بشارتیں دیں۔

بہتر از صحت است آں مرضم   کہ تو بہرِ عیادتم آئی
دارم امید بستہ آں بہتر   کہ تو از دستِ خویش بکشائی
اے خوش آں گمرہی راہ روے   کہ تو آئی و راہ بنمائی
طرفہ آں تشنگی کہ سیرابم   تو ز لطف و کرم بفرمائی

اے علیؔ شہرِ دوست نزدیک است
چوں نگردی در د تماشائی

مدینہ منورہ میں سید سمہودی مصنف "وفار الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ" کے مکان میں قیام فرمایا۔ پچیس روز تک مدینہ منورہ اور نواح کے مقامات و مشاہد کی زیارت کرتے رہے۔

زیاراتِ مقدسہ

مدینۂ طیبہ کے قیام میں آپ نے مسجدِ قُبا، مسجدِ قبلتین وغیرہ اور جنت البقیع کی بار بار زیارت کی۔ ایک بار روضۂ منورہ کی جالیوں کے اندر شب گزاری کا موقع بھی بخوبی ملا۔ مراقبے میں بارہا احوال و کیفیات اور بار بار زیارتِ نبویؐ سے فائز ہوئے۔

ایک روز بقیع جا کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی

زیارت کی۔ دُوسرے روز خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے۔

ایک روز آپ جبلِ اُحد گئے اور سیدنا حمزہؓ اور دُوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک جہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ کی بھی زیارت کی، بعض بعض مقامات پر دُعا کی۔

آپ کا مدینہ منورہ میں مزید قیام کا ارادہ تھا اور ابھی قافلے کو بھی سیری نہیں ہوئی تھی لیکن سردی بڑی شدت سے ہونے لگی تھی اور اہلِ قافلہ کے پاس جڑاول نہ تھی۔ سردی سے سخت تکلیف ہو رہی تھی۔

۲۶ ربیع الاول کو آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی مہربانی سے مُسکرا کر فرماتے ہیں:

"احمد اب تم کو جلد مکہ چلا جانا چاہیے، اس لیے کہ سردی سے تمھارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے"۔

آپ نے اپنے ہمراہیوں کو یہ خواب سُنایا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔

واپسی

۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ کو آپ مسجدِ نبویؐ اور روضۂ منورہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ آئے۔ وہاں رمضان اور عید کی اور یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو دو سال گیارہ مہینے کے بعد وطن پہنچے۔

اقامتِ جہاد

۱۲۴۱ھ کے آغاز میں آپ نے اقامتِ جہاد کے لیے کمر ہمت باندھ لی اور اپنے وطن سے ہجرت کی۔ راجپوتانہ، رواڑ، سندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے ریگستانوں،

میدانوں، پہاڑوں، دروں اور جنگلوں اور دریاؤں میں سفر کیا۔ ہر ہر جگہ اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ جس کے لیے حضرت سید صاحبؒ عند اللہ مامور تھے، کی مفصل سرگزشت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف "سیرت سید احمد شہیدؒ" اور غلام رسول مہر مرحوم کی کتاب "سید احمد شہیدؒ" میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

شہادت

حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کی جماعتِ مجاہدین نے بالاکوٹ کے مقام پر ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو رنجیت سنگھ کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہادت کے روز حضرت سید صاحبؒ اور مجاہدین کے چہرے دمک رہے تھے اور ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری تھی۔ راوی کہتا ہے:

"حضرت سید صاحبؒ اُس وقت مَلَکی صفات میں تھے، آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر نہیں ٹھہرتی تھی۔"

حضرت سید صاحبؒ کا فیضِ عام

حضرت سید صاحبؒ نے اسلام کے عقائدِ صحیحہ کی تبلیغ اور توحید و سنّت کی عالمگیر اشاعت فرمائی۔ برِصغیر کا کوئی گوشہ نہیں چھوٹا جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان سینکڑوں مقامات پر آپ نے خود دورہ فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے مواعظ ہوئے اور اللہ کی حجت تمام ہوگئی۔ سندھ اور سرحد میں خود قیام فرمایا۔ حیدرآباد دکن، بمبئی، مدراس میں مولانا سید محمد علی صاحب رامپوریؒ و مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادیؒ

کو بھیجا، جنھوں نے وہاں قیام فرما کر اصلاح عقائد و اعمال و رسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اور سینکڑوں اُمرا، و رؤسا و اہلِ علم و فضل مستفید ہوئے اور توحید و سُنّت کا عام چرچا ہو گیا۔ پُورب میں آپ کے خلفاء مولانا کرامت علی صاحب و مولانا سخاوت علی جونپوریؒ نے تبلیغ و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ آج بھی آپ کے اثرات ان اطراف میں موجود ہیں۔ صرف مولانا کرامت علی صاحبؒ کی کوششوں سے بنگال میں لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نیپال کی ترائی میں مولانا جعفر علی صاحبؒ نے روشنی پھیلائی۔ افغانستان میں بھی آپ کے خلیفہ مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاریؒ سے اصلاح ہوئی۔

مُلک تبت میں بھی آپ نے تبتیوں کا ایک وفد تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا اور مسلمانوں کی اصلاح ان کے سپرد کی۔ اوّل ان کی سخت مخالفت ہوئی پھر ان کو بہت کامیابی و ترقی ہوئی ہزاروں آدمی ان کے حلقہ بگوش ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے چند آدمی تبلیغ کے لیے چین بھیجے۔ جاوہ، بلغار اور مراکش وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے اور مشرقِ اقصیٰ سے مغربِ اقصیٰ تک آپ کی مملکتِ تجدید کے حدود پہنچ گئے۔

مولانا عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت سید صاحب قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلۂ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام رُوئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔"

حضرت سید صاحبؒ کے طریقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ کے یہاں آپ کا طریقہ سب سے زیادہ مقبول تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیارِ شرقیہ میں اس میں منحصر تھی۔ چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ و سالک اور سلسلۂ چشتیہ میں بیعت و مجاز تھے اور آپ کے سینکڑوں ہزاروں مرید تھے۔ فرماتے تھے:

"مجھے کسی سے سلوک میں رجوع کی ضرورت نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اسی میں پاتا ہوں کہ میں سید صاحبؒ سے بیعت ہو جاؤں"۔

دوسری خصوصیت مشائخ و علماء میں مقبولیت ہے، چنانچہ ہندوستان کا کوئی خانوادہ اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے اکابر نے سید صاحبؒ کو اپنا بڑا نہ مانا ہو اور آپ سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے دو نامور شیخ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ اور آپ کے خلیفہ میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ (پیر و مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ) آپ سے بیعت ہوئے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ بیعت کے بعد ہمیشہ خدمت میں رہے، یہاں تک کہ بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اس سلسلے کے دوسرے حضرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور اُن کی جماعت کا تعلق تو آپ سے ایسا تھا جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ شاہ ابوسعید صاحبؒ جو خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلۃ الذہب کا ضروری حلقہ اور حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کے خلیفہ تھے، عرصے تک آپ کی خدمت میں رہے، اور استفادہ کیا۔ سلسلۂ قادریہ کے مشہور شیخ سید صبغت اللہ بن سید محمد راشدؒ نے جن کا سلسلہ سندھ میں بہت مشہور و معمور ہے، آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی حیات

میں آپ کے خاندان کے اہلِ علم وفضل نے آپ سے بیعت کی۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ، مولانا عبدالحی صاحبؒ، مولانا محمد یوسف صاحبؒ پھلتی کے علاوہ شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ و مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے استفادہ و باطنی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ وعلماء آپ کی عظمت و مقبولیت آپ کے طریقے کی رفعت وفضیلت، آپ کی محبت اور آپ سے عقیدت پر متفق العقیدہ و متفق اللسان ہیں۔ آپ کی محبت اہلِ سنّت و صحیح الخیال جماعت کا شعار اور علامت بن گئی ہے اور آپ کے متعلق وہی کہنا بالکل صحیح ہوگا جو بعض اہلِ علم نے آپ کے ہمنام امام احمدؒ کے متعلق کہا ہے:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ۔

جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن حنبلؒ سے محبت ہے تو سمجھ لو، کہ وہ سُنّت کا متبع ہے۔

ایک دُوسرے عالم کا قول ہے:

مَنْ سَمِعْتُمُوْهُ يَذْكُرُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ بِسُوْءٍ فَاتَّهِمُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ۔

جس کو تم احمد بن حنبلؒ کا ذکر بُرائی سے کرتے سُنو، اُس کے اسلام کو مشکوک جانو

رسالۂ اشغال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین
یہ رسالۂ اشغال تین باب پر مشتمل ہے ہر باب کی دو فصلیں ہیں

باب اوّل

اشغالِ طریقۂ قادریہ

فصلِ اوّل : اذکار

ذکرِ یک ضربی

ذکرِ یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے طریق پر بیٹھیں اور اسمِ ذات کو وسطِ سینہ سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائیں اور یہ تصور کریں کہ اس پاک نام کے ہمراہ ایک نور منہ سے باہر نکلا ہے پھر اس نور کو اپنے تصور میں پھیلائیں اور اس طرح خیال کریں کہ نورِ مذکور چادرِ نورانی کی طرح محیط ہو گیا ہے اور اس نے تمام بدن کو ڈھانپ لیا ہے پھر اس صورتِ خیالی سے ہٹ کر یوں تصور کریں کہ وہ نورانی چادر تمام بدن میں سرایت کر گئی ہے اور سمٹ کر وسطِ سینہ میں گرہ کی مانند مجتمع ہو گئی ہے اسی طریقہ سے ذکرِ اسمِ ذات میں مشغول رہیں۔ اس ذکر کے دوران میں جمعیتِ دل سے ذاتِ بحت کی طرف متوجہ رہیں۔ چند روز اسی ذکر کی مشق کریں۔

ذکرِ دو ضربی

ذکرِ دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے انداز میں بیٹھیں اور اسمِ ذات کی ضرب پہلے کی

طرح منہ کے سامنے لگائیں پھر ساتھ ہی دائیں شانے کی جانب خیال لے جاکر قلب پر ضرب لگائیں اور اس طرح تصور کریں کہ نورِ قلب کے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر گیا ہے۔

ذکرِ سہ ضربی

ذکرِ سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چہار زانو بیٹھ کر ضرب اول و ضرب دوم پہلے بیان کردہ (ذکرِ دو ضربی) طریقہ پر لگائیں اور ضرب سوم قلب میں لگائیں۔

ذکرِ چہار ضربی

ذکرِ چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں جانب، دوسری بائیں جانب تیسری قلب میں اور چوتھی ضرب اپنے منہ کے سامنے لگائیں۔

فصلِ دوم: مراقبات

مراقبۂ وحدانیت

مراقبۂ وحدانیت میں یوں تصور کریں کہ ذاتِ الٰہی ہر مکان و زماں میں موجود ہے۔ اس طرح پر کہ ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے بلکہ ہر چیز کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

مراقبۂ صمدیت

مراقبۂ صمدیت میں انعاماتِ الٰہیہ کو اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ جود کا تصور کریں یعنی وہ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے حالانکہ اس کی بارگاہِ عالی کو مخلوقات کی طرف سے منفعت و مضرت کا کچھ بھی امکان نہیں، اس کے فیضِ عام کو ملحوظ رکھیں، یعنی اس کا انعام ہر شے کو پہنچتا ہے خواہ مطیع ہو یا فاسق، انسان ہو یا حیوان، حجر ہو یا شجر، فلکی ہو ملکی، شیطان ہو یا جن۔

شغلِ دَورہ

طریق شغلِ دَورہ یہ ہے کہ اس طرح تصور کریں کہ گویا طالب کی رُوح گرہ کی مانند ناف کی جگہ پر مجتمع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد لفظ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کا یوں تصور کریں کہ لفظ اَللّٰہ اس رُوح کے اُوپر ہے اور سَمِیْعٌ اس کے نیچے۔ پھر قوتِ خیال سے ہر دو اسم کو رُوحِ مذکور سمیت مقامِ ناف سے کھینچ کر لطیفۂ بستر تک لائیں اور وہاں لفظ سَمِیْع کی بجائے لفظ بَصِیْرٌ رکھیں اور لطیفۂ بستر سے کھینچ کر لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اس مقام پر لفظ بَصِیْر کی بجائے لفظ قَدِیْرٌ کو رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر چوتھے آسمان تک پہنچائیں اور وہاں بجائے لفظ قَدِیْر کے لفظ عَلِیْمٌ رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر عرش تک پہنچائیں اور اس مقام پر رُوح کو دَور اور سیر کرائیں۔ بعد ازاں اسی لفظ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کو (رُوح سمیت) نیچے آسمان چہارم پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ کے ہمراہ دونوں کو نیچے لطیفۂ اخفیٰ پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کے ہمراہ لطیفۂ بستر پر نیچے لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کے ہمراہ لطیفۂ نفس کے مقام پر لے آئیں۔ یہ ایک دَورہ ہوگا، بار بار یہی شغلِ دَورہ عمل میں لائیں، حتیٰ کہ اس کے آثار مرتب ہو جائیں یعنی رُوح کی نورانیت، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی ارواح سے ملاقات نیز سیرِ جنت و جہنم وغیرہ حاصل ہو جائیں۔

شغلِ نفی

طریق شغلِ نفی اس طرح پر ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی نفی کریں۔ اوّل اپنے بدن کی نفی اس طریقے سے کریں کہ جیسے نقش کو اپنے ہاتھ سے مٹاتے ہیں۔ اس طرح قوتِ خیالیہ کو اپنے بدن کے مٹانے میں مشغول رکھیں، اگر تمام بدن کی نفی یکبارگی ہو جائے تو بہت بہتر ورنہ اپنے بدن کے اجزاء کی الگ الگ نفی کریں اور جب بدن کی نفی کی کیفیت میسر آجائے تو پھر تمام عالم کی نفی کی کیفیت حاصل کریں یہاں تک کہ جمیع ممکنات کی بجائے ایک خلا کا تصور قائم ہو جائے۔ اس خلا میں

ایک نُور ظاہر ہو جائے پھر وہ نور وسعت پذیر ہو کر تمام عالم کی بجائے قائم ہو جائے۔ بعد ازاں اس نُور کی بھی نفی کریں یہاں تک کہ ایک دُوسرا نور نمایاں ہو جائے اور اسی طرح چلتے جائیں حتیٰ کہ تمام حجاباتِ نورانی دُور ہو جائیں، اس شغلِ نفی کے ہمراہ ایک شغلِ "یادداشت" بھی سامنے رکھیں یعنی اپنے خیال کو ہر حال میں بارگاہِ حضرتِ احدیّت میں متوجہ رکھیں اور اس پر اپنے خیال کو دائماً مرکوز رکھیں۔

شغلِ نفی النفی

طریقِ شغلِ نفی النفی اس طرح ہے کہ طالب اپنے خیال کو کہ جس سے تمام عالم کی نفی کرتا ہے نیز اس سے جو انوار اور ادراک ظہور میں آتے ہیں، اس کی بھی نفی کرے اور ہر شے جو اس پر منکشف ہو، اس کی بھی نفی کرے، یہاں تک کہ حالتِ نوم کی شکل ربودگی اور غفلت کی کیفیت طاری ہو جائے۔ اس کے بعد سالک اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں سے مقامِ مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور سلوک متعارف کے مراتب اس مقام پر تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

باب دوم

اشغالِ طریقہ چشتیہ

فصلِ اوّل: اذکار

ذکر اَللّٰہُ اَللّٰہ

اوّل چاہیے کہ دوزانو نماز کی ہیئت پر بیٹھ کر اسمِ ذات کو دو بار یُوں کہیں: اَللّٰہُ اَللّٰہ جب پہلی دفعہ شدّت و جہر کے ساتھ کہیں تو اس طرح تصوّر کریں کہ ایک نُور وسطِ سینہ سے نکل کر لب تک آ گیا ہے اور جب دُوسری مرتبہ اِسی شدّت و جہر کے ساتھ کہیں تو یُوں تصوّر کریں کہ ہمراہِ لفظِ مذکور (اَللّٰہُ اَللّٰہ) وُہی نُور منہ سے نکل کر ایک ہاتھ اُوپر پہنچ گیا ہے۔ بارِ دیگر اسی اسمِ مبارک کو بطریقِ مذکور کہیں اور یُوں خیال کریں کہ نورِ اوّل کے ہمراہ نورِ ثانی ملحق ہو گیا ہے۔ اسی طرح اس کی مشق کرتے رہیں یہاں تک کہ خیال میں یُوں پختہ ہو جائے کہ وہ نُور تہ بہ تہ نورانی ستون کی شکل اختیار کر گیا ہے اور ذاکر کا تمام بدن اس میں گُم ہو گیا ہے۔

ذکر اِلَّا اللّٰہ

بعد ازاں لفظِ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر شدّت و جہر کے ساتھ شروع کریں اور یُوں تصوّر کریں کہ

ایک نُور وسطِ سینہ سے اِس لفظ کے ہمراہ باہر نکل کر پاؤں کے نیچے بقدر ایک ہاتھ زیرِ زمین چلا گیا ہے۔ اِس ذکر پر اتنی مداومت کریں کہ وہ نُور نیچے سے اوپر بلند ہو کر ذکرِ اوّل (اَللّٰهُ اَللّٰه) کے نُور سے جا ملے۔

ذکر اَللّٰه

بعد ازاں لفظ اَللّٰه کا ذِکر شدّت وجہر کی بجائے آہستہ آہستہ کریں اور یُوں تصور کریں کہ یہ اسم مبارک اس ستونِ نورانی میں جاروب کی شکل پھر رہا ہے اور اس کی گردش سے ستونِ مذکور درخشاں ہو رہا ہے۔

ذکرِ نفی و اثبات

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کو اپنے خیال سے کھینچ کر زمین و آسمان پر محیط کریں، اس طرح سے کہ لَآ اِلٰـه کے لفظ سے خود اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی ملاحظہ کریں اور لفظ اِلَّا اللّٰه کی ضرب اُوپر کی جانب بالائے عرشِ مجید لگائیں۔ اسی شغل کو بار بار عمل میں لائیں یہاں تک کہ ایک نہایت وسیع نور بالائے عرش سے نیچے آئے اور تمام عالم حتیٰ کہ سالکِ ذاکر کا خود اپنا جسم بھی اس نور میں گُم ہو جائے۔

فصلِ دوم : مُراقبات

واضح ہو کہ طریقۂ چشتیہ کے مراقبات بھی وہی ہیں جو بابِ اوّل میں بیان کیے گئے۔ پس مراقباتِ مذکور میں ابتدا شغلِ نفی سے اور انتہا مشاہدہ میں مشغول ہونے سے ہوتی ہے۔

شغلِ دورۂ چشتیہ

سلسلۂ چشتیہ میں شغلِ دورہ اس طرح پر ہے کہ ذکر یَاحَیُّ وَیَاقَیُّوْمُ اس طریقے سے کریں کہ

کلمہ یَا حَیُّ کو خیال سے وسطِ سینہ سے لب تک لائیں اور اپنی رُوح کو اس کے ہمراہ لیں پھر لفظ قَیُّوْمُ کو اس کے پیچھے اس طرح لائیں کہ اس اسم کی مشق سے رُوح بدن سے خارج ہو پھر رُوح کو انہی دونوں اسماء کی قوت سے عرشِ مجید تک پہنچائیں۔ اِس مقام پر قدرے توقف کر کے سیر اور دَور کرائیں تاکہ ارواحِ ملائکہ جنّت و جہنّم اور ان کی مثل دیگر اُمورِ غیبیہ منکشف ہو جائیں۔ بعد ازاں اس ذکر کو جب تمام کرنا چاہیں تو لفظ یَا حَیُّ سے ارادہ انتقال کریں، اور لفظ یَا قَیُّوْمُ سے رُوح کو اپنے بدن میں واپس لے آئیں۔

ذکر برائے کشفِ قبور

کشفِ قبور کے لیے ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ کو اس طریقہ پر کریں کہ لفظ سُبُّوْحٌ کو ناف سے لے کر دماغ تک پہنچائیں اور لفظ قُدُّوْسٌ کو وہاں سے عرشِ مجید تک لے جائیں پھر رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ کو عرش سے قلب تک لا کر قلب کے درِ فوقانی سے داخل کریں اور درِ تحتانی سے خارج کرتے ہوئے قبر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شغل کی مشق سے کشفِ قبور حاصل ہو جائے گا۔

بابِ سوم

اشغالِ طریقۂ نقشبندیّہ

فصلِ اوّل : اذکار

لطائفِ ششگانہ کے مقامات یہ ہیں : لطیفۂ قلب بائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ رُوح دائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ سِرّ ان ہر دو کے درمیان (یعنی لطیفۂ قلب اور لطیفۂ رُوح کے درمیان) لطیفۂ نفس مقام ناف میں، لطیفۂ خفی پیشانی میں اور لطیفۂ اخفیٰ سر میں تالو کے مقام پر واقع ہیں۔

ذکرِ نفی و اثبات

پس لطائفِ ششگانہ کو ذکرِ خیال کے ساتھ ذاکر بنانا چاہیے۔ ابتدا میں ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذاکر بنائیں اور انتہا میں تمام لطائفِ ششگانہ کو یکبارگی ذاکر بنانا چاہیے۔ بعد ازاں حبسِ نفس کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کریں۔ اس طریقہ پر کہ دو زانو قبلہ رُو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے زبان کو تالو سے چپکا کر لَا کو مقامِ لطیفۂ نفس سے کھینچ کر لطیفۂ سِرّ و خفی سے گزارتے ہوئے لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اِلٰہَ کو لطیفۂ اخفیٰ سے لطیفۂ رُوح میں پہنچائیں اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لطیفۂ قلب پر لگائیں۔ اس ذکر کو اس انداز سے کریں کہ اس کا کوئی اثر اعضائے ظاہر پر نمایاں نہ ہو بلکہ محض خیال کے ساتھ ہو۔

سُلطان الذّکر

بعد ازاں سلطان الذکر عمل میں لائیں یعنی جس طرح ذاکر مقاماتِ لطائف سے آگاہ ہوا اسی طرح سر سے پاؤں تک تمام رگ و پے اور ہر بُن مُو میں ذکر کو سرایت کرنے۔

فصل دوم : مراقبات

مراقبات کے بیان میں وہی ترتیب جو باب اوّل میں مذکور ہوئی ہے بجا لائیں۔

کشف وقائع آئندہ

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ آئندہ وقائع میں کون سا واقعہ منکشف ہوگا اس کے لیے احسن و اولیٰ یہ ہے کہ رات کے تیسرے پہر بیدار ہو کر نہایت درجہ حضورِ قلب کے ساتھ بکمالِ آداب و مستحبات طہارت بجا لائیں پھر طہارت کے بعد وہ مسنون دُعائیں جو گناہوں کے کفارہ کے لیے متعین فرمائی گئی ہیں، نہایت درجہ خلوص والتجا کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح تمام آداب و سُنن و مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حضورِ قلب سے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ درگاہِ رب العزت سے طلبِ مغفرت بکمالِ التجا والحاح دل کی گہرائی میں سما جائے۔ بعد ازاں بکمالِ حضورِ قلب تمام گناہوں سے توبہ کریں اور التجا و الحاح کے تمام مراتب اپنی انتہا کو پہنچا دیئے جائیں، اس کے بعد اشغالِ مذکورہ میں سے کسی ایک شغل میں مشغول ہو جائیں اور اس شغل کے دوران اس مطلوب واقعہ کے کشف کے لیے عالم الغیب کے حضور خوب متوجہ رہیں۔ انشاء اللہ بطریقِ الہام یا بطریقِ مشاہدہ اس واقعہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

اگر یہی عمل صد بار کیا جائے اور حقیقتِ واقعہ منکشف نہ ہو تو رات کے تیسرے پہر دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں تین بار سورۂ فاتحہ، تین بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر نہایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ ایک سو ایک بار کلمہ "یَاخَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ" پڑھیں۔ بعد ازاں سجدہ سے سر اُٹھا کر نہایت درجہ الحاح والتجا کے ساتھ انکشافِ واقعۂ مذکورہ کے لیے دُعا کریں اور پھر سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حقیقت سوتے میں منکشف ہو جائے گی۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلاسلِ طریقت

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وسیلۃ الطالبین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ السالکین

امّا بعد۔ پس طالب شرفِ بیعت و توبہ سے مشرف ہُوا اور فقیر سیّد احمد کی وساطت سے طریقۂ عالیہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ کی سلک میں منسلک ہُوا۔ اس فقیر (سیّد احمد شہید) کو ان طریقوں کی برکات دو وجہ سے حاصل ہیں۔

وجہِ اوّل : اُویسیّہ

یہ فقیر اُویسی طور پر طریقۂ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی رُوحِ مقدّس سے اور طریقۂ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی رُوحِ مقدّس سے اور طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت امام الشریعت والطریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ سے متحقق ہُوا اور طریقۂ مجددیہ و محمدیہ میں بلاواسطہ کسی کے حضرت حق کی بارگاہ سے مستفید ہُوا۔ مقامِ اُویسیہ کا یہ حصول اگرچہ محض بفضلِ الٰہی متحقق ہُوا لیکن ظاہری

اسباب میں یہ سبب اس فقیر کے حق میں حضرت پیر و مُرشد کی دُعا کا نتیجہ ہے۔

وجہِ ثانی : بطریقِ بیعت و اجازت

یہ فقیر سلاسلِ مذکورہ کے مشائخ کی سلک میں بطریقِ بیعت و اجازت منسلک ہے۔ بس طریقہ پر کہ اس فقیر کو قدوۃ العلماء والمحدثین، وارث الانبیاء والمرسلین حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیزؒ سے انتساب بیعت و اجازت ہے۔ اور اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اور اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ عبد الرحیمؒ سے۔ اور اُن کو

طریقۂ چشتیہ

میں اپنے نانا بزرگوار شیخ رفیع الدینؒ سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو		
اور اُن کو	شیخ قطب عالمؒ	سے
〃 〃	شیخ نجم الحق چایئں لدہؒ	〃
〃 〃	شیخ عبد العزیزؒ	〃
〃 〃	قاضی خاں یُوسف ناصحیؒ	〃
〃 〃	شیخ حسن طاہرؒ	〃
〃 〃	سیّد راجی حامد شاہؒ	〃
〃 〃	شیخ حسام الدین مانکپوریؒ	〃
〃 〃	خواجہ نور قطب عالمؒ	〃
〃 〃	شیخ علاء الحقؒ	〃
〃 〃	شیخ اخی سراجؒ	〃
〃 〃	سُلطان الاولیا حضرتِ نظام الدینؒ	〃

اور اُن کو امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ سے
〃 〃 قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ 〃
〃 〃 نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ 〃
〃 〃 خواجہ عثمان ہارونیؒ 〃
〃 〃 حاجی شریف زندنیؒ 〃
〃 〃 خواجہ مودود چشتیؒ 〃
〃 〃 خواجہ یوسف چشتیؒ 〃
〃 〃 خواجہ محمد چشتیؒ 〃
〃 〃 خواجہ ابو احمد چشتیؒ 〃
〃 〃 خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ 〃
〃 〃 شیخ علو دینوریؒ 〃
〃 〃 ابی ہبیرہ بصریؒ 〃
〃 〃 حذیفہ مرعشیؒ 〃
〃 〃 سلطان التارکین حضرت ابراہیم ادہمؒ 〃
〃 〃 فضیل ابن عیاضؒ 〃
〃 〃 عبد الواحد بن زیدؒ 〃
〃 〃 خیر التابعین حضرت حسن بصریؒ 〃
〃 〃 امام الاولیاء قدوۃ الاتقیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ 〃

اور ان کو سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

سلسلۂ قادریہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس اللہ سرہٗ العزیز کو طریقۂ قادریہ میں سیّد عبداللہ اکبر آبادی سے انتساب بیعت واجازت ہے

اور اُن کو	سیّد آدم بنوریؒ	سے
″ ″	امامِ ربانی قیومِ زمانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	″
″ ″	اپنے والدِ ماجد شیخ عبدالاحدؒ	″
″ ″	شاہ کمالؒ	″
″ ″	شاہ فضیلؒ	″
″ ″	سیّد گدائے رحمٰنؒ	″
″ ″	سیّد شمس الدین عارفؒ	″
″ ″	سیّد گدائے رحمٰن بن ابی الحسنؒ	″
″ ″	شیخ شمس الدین صحرائیؒ	″
″ ″	سیّد عقیلؒ	″
″ ″	سیّد بہاء الدینؒ	″
″ ″	سیّد عبدالوہابؒ	″
″ ″	سیّد شرف الدین قتالؒ	″
″ ″	سیّد عبدالرزاقؒ	″
″ ″	حضرت غوث الاعظم سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ	″

اور اُن کو	شیخ ابُوسعید مخزومیؒ	سے
〃 〃	شیخ ابی الحسن القرشیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفرح طرطوسیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفضل عبدالواحد علیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفضل یمنیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی بکر شبلیؒ	〃
〃 〃	سیّد الطائفہ جنید بغدادیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ	〃
〃 〃	شیخ معروف کرخیؒ	〃
〃 〃	امام علی رضاؒ	〃
〃 〃	امام موسیٰ کاظمؒ	〃
〃 〃	امام جعفر صادقؒ	〃
〃 〃	امام محمّد باقرؒ	〃
〃 〃	امام زین العابدینؒ	〃
〃 〃	سیّد الشہداء حضرت حسینؓ	〃
〃 〃	سیّد الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ	〃

اور اُن کو سیّد الانبیاء خاتم الرسل احمد مجتبیٰ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین سے

سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ کو طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ میں سید عبداللہ اکبرآبادیؒ سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	سید آدم بنوریؒ	سے
〃 〃	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ	〃
〃 〃	خواجہ باقی باللہؒ	〃
〃 〃	خواجہ امکنگیؒ	〃
〃 〃	مولانا درویش محمدؒ	〃
〃 〃	مولانا زاہدؒ	〃
〃 〃	خواجہ عبیداللہ احرارؒ	〃
〃 〃	مولانا یعقوب چرخیؒ	〃
〃 〃	امام الشریعت والطریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	〃
〃 〃	خواجہ محمد بابا سماسیؒ	〃
〃 〃	خواجہ راسیتنیؒ	〃
〃 〃	خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	〃
〃 〃	خواجہ عارف ریوگریؒ	〃
〃 〃	خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	〃
〃 〃	خواجہ یوسف ہمدانیؒ	〃

اور اُن کو ابی علی فارمدیؒ سے

〃 〃 امام ابی القاسم قشیریؒ 〃

〃 〃 شیخ ابی علی دقاقؒ 〃

〃 〃 شیخ ابی القاسم نصرآبادیؒ 〃

〃 〃 شیخ ابوبکر شبلیؒ 〃

〃 〃 سید الطائفہ جنید بغدادیؒ 〃

〃 〃 شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ 〃

〃 〃 شیخ معروف کرخیؒ 〃

〃 〃 امام علی رضاؒ 〃

〃 〃 امام موسیٰ کاظمؒ 〃

〃 〃 امام جعفر صادقؒ 〃

〃 〃 رئیس الفقہاء والتابعین قاسم بن محمدؒ 〃

〃 〃 صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسیؓ 〃

〃 〃 امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین حضرت ابی بکر الصدیقؓ 〃

اور اُن کو سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ابطحی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

نماز پنجگانہ ادا کرنا فرض ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔ لازم ہے کہ ہر مومن جان و دل سے خدا کا حکم بجا لائے

امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
کے مُحب جاں نثار شہید اسلام عارف باللہ
شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد الرّحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(پیر و مرشد حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

سید نفیس الحسینی

آپ سادات کرام روہ افغانستان سے ہیں۔ نام مولا کی طلب میں وطن سے نکلے۔ پہلے حضرت سیّد رحم علی شاہ صاحب (م ۱۲۰۴ ھ) (از احفاد حضرت شاہ قمیص سادھوروی قدس سرہٗ) سے جو مقام پنجلاسہ ضلع انبالہ میں مقیم تھے مشرف بہ بیعت ہوئے اور عرصہ تک ریاضت میں مصروف رہ کر نسبت طریقۂ قادریہ حاصل کی۔ بعد ازاں نسبت عشقیہ چشتیہ کا اکتساب حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ (م ۱۲۲۶ ھ) سے کیا اور آخر میں بیعتِ جہاد باطریقت حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ (۱۲۴۶ ھ) سے کی۔

(انوار العارفین، تحفۃ الابرار ص ۱۸۷ ج ۲، انوار العاشقین ص ۸۲)

ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ: "مومن خاں صاحب مومن دہلوی مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے حدیث پڑھ رہے تھے کہ تذکرہ اکابروں کا آگیا ہم لوگوں نے عرض کیا اب بھی کوئی ایسا اکابر ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں کو ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آئے گا وہ مردِ کامل ہے۔ سمت اور وقت بھی معین کر دیا۔ ہم لوگ روز موعود پر زینت المساجد میں کہ دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے اُن کے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے اُسی حلیہ کے ایک بزرگ نمودار ہوئے اور سب ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تھے۔"

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی قدس سرہٗ نے امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سیّد احمد شہید سے اس وقت بیعت کا شرف حاصل کیا جب دوآبے کا مشہور تاریخی و تبلیغی دورہ کرتے ہوئے سیّد صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہُوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۴۴ ج ۱)

سہارنپور میں حضرت سید صاحبؒ کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مؤلف سیرۃ سید احمد شہیدؒ منظورۃ السعداء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے باہر ایک جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابو نبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے۔ سینکڑوں آدمی ان کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مُریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ، ایسا مرشد کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انھیں کے گھر دعوت رہی۔" (سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۳۴ ج ۱)

" نقش حیات " میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"حضرت سید صاحب اپنے دورہ تبلیغ میں حضرت شاہ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ پیرو مرشد حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقی ہوگئے تو منجملہ اور لوگوں کے خود حضرت شاہ صاحب نے بھی حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر

بیعت فرمائی (دراں حالیکہ وہ خود صاحب ارشاد تکمل تھے اور ہزاروں آدمی ان کے مُرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں مجھے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی حاجت نہیں مگر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اسی میں ہی دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اور اسی لیے بیعت ہوتا ہوں پھر (خلوت ہوئی) اور دونوں حضرات فیوض روحانیہ کا اکتساب کرنے کے لیے حجرہ میں چلے گئے۔ جب نکلے ہیں تو سیّد صاحب پر نسبت چشتیہ اور گریہ وبکا کا غلبہ ہوا اور حضرت حاجی شاہ عبدالرّحیم ولایتیؒ پر نسبت نقشبندیہ کا۔ (ج ۲)

مسجد ابو نبی میں حضرت مولانا شاہ مُحمّد اسمٰعیل شہیدؒ کا وعظ بھی ہوا آج بھی اس مسجد کے اندر درمیانی دروازے میں چند اینٹیں نمایاں طور پر لگی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہیں کھڑے ہو کر حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے وعظ فرمایا تھا۔ وہ حجرہ آج بھی موجود ہے جس میں حضرت شاہ عبدالرّحیم ولایتیؒ رہتے تھے۔ اسی میں حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے ملاقاتیں رہیں۔ راقمِ سطور شوال ۱۳۹۰ھ میں اس مسجد اور حجرے کی زیارت سے چند بار مشرف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرّحیم صاحب ولایتیؒ نے اپنے مُرید مخلص حضرت میانجیو نور مُحمّد جھنجھانویؒ کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا لیا اور اپنے سامنے حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ اور اجازت و شجرات بھی عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ مُحمّد محدّث تھانوی (مرید و خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف "انوار مُحمّدی" میں رقمطراز ہیں:

"حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبدالرّحیم مصدر الاوصاف

بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیرو مرشدم تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزیٔ آنجناب نزد جناب میر صاحب حضرت سیّد احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس اسرارہم در بلدۂ سہارنپور، درہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہٗ پیرو مرشد میانجیو صاحب قبلہ را روبروی خود بیعت از سیّد صاحب ممدوح کنانیدند و اجازۃ و شجرات عنایت شُدند۔"
(ص ۳۵، مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

دوآبے کا تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد حضرت سیّد احمد شہیدؒ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سیّد صاحبؒ کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا، جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اُتر آئے تھے۔ ہندوستان کے نامور علما و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا مُحمّد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحب، قطبِ وقت مولانا محمّد یوُسف صاحب پھلتی (نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحب ولایتی (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی) حضرت شاہ ابو سعید صاحب (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہُوئے۔

(سیرۃ سیّد احمد شہید ص ۱۵۱ ج ۱)

حضرت سیّد صاحب کا تقریباً ایک سال رائے بریلی میں قیام رہا۔ اس قیام

کے اہم واقعات میں سے جہاد کی تیاری عسکری مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔
"سیرۃ سید احمد شہیدؒ" میں ہے:

"یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ جہاد کی ضرورت کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا، جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ دن رات اسی کا خیال رہتا تھا۔ زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے۔ آپ اکثر اسلحہ لگاتے تاکہ دوسروں کو اس کی اہمیت معلوم ہو اور شوق ہو۔ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔" (ص ۱۹۵ ج ۱)

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی، تو رُفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا مُحمّد یُوسف صاحب پھلتی اس بارے میں سیّد صاحب سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سیّد صاحبؒ سے عرض کیا، سیّد صاحبؒ نے آپ کو جواب دیا کہ:

"ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے۔ اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام

کے تابع ہے۔ اگر کوئی تمام دن روزہ رکھے، تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں میں ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلے میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاھد کے رتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ کام (سلوک و تصوّف) اس وقت کا ہے، جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو۔ اب جو پندرہ سولہ روز سے نماز یا مراقبے میں دوسرے انوار کی ترقی معلوم ہوتی ہے، وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گدکا کھیلتا ہے، کوئی ڈنٹر پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی، تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرے میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے۔ ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں۔ یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ سے مشورہ کرکے جواب دو۔" (سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۹۶-۱۹۷ ج ۱)

حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ کا بیان

حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سیّد صاحبؒ سے بیعت نہ تھی۔ اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، میرے صدہا مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا، جو کوئی اپنے مطلب کے لیے دو چار کوس یا دو ایک منزل لے جانے کی درخواست کرتا، للہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تھا، تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اس سے بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے، باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سیّد صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کا طریقہ دیکھا، اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مر جاتا، تو میری بُری موت ہوتی، پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو اب دوسری مرتبہ ان سیّد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو، اور جو نہ کرے گا، وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مؤاخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔

پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام

ترک کر کے سیّد صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت و تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟" سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔"

حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریر سن کر سب لوگ خاموش ہوگئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہوگئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے، چورنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۹۷-۱۹۸ ج ۱ بحوالہ وقائع احمدی ص ۸۴۳ ج ۴۵۴)

اس پورے واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عبد الرّحیم ولایتیؒ دل و جان سے حضرت سیّد صاحب کے عاشق تھے اور ان کی نظر میں حضرت سیّد صاحبؒ کا مرتبہ و مقام نہایت درجہ رفیع و بلند تھا۔ ادھر حضرت سیّد صاحب بھی حضرت شاہ عبد الرّحیم صاحب ولایتیؒ کو ایک عالی نسبت شیخ طریقت جانتے تھے

اور اس سلسلے میں ان کو صائب الرائے مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت سلوک کے لیے بعض خاص مسترشدین کو بھی ان کے سپرد فرما دیا کرتے تھے۔

کلکتہ میں ایک پیر زادے تھے۔ خلاف شرع امور سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حضرت سیّد صاحب سفر حج پر جاتے ہوئے کلکتہ ٹھیرے تو وہ پیر زادے متاثر ہو کر بیعت ہوگئے۔ اور منہیات سے توبہ کی۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے ایک دن کے بعد ان کو ایک کرتا دیا اور پگڑی عنایت فرمائی، مولانا عبدالحی صاحبؒ سے خلافت نامہ لکھوا کر انھیں دیا۔ اور ان کو حضرت حاجی شاہ عبدالرّحیم صاحبؒ کے سپرد کر دیا۔ ایک دن انھوں نے سیّد صاحبؒ سے عرض کی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عنایت کی اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں آپ کو گویا میری ہی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ (سیرۃ سیّد احمد شہیدؒ ص ۳۰۱ ج ۱)

ایک اور واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی جانب سے اہم خدمات بھی انجام دیتے تھے، چنانچہ جب لشکرِ اسلام ہجرت کا سفر طے کرتا ہوا راجستان کے راستے سے سندھ پہنچا تو امیرانِ سندھ کی عملداری کا آغاز ہو گیا، حضرت سیّد صاحبؒ عمر کوٹ جانا چاہتے تھے، چنانچہ حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ کو اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے قلعدار کے پاس بھیجا۔ صوبہ سرحد پہنچ کر بھی حضرت حاجی صاحبؒ خاص خاص خدمات پر فائز رہے۔ (سیّد احمد شہید ص ۲۹۶)

منظورۃ السعداء میں ہے: کالا باغ کی راہ سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو جہاں نواب اسماعیل خاں کا لشکر شہر کے باہر اُترا ہوا تھا، حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی اجازت سے اُس لشکر میں اقامت رکھتے تھے تاکہ ہندوستان سے

آنے والے جہادی قافلے ڈیرہ اسماعیل خاں جو کہ مقامِ مخدوش ہے نہ جائیں بلکہ اُس سے بالا بالا سمتِ جنوب کی جانب ہو کر گزریں۔ (ص ۱۲۴)

حضرت سیّد صاحبؒ کی نگاہ میں حضرت حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ کی بڑی قدر و منزلت تھی ذیل کے واقعہ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ منظورۃ السعداء میں ہے کہ۔

(در مکہ معظمہ) آنجناب حضرت امیر المومنینؒ اپنی رہائش گاہ میں تشریف فرما تھے کہ حاجی عمر جو حاجی عبدالرّحیم صاحبؒ کے رفیق تھے اور نہایت درجہ صلح و سعید و عابد و زاھد اور متقی تھے، حضرت امیر المومنینؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے آئے۔ آپ نے ان کی عزت و توقیر زیادہ سے زیادہ فرمائی اور ان کی توصیف میں حضرت امیر المومنینؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ صادر ہوا کہ ان جیسے لوگوں سے ملائک بھی شرم رکھتے ہیں اور ان جیسے لوگ وہ ہیں جو ملائکہ پر شرف رکھتے ہیں۔ (منظورۃ السعداء ص ۱۱۰)

حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے بیعت و تعلق کا پہلا اثر عقیدے کی صحت و صفائی اور توحید و سنت میں پختگی کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا اور وہ اثر اکثر متعدی اور بہت طاقتور ہوا کرتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرّحیم صاحب ولایتیؒ سہارنپور میں حضرت سیّد صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے ہی ایسے متاثر ہوئے کہ وہ اس کے مستقل داعی بن گئے۔

ارواح ثلاثہ میں ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سے جو لوگ اُن کے سید صاحب سے بیعت ہونے کے بعد بیعت ہوئے اُن کی حالت نہایت اچھی تھی اور اُن پر اتباع سنت نہایت غالب تھا اور جو لوگ سید صاحب کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے ان کی حالت اس درجہ نہ تھی نیز مولانا رائپوریؒ نے فرمایا کہ جب شاہ عبدالرحیم صاحب سید صاحب سے بیعت ہو چکے تو اُس کے بعد وہ سادھورہ تشریف لے گئے اور وہاں تشریف لے جا کر اپنے سابق پیر صاحب کے خدام کو اور نیز قصبہ کے عوام و خواص کو بلا کر ایک جلسہ کیا اور اِس جلسہ میں آپ نے فرمایا کہ میرے پیر صاحب کا عرس گو پہلے بھی ہوتا تھا مگر ترقی اسے میں نے دی تھی اور موجودہ حالت اس کی میری کوشش سے ہوئی ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے اور میری سمجھ میں اِس کی برائی آگئی ہے اس لئے میں آپ صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس عرس کو موقوف کر دیا جاوے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۶)

آپ نے اس زمانے میں اپنے خلیفہ میانجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ کو جو اجازت نامہ لکھا ہے، اس کے لفظ لفظ سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

اجازت نامہ

از حاجی عبدالرحیم بخدمت میانجیو صاحب،
مہربانِ مخلصاں میانجیو نور محمد صاحب،
بعد سلامِ مسنونُ الاسلام مکشوف
ضمیر آنکہ مُدعاے ضروری آنکہ آں
صاحب را اجازت است ہر کسے
کہ ارادۂ بیعت ازاں مہربان دارد،
آں مخلص بہ دلِ جمعی تمام بیعت و تلقین
بطالبین کردہ مانند۔ دریں امر ہرگز
درگزر روا ندارند، و وسوسہ و خطرہ
مخالفِ ایں معنیٰ را اصلا بدل راہ ندہند
و از اہمِ مقاصد و اعظمِ مُرادات
آنست کہ انسان خود بذاتہٖ مستحکم علی الشریعۃ
بظاہر و باطن ہر وقت ماند و از بدعتُ
شرک بہر کیف پاک باشد و ہمچنیں برائے
دیگر مومنینِ مخلصین اہتدار ملحوظِ خاطر
ماند۔ اللہ بس! زیادہ خیریتُ السلام۔
و شرک فقط ہمیں نیست کہ غیرِ
خدا را خدا گوید۔ بلکہ شرک را اقسام ست
شرک فی العبادۃ و آں آنست کہ افعال

حاجی عبدالرحیم کی طرف سے میانجیو صاحب کی خدمت میں
مہربانِ مخلصاں میانجیو نور محمد صاحب،
بعد سلام مسنون الاسلام کے معلوم ہو کہ
ضروری مدعا یہ ہے کہ آپ کو (بیعت
لینے کی) اجازت ہے۔ جو آپ سے
بیعت کا ارادہ کرے، آپ پورے
اطمینانِ قلب کے ساتھ طالبین کو
بیعت و تلقین فرمائیں۔ اس معاملے میں
ہرگز تکلف سے کام نہ لیں اور کسی مخالف
وسوسے اور خطرے کو دل میں جگہ نہ دیں۔
اہم مقصد و مطلوب یہ ہے کہ انسان
خود بذاتہٖ شریعت پر ثابت قدم ظاہراً و
باطناً ہر وقت رہے اور ہر طرح کے شرکُ
بدعت سے پاک رہے۔ اسی طرح سے
دوسرے مومنینِ مخلصین کی ہدایت اس کے
پیشِ نظر رہے، زیادہ خیریت والسلام۔
یاد رہے کہ شرک فقط یہی نہیں ہے
کہ غیر اللہ کو خدا کہے۔ شرک کی کئی قسمیں
ہیں: شرک فی العبادۃ، وہ یہ ہے کہ جو افعال

برائے تعظیم خدا مشروع اند برائے
غیر خدا بعمل آرد، چنانچہ سجدہ۔
و شرک فی العلم و آں آنست کہ عالم
غیب سوائے خدائے تعالیٰ دیگرے
را داند۔ چنانچہ جہال ایں زماں می دانند،
آنچہ می گوئیم پیر ما می شنوند۔ و
شرک فی القدرۃ و آں آنست کہ دیگرے
را مثل قدرۃ خدائے تعالیٰ ثابت کند
مثلاً بگوید کہ ایں فرزند مرا فلاں پیرزادہ
دادہ است یا رزقم فلاں پیر می دہد۔
و بدعت آنست کہ در شریعت کہ
از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت گردید
بر آں زیادتی کمی نماید چنانچہ سجدہ و رکوع
در رکعت دو مشروع اند، کسے سہ کند
و فہمد کہ زیادہ عبادت است و یا
کمی کند چنانچہ یک رکوع یا سجدہ و گوید
کہ من عبادت کردم۔ ایں ہر دو حسب
الشرع مردود اند، فقط۔ از حکیم
مغیث الدین سلام شوق مطالعہ باد و
از کاتب الحروف امان اللہ سلام شوق
مطالعہ باد![1]

خدا کی تعظیم کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان
کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بجا لائے جیسے
سجدہ۔ شرک فی العلم، اور وہ یہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھے
جیسے کہ اس زمانے کے جہلاء سمجھتے ہیں،
مثلاً ہم جو کچھ کہتے ہیں ہمارا پیر سنتا ہے
شرک فی القدرۃ، اور وہ یہ ہے کہ دوسرے
کے لیے اللہ تعالیٰ کی سی قدرت ثابت کرے
مثلاً یوں کہے کہ میرا یہ لڑکا فلاں پیرزادے
کا عطا کیا ہوا ہے یا میری روزی فلاں پیر دیتا ہے۔
اور بدعت یہ ہے کہ اس شریعت میں،
جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے،
کچھ زیادتی کمی کرے۔ چنانچہ رکعت میں ایک
رکوع اور سجدے دو مشروع ہیں۔ کوئی تین
کرے اور سمجھے کہ زیادتی عبادت ہے، یا
کمی کرے، چنانچہ ایک رکوع اور ایک سجدہ
کرے اور کہے کہ میں نے عبادت کی ہے
یہ دونوں شرع کے نزدیک مردود ہیں۔
فقط حکیم مغیث الدین کی طرف سے اور
کاتب الحروف امان اللہ کی طرف سے سلام
شوق پہنچے۔

[1] رسالۂ انوارِ محمدی از مولانا شیخ محمد تھانوی، مطبوعہ مطبع ضیائی ۱۲۹۱ھ

پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انھیں سواروں پر گرتے تھے۔

(سیرۃ سیّد احمد شہید ص ۲۵۵ حصہ دوم)

منظورۃ السّعداء میں ہے کہ دُرّانیوں کے لشکر میں تخمیناً چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین کے ہمراہی اس وقت ہندی و مُلکی تین ہزار پیادے اور پانچ سو سوار تھے۔

مایار کی جنگ میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی چالیس (۴۰) غازیوں کے قریب شہید ہوے۔ دُرانیوں کو شکست فاش ہوئی اُن کے اسی (۸۰) آدمی مارے گئے۔ لشکرِ اسلام کے شہیدوں کے چند نام حسب ذیل ہیں:

شیخ عبدالرّحمٰن رائے بریلوی۔ میر رستم علی چلکانوی مولوی عبدالرّحمٰن تورو کے۔ حاجی عبدالرّحیم پکھلی والے۔ (حضرت حاجی عبدالرّحیم ولایتی میانجی نور محمّد جھنجھانوی رحمہ اللہ کے شیخ اور سلسلہ صابریہ امدادیہ کے رکنِ رکین ہیں) شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ کریم بخش گھاٹم پوری رحمھم اللہ تعالیٰ

تورو میں تدفین شاہ اسماعیل نے تورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرّحیم پکھلی والے، (غالباً حضرت شاہ عبدالرّحیم ولایتی پکھلی کے علاقے میں لشکرِ اسلام کی خدمات سر انجام دیتے تھے، پکھلی ہزارہ کے علاقے میں واقع ہے۔) ان کے ساتھ سیّد ابو محمّد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرّحمٰن، مولوی عبدالرّحمٰن ساکن تورو، کریم بخش اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرّحمٰن راے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنھیں کفن بھی پہنایا گیا تھا باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بہ دستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سر لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تو حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزی اور مولانا روم کے جذبہ و عشق کی یاد تازہ کردی انھوں نے اپنی مسندِ بیعت و ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سید صاحبؒ کی مستقل معیت اختیار کرلی تھی اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر حج بھی اکٹھے کیا، پھر ہجرت جہاد میں مردانہ وار ساتھ رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ مایار کی جنگ میں شہید ہوکر سرفرازی حاصل کی۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ "انوار محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاھد غازی شہید کہ در لشکرِ ظفر پیکر حضرت سید احمد صاحب قبلۂ دو جہان مصدر البیان درولایت خراسان شربتِ شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز۔ (ص ۳۰)

لشکرِ اسلام کیخلاف سکھوں کے ایماپر درانیوں نے لشکرکشی کی۔ اُن کی پیادہ بٹالین کا ایک افسر "کیول" نام فرنگی تھا۔

"منظورہ" میں ہے کہ جس وقت سید صاحبؒ کی جماعت پر دُرّانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحبؒ کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مردِ درویش اور سید صاحبؒ کے مُحبّ جاں نثار تھے، فرطِ محبت سے تاب نہ لاسکے اور سواروں کو للکار کر کہا کہ عزیزو، دُرّانیوں کے اِس انبوہِ عظیم نے امیر المومنین کی جماعت قلیل پر حملہ کیا ہے، اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور دُرّانی تین ہزار سے کم نہ تھے، مقابلہ کی تاب نہ لاسکے، اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سید ابو مُحمّد، شیخ عبدالحکیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہوکر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ دُرّانی سوار جتنی بار

شہداء کی تدفین اور دعا شہداء کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے چہرے ان کے عماموں سے چھپا دو اور ان کے کپڑے دیکھ لو۔ جو کچھ پیسہ روپیہ وغیرہ بندھا ہو، اس کو کھول لو۔ کسی شخص نے قبر میں اُتر کر ان کے چہرے ڈھک دیے اور پٹکے وغیرہ ٹٹول لیے۔ پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے مُنہ پر تان کر کھڑے ہوگئے اور سب مٹی دینے لگے۔ تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح صرف مٹی سے توپ دیا۔ اس کے بعد مولانا صاحب اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لیے دعاءِ مغفرت کی۔ جو لوگ شریک دفن تھے، محبت سے روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ تو جس مراد کو آئے تھے، اس مراد کو پہنچے، ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سب نے سیّد صاحب کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ان شہیدوں کی مغفرت کے واسطے دعا کی۔ (سیرت سیّد احمد شہیدؒ۔ سیّد احمد شہیدؒ)

(۱۳دسمبر ۲۰۰۲ء کو راقمِ سطور اپنے چند رفقاء کے ساتھ اِس تُربتِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا۔)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ جس مبارک تبلیغی سفر میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کمسنی کے عالم میں حضرت سیّد احمد شہید کی گود میں دیے گئے اور سیّد صاحب نے انھیں بیعت تبرک میں قبول فرمایا اسی سفر میں چند ہی روز بعد حاجی صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ اور پیر و مرشد حضرت میانجیو نور مُحمّد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سیّد صاحب کی بیعت و اجازت سے مشرف ہُوئے۔

الحاصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بنفس نفیس، ان کے مرشد اوّل حضرت مولانا سیّد نصیر الدین دہلوی، مرشد ثانی حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمہ اللہ اور پھر دادا پیر حضرت حاجی عبدالرّحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ کے حلقۂ عقیدت و ارادت اور سلسلۂ بیعت وارشاد سے وابستہ ہیں۔ ذلک فضل اللّٰہ یوتیه من یشیاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

این سلسلۂ طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی عبد الرّحیم صاحبؒ کے مُرشدِ ثانی حضرت شاہ عبدالباریؒ کے جانشین حضرت شاہ رحمٰن بخشؒ بھی حضرت سیّد صاحبؒ کے لشکرِ اسلام کو امداد بھیجتے رہے۔

جنگِ مایار کی تاریخ "سیرت سیّداحمد شہیدؒ" اور "سیّد احمد شہیدؒ" دونوں کتابوں میں مذکور نہیں۔ البتہ سیّد موسیٰ بن سیّد احمد علیؒ (ہمشیر زادہ حضرت سیّد صاحبؒ) جو جنگِ مایار میں شدید زخمی ہوگئے تھا، اور اُن کو پنجتار پہنچا دیا گیا تھا، "منظورۃ السعداء" میں ہے بڑھیری میں (غالباً رجب ۱۲۴۶ھ میں) سیّد موسیٰ کے انتقال کی خبر پہنچی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مایار کی جنگ رجب سن ۴۶ھ سے پہلے واقع ہوئی۔

"تحفۃ الابرار" میں حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ کی تاریخِ وفات ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ مندرج ہے بعض حضرات نے حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی شہادت بالاکوٹ میں لکھی ہے جو درست نہیں۔

حکایت

وصایا الوزیر

از نواب وزیر الدولہ مرحوم والی ٹونک مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۵ھ

شیخی صفاوشی و صوفی عرفان مذاقی بصحبتِ مشائخ رسیدہ و مقامِ معارف حاصل کردہ صاحب کشف و کراماتؔ و مُرشدِ مُریدانِ صداقت آیات واجب التبجیل والتکریم حاجی عبدالرحیم انار اللہ تعالیٰ بربانہ کہ بعنایتِ حضرتِ وہاب جل اکرامہ در مُلکِ میانِ دوآب کوسِ کشف وخوارق می نواخت و گلزارِ ارشاد بآب یاری تاثیرِ قوی در سر زمینِ قلوبِ مریدین می آراست، زمانی کہ وسعتِ آن سرزمین از برکتِ پرتو قدومِ فیض لزوم جناب امامِ خلائق مخدوم میمنت آگین شد جناب حاجی ممدوح بیگانہ وش نہ بارادت دلکش بر سبیلِ زیارتِ حق آگاہان بخدمتِ فیضد رجت رسیدہ تحتی مباہات مجالست و مکالمت دریافت بقدرتِ حضرتِ قدیر جلت مرحمتہ سعادتِ خطاب و کلام دریافتن ہمان بود وترکِ علائقِ ارشادِ مریدین کردہ درجماعت معتقدینِ آنحضرت داخل شدن و رفاقت بسیرو سیاحت اختیار کردن ہمان وحاجی معظم موصوف بارہا ارشاد می فرمود کہ "ای مردمان شما از منزلت و قربِ امامِ والامقام بدرگاہِ الٰہ ذوا کرام عزت مکرمت آگاہ نیستید، آگاہ باشید کہ علو مذاقِ آن عارفِ معارف وفاق ازحدِ تقریر بیرون ہست و ازحدِ تحریر افزون۔ من شکرِ این نعمتِ خالقِ زمن جلّ خلقہ ادا نمی توانم نمود کہ توفیقِ شناسائی بزرگی این سید سراپا سترگی رفیقم نمود"۔ شعر

تبارک اللہ زہی آفتابِ ملکِ جلال کہ ہر کہ دید ندارد زبودِ خویش خبر

(ص ۱۰۰۔۱۰۱)

خُدا کا رُعب اور سہارا کافی ہے

مایار کی جنگ سے فراغت کے بعد سید صاحبؒ نے اطراف و جوانب کے خوانین کو جمع کرکے پشاور کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ان سب نے تائید کی۔ سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں نے رائے دی کہ پشاور کی مہم میں توپیں ساتھ رکھی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کا خیال ہے کہ توپوں کا لشکر میں بڑا رُعب اور سہارا ہوتا ہے؛ سو یہ بات کچھ نہیں۔ خُدا کا رُعب اور سہارا ہمارے لیے کافی ہے۔ سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ توپیں لایا تھا۔ پھر اُن توپوں سے کیا کر لیا؟ وہ سب توپیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلوا دیں۔ سردار سُلطان محمد خاں نے بھی توپوں سے کیا کام بنا لیا؟ فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے جسے چاہے، دے۔

روانگی | آپ نے موضع تورو سے موضع مردان کی طرف مع لشکر کوچ کیا۔ آپ گھوڑے پر سوار پیادوں کی جماعت میں تھے۔ سواروں کا لشکر آگے پیچھے تھا۔ دو نشان پیادوں میں تھے اور ایک سواروں میں اور تینوں کے پھریرے کھلے تھے۔ شُتری نقارہ بجتا تھا اور مولوی رحمٰن علی مولوی خرم علی صاحب کا لکھا ہُوا رسالہ نظمِ جہادیہ بآوازِ بلند خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے، جو مندرجۂ ذیل ہے:

بعد تحمیدِ خدا، نعتِ رسولِ اکرمؐ — یہ رسالہ ہے جہادیہ کہ لکھتا ہے قلم

واسطے دین کے لڑنا، نہ پئے طمعِ بلاد — اہلِ اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد

ہے جو قرآن و احادیث میں خوبیِ جہاد — ہم بیاں کرتے ہیں تھوڑا سا، اسے کر لو یاد

فرض ہے تم پہ مسلمانو، جہادِ کفار — اس کا سامان کرو جلد، اگر ہو دیندار

جس کے پیروں پہ پڑی گردِ صفِ جنگ جہاد — وہ جہنم سے بچا، نار سے ہے وہ آزاد

جو مسلمان رہِ حق میں لڑا لحظہ بھر — روضۂ خلدِ بریں ہو گیا واجب اس پر

اے برادر، تو حدیثِ نبویؐ کو سن لے — باغِ فردوس ہے تلواروں کے سایہ کے تلے

دل سے اس راہ میں پیسہ کوئی دیوے گا اگر — سات سو اس کو خدا دیوے گا روزِ محشر

اور اگر مال بھی خرچا و لگائی تلوار — پھر تو دیوے گا خدا اس کے عوض سات ہزار

جو کہ مال اپنے سے غازی کو بنا دے اسباب — اس کو بھی مثلِ مجاہد کے خدا دے گا ثواب

جو نہ خود جاوے لڑائی میں نہ خرچے کچھ مال — اس پہ ڈالے گا خدا پیشتر از مرگ وبال

جو رہِ حق میں ہوئے ٹکڑے، نہیں مرتے ہیں — بلکہ وہ جیتے ہیں، جنت میں خوشی کرتے ہیں

عمر بھر ہی کے گناہِ شہدا مٹتے ہیں — کیوں نہ ہو؟ راہِ خدا ان کے تو سر کٹتے ہیں

فتنۂ قبر و غمِ صور و قیامِ محشر — ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں کچھ ہے خطر

حق تعالیٰ کو مجاہد وہ بہت بھاتے ہیں — مثلِ دیوار جو صف باندھ کے جم جاتے ہیں

اے مسلمانو، سنی تم نے جو خوبیِ جہاد — چلو اب رن کی طرف، مت کرو گھر بار کو یاد

مال و اولاد کی، جورو کی محبت چھوڑو — راہِ مولیٰ میں خوشی ہو کے شتابی دوڑو

مال و اولاد تری قبر میں جانے کی نہیں — تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے بچانے کی نہیں

گر پھرے جیتے، تو گھر بار میں پھر آؤ گے — اور گئے مارے، تو جنت میں چلے جاؤ گے

دینِ اسلام بہت سست ہوا جاتا ہے — غلبۂ کفر سے اسلام مٹا جاتا ہے

پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد — ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد

زورِ تلوار سے غالب رہا اسلام مدام — سستی اگلے جو کبھی کرتے، تو ہوتا گمنام

کب تلک گھر میں پڑے جوتیاں چٹکاؤ گے — اپنی سستی کا بجز افسوس نہ پھل پاؤ گے

اب تو غیرت کرو، نامردی کو چھوڑو، یارو — سید احمد سے ملو، جلد سے کافر مارو

بارہ سو سال کے بعد ایسے ارادے والا — ہوا پیدا ہے مسلمانو، کرو شکرِ خدا

تھے مسلمان پریشان بغیر از سردار — ہوا سردار ہے از آلِ رسولِ مختار

بات ہم کام کی کہتے ہیں، سنو، اے یارو، — وقت آیا ہے کہ تلوار کو بڑھ بڑھ مارو

حضرت مولوی، اب طاق میں رکھ دیجے کتاب — لیجے تلوار و میدان کو چل دیجے شتاب

وقتِ جانبازی ہے، تقریریں کو اب مت چھانٹو — غیرِ شمشیر کسی سمت کو دل مت بانٹو

ہادیٔ دین ہو تو، تم کو ہے سبقت لازم — تم چلو گے، تو بہت ساتھ چلیں گے خادم

اے گروہِ فقرا، نفس کشی کے استاد — عمل نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد

مت گھسو کونے میں، اے پیر جی، مانند چجا — چھوڑو اب چلہ کشی وقت جہاد آ پہنچا

اے جوانانِ اسد حملہ و رستم قوت — کام کس دن کو پھر آوے گی تمھاری جرأت

ان کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر — دونوں صورت میں جو سمجھو، تو تمھیں ہو بہتر

یعنی، گر مار لیا اُن کو، تو پھر بن آئی — اور گئے مارے، تو پھر خاصی شہادت پائی

ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزا چھوٹے گا — لشکرِ موت ترا ملکِ بدن لوٹے گا

دوستو، تم کو تو مرنا ہی مقرر ٹھیرا — پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجیے در راہِ خدا

سیکڑوں جنگ میں جاتے ہیں، وہ پھر آتے ہیں — سیکڑوں گھر میں بھی رہتے ہیں، وہ مر جاتے ہیں

موت کا وقت معین ہے، تو سن اے غافل — پھر بھلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا حاصل

جب تلک موت نہیں ہے، تو نہیں مرتے ہیں — موت جب آئی، تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں

تم اگر ڈرتے ہو تکلیف سفر سے، نہ ڈرو — مرد ہو، خطرۂ آلام کو دل سے کھو دو

جیسی عادت کرے انسان، سو ہو سکتا ہے — عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے

طمعِ دُنیا کے لیے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ — چھوڑ کر سر کو کٹاتے ہیں، نہیں کرتے "آہ"!

ہے عجب یہ کہ مُسلمان بھی کہلاتے ہو — جھوٹے حیلے رہِ اللہ میں بتلاتے ہو

تم تو اس طور سے دُنیا پہ بہت پھول گئے — جورو لڑکوں کی محبت میں خدا بھول گئے

آج اگر اپنی خوشی راہِ خدا جاں دو گے — پھر تو کل چین سے جنّت میں مزے لُوٹو گے

چھوڑو گے لذّتِ دُنیا کو اگر بہرِ خدا — پھر تو جنّت میں ہمیشہ ہی اُڑاؤ گے مزا

سر پٹک، پیر رگڑ گھر میں کا مرنا بہتر — یا رہِ حق میں فدا جان کا کرنا بہتر

گر رہِ حق میں نہ دی جان، تو پچھتاؤ گے — اور پیمبر کو یہ مُنہ کیا دِکھلاؤ گے

ایک ہے شرط کہ تم مانو بدل حکمِ امام — ورنہ تلوار لگانا بھی نہیں آوے کام

جو کہ خُود رائے بھی لڑنے لگے در راہِ جہاد — اُن کا ناحق یہ بہا خُون، ہے محنت برباد

حُبِّ اللہ و محمّد کو جو پہچانتے ہیں — اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں

اہلِ ایمان کو کافی ہے دِلا اتنا پیام — اب مُناجات سے، بہتر ہے کہ ہو ختمِ کلام

اے خداوندِ سماوات و زمیں، ربِّ عباد — اب مُسلمانوں کو دے جلد سے توفیقِ جہاد

اپنا دے زور، مسلمانوں کو کر زور آور — وعدۂ فتح جو ہے اُن سے کیا، پُورا کر

ہند کو اِس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ
کہ نہ آوے کوئی آواز جز اللہ اللہ!

سرحلقۂ مجاہدین
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرشدِ اوّل شیخ العرب والعجم
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ سرہٗ

سید نفیس الحسینی

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ آپ کو مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدینؒ تھانیسری سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کے نواسے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگردِ عزیز، حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریکِ جہاد کے رکن رکین تھے۔

۱۲۴۰ھ میں حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ وعظ فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدین صاحبؒ مدرسے کے دروازے پر فراہمی زرِ اعانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (سرگزشت مجاہدین ص۱۲۰)

آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مرشدِ اول تھے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم... میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقۂ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے، بہت علاج ہوئے، کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرضِ جہاد افغانستان کو چلے گئے ...... میں ان کی خدمت شریف

میں بہت قلیل مدت حاضر رہا۔ کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔ (امداد المشتاق ص۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اس وقت امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب کی شہادت کو چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ نے دعوت جہاد سے افسردہ دل مسلمانوں کے سینے از سر نو گرما دیے اور ان میں سرفروشی و جانبازی کا ولولہ پیدا کر دیا۔ جناب غلام رسول مہر حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد تحریک جہاد اور جماعت مجاہدین کی کیفیت و صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید نصیر الدین کے تجدیدی کام کا ذکر کرتے ہیں:

"ستھانہ پہنچنے کے بعد مجاہدین کی حالت خاصی کمزور ہو گئی تھی۔ ان کی کارکردگی کا دائرہ بہت محدود ہو چکا تھا۔ وہ اس عظیم الشان جماعت کا محض ایک نشان رہ گئے تھے، جو سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کی سرکردگی میں ہندوستان کی تطہیر کے لیے اٹھی تھی اور جس کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے چار سال تک پنجاب کی طاقتور سکھ حکومت کو سراسیمگی کا ہدف بنائے رکھا تھا۔ اگرچہ جاں نثارانِ حق کے چھوٹے چھوٹے گروہ وقتاً فوقتاً سرحد پہنچتے رہتے تھے، تاہم عام مسلمانوں کے جوشِ جہاد میں افسردگی پیدا ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ سرحد میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام پانے کا موقع باقی نہ رہا تھا لہٰذا سید صاحب کی تحریک جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی روح پیدا ہو جائے۔ اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روز اوّل سے مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن مالوف سے ہجرت کر کے کاروبارِ جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔" (سرگزشت مجاہدین ص۱۲۹)

جناب مہر صاحب ایک اور مقام پر مولانا نصیر الدین کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا سید نصیر الدین کا ممتاز ترین کارنامہ یہ ہے کہ جب سید صاحب (سید احمد شہید) اور ان کے دوسرے بلند منزلت رفقا کی شہادت کے بعد جہاد کی گرم جوشیوں[۱] افسردگی

---

[۱] اس وقت حضرت مولانا کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی (م ۱۲۵۱ھ) زندہ تھے۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق بھی حیات تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت اور ایما سے ہجرت جہاد فرمائی۔

طاری ہوگئی تو مولوی صاحب موصوف نے عزم و ہمت سے کام لے کر اس کاروبار کو تازہ رونق بخشی۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان بےحسی کا شکار ہو چکے تھے اجنبیوں نے ملک کی حکومت ان سے چھین لی تھی اور نظم و نسق کو اپنی مصلحتوں کے مطابق چلانے لگے تھے، گویا عام اسلامی فضا کی جگہ سراسر غیر اسلامی فضا پیدا ہو رہی تھی۔ سید صاحب اٹھے مسلمانوں کا جمود توڑا اور ان کے سامنے یہ نصب العین پیش کیا کہ جانفشانی و جانبازی سے کام لے کر کھوئی ہوئی عزت و عظمت دوبارہ حاصل کی جا سکتی ہے اور اسلامیت کا وقار از سر نو قائم کیا جا سکتا ہے۔ مولانا سید نصیر الدین نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے تو جوانمردانہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔" ("سرگزشت مجاہدین" ص ۱۹۷)

نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک بالکل بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"سید صاحب کی شہادت کے بعد خلقِ خدا کی ہدایت، شریعت کے احیاء اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا۔ خدا کی رحمت سے مولانا سید نصیر الدین کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جِلا پیدا ہو گئی۔" (وزیر الدولہ کے وصایا۔ جلد اوّل ص۸)

حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ (۲ اپریل ۱۸۳۵ء) کو گھر بار، اہل و عیال اور اعزہ و احباب سے مفارقت اختیار کر کے عرب سرائے میں جا ٹھہرے جو دہلی سے تقریباً چار میل پر ہے۔ مجاہدین کی مختصر سی جماعت ساتھ تھی۔ جے پور، ٹونک، اجمیر، جودھپور، جیسلمیر، قلعہ کٹھارو اور خیر پور ہوتے ہوئے پیر کوٹ پہنچ گئے۔ جہاں سید احمد شہید کے اہل و عیال مقیم تھے۔ اس وقت سید عبدالرحمٰن (خواہر زادہ سید صاحب) حیدر آباد گئے ہوئے تھے۔ مردوں میں سے صرف سید اسمٰعیل (برادرزادہ سید صاحب) موجود تھے۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانے میں پیر صبغۃ اللہ شاہ مسندنشین ارشاد و ہدایت تھے۔ انھوں نے سید صاحب سے کامل تعاون کا عہد کیا تھا اور اس کے ایفاء میں برابر سرگرم رہے۔ سید صاحب کی شہادت کے چند سال بعد وفات پائی۔

حضرت سید احمد شہید، پیر صبغۃ اللہ شاہ اوّل کے جذبۂ اسلامیت سے اس درجہ متاثر ہوئے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے قیام کے لیے پیر کوٹ ہی کا قیام تجویز کیا۔ چنانچہ آپ کے اہل و عیال واقعۂ

بالاکوٹ کے بعد بھی کئی سال تک پیرکوٹ ہی میں مقیم رہے۔ حضرت مولانا سید نصیرالدین نے اسی تعلق کی بنا پر سندھ میں پیرکوٹ کو اپنی پہلی منزل قرار دیا تھا۔ مولانا سید نصیرالدین جس زمانہ میں پیرکوٹ پہنچے، حضرت پیر صبغۃ اللہ اوّل کے فرزند پیر علی گوہر شاہ مسند نشین تھے۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۵۱)

حضرت مولانا نصیرالدین صاحب نے سندھ کے خاص خاص قصبوں اور شہروں میں جا جا کر دعوتِ جہاد دی۔ حضرت مولانا ایک طرف سندھ میں بیٹھے ہوئے مختلف اصحاب کو اعانت کے لیے تیار کر رہے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان میں دعوتِ جہاد کے لیے پے در پے اعلانات بھیجے جا رہے تھے۔ الغرض شب و روز جہاد ہی کی فکر دل و دماغ پر طاری تھی۔

پہلا معرکہ

سندھ پہنچنے کے بعد حضرت مولانا نصیرالدین صاحب کو تقریباً ہر ذمہ دار آدمی نے یہی مشورہ دیا کہ مزاریوں کے علاقے میں قیام کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ غالباً اس بنا پر دیا گیا کہ اس زمانے میں مزاری سکھوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نصیرالدین کو سب سے پہلا معرکہ دوجھان کے مقام پر پیش آیا۔ روجھان مزاریوں کا علاقہ تھا جس پر سکھوں نے قبضہ جما لیا تھا۔ حضرت مولانا نے مزاریوں سے عہد و پیمان کے بعد شعبان ۱۲۵۲ھ کے آخری عشرے میں روجھان پر پیش قدمی کی اور ۲۵ شعبان کو قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مجاہدین کے پاس چار شاہینیں تھیں، جنھیں مختلف مورچوں میں نصب کر لیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہلِ قلعہ نے دروازے بند کر لیے اور توپ لگا کر مجاہدین پر گولہ باری کرنے لگے۔ دو دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آکر دست بدست لڑائی کی ٹھانی۔ وہ دو چار مرتبہ قلعے سے باہر نکلے۔ جا بجا مورچے قائم کیے لیکن مجاہدین کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور قلعے میں جا بیٹھے۔ دو روز میں تقریباً بیس محصورین مارے گئے اور تین مجاہدین نے شہادت پائی۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص ۱۵۱)

دوسرا معرکہ

دوسرا معرکہ روجھان سے تقریباً چار کوس دور کن کے مقام پر پیش آیا۔ یہاں سکھوں کی فوجی چوکی تھی۔ انھوں نے نقارے بجا کر مجاہدین پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ہی حملے میں سکھوں کو راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اندیشہ تھا کہ وہ پلٹ کر حملہ کریں گے۔ لہٰذا مجاہدین دوپہر تک اسی جگہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ چنانچہ سکھ دوبارہ نمودار ہوئے اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ مٹھن کوٹ کا قلعہ دار کرم سنگھ اور اس کا ایک ساتھی مجاہدین کے نرغے میں آ گئے۔ مجاہدین نے انھیں موت

کے گھاٹ اتار دیا اور دونوں کے سر کاٹ کر قلعہ کن کے دروازے پر لٹکا دیے۔ سکھ دوبارہ بھاگ نکلے۔ ان کے دس سوار کھیت رہے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ دوسرے روز مجاہدین کن سے روانہ ہو کر کشمور پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے ایک اور مقام پر جا ٹھہرے، جو روجھان سے آٹھ نو کوس دور تھا۔ رمضان ۱۲۵۳ھ (دسمبر ۱۸۳۷ء) کا مبارک مہینہ آپ نے یہیں گزارا۔

انگریزوں سے جنگ

حضرت مولانا نصیرالدین صاحب چونکہ امیرالمومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کی میراث کے حامل تھے۔ لہٰذا انگریزوں کے بارے میں ان کے نظریات و عزائم وہی تھے، جو حضرت سید صاحب کے تھے۔ حضرت مولانا سفرِ سندھ کے دوران والیانِ خیرپور کے علاقے میں قیام نہ فرمانے کی وجہ اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں:

چونکہ میرانِ خیرپور زیر دستانِ فرنگیاں	والیانِ خیرپور چونکہ فرنگیوں کے زیر اثر ہیں
و آشتی دارانِ سکھاں اند، قرار خود در	اور سکھوں سے انھوں نے صلح کر رکھی ہے لہٰذا
محروسۂ ایشان مقرونِ صلاح نمی بینم۔	انکے علاقے میں قیام میرے نزدیک خلاف مصلحت ہے۔

جناب غلام رسول مہر، مذکورہ بالا اقتباس سے ایک قابلِ غور نکتہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آخری اقتباس سے واضح ہے کہ مولانا سید نصیرالدین نے دو وجہ سے خیرپور میں بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ اوّل ریاست کا فرنگیوں کے زیر اثر ہونا، دوم سکھوں سے مصالحانہ تعلقات رکھنا۔ مولوی صاحب موصوف سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کی میراث کے حامل تھے۔ اگر انگریزوں کے متعلق سید صاحب کی رائے وہی ہوتی جو مولوی محمد جعفر تھانیسری کی تحریر کے مطابق بعض حضرات نے ایک صدی تک قبول کیے رکھی تو حضرت مولانا نصیرالدین انگریزی اثر کو کیوں موجب قدح قرار دیتے۔ حقیقت یہی ہے کہ سید صاحب اور ان کے تمام رفقاء و خلفاء ہندوستان کو ہر اس تسلط سے پاک کرنا چاہتے تھے جو مسلمان حکمرانوں کی نااہلی کے باعث یہاں قدم جما چکا تھا۔ سکھ [illegible] بڑے سے حصے پر قابض تھے۔ ملک کا بڑا حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ پھر یہ بزرگ کس بنا پر انگریزی تسلط کو بہ اطمینانِ خاطر قبول کر سکتے تھے؟" آگے چل کر

مولانا نصیرالدین صاحب نے انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی اور معاملے

کو وضاحت کی آخری منزل پر پہنچا دیا" ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۸۹)

قیام مہرو

روجھان اور کشمور کے بعد حضرت مولانا نصیرالدین صاحب مجاہدین کو لے کر شکارپور کی طرف تشریف لے گئے اور مہرو میں مقیم ہوئے، جو شکارپور سے ایک منزل پر واقع ہے۔ یہاں سے حضرت مولانا نے بلوچستان کو ہجرت فرمائی۔ اس سے پیشتر قلات کے وزیر اعظم سے آپ کی خط و کتابت شروع ہو چکی تھی۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ موقع ملے تو بلوچستان چلے آئیں۔ حضرت مولانا بلوچستان میں سبی، ڈھاڈر اور تھل چتیالی وغیرہ میں رہے۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۰)

اچانک گرد و پیش کے سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا کہ انگریز افغانستان کی آزادی سلب کر لینے پر تُل گئے۔ امیر دوست محمد خان نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا نصیرالدین نے بھی موصوف کی اعانت میں مجاہدانہ شان سے قدم آگے بڑھایا۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۰)

غزنی کی لڑائی

انگریزوں کی ایک بہت بڑی فوج نے درۂ بولان کے راستے پیش قدمی کی، اس کے ساتھ ہر قسم کا سامان جنگ موجود تھا۔ اس فوج نے قندھار پہنچ کر شاہ شجاع کی تخت نشینی کا جشن منایا۔ پھر وہ کابل کی جانب حرکت میں آئی تو غزنی میں اسے شدید مقابلے سے سابقہ پڑا۔ جو معلومات ہمارے سامنے ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا اور ان کے مجاہدین غزنی میں بڑی جانفشانی سے لڑے۔ انگریزوں کے لیے آگے بڑھنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ اس اثنا میں امیر دوست محمد خان کا ایک عزیز انگریزوں سے مل گیا اور اس نے قلعۂ غزنی کے تمام اندرونی حالات بتا دیے۔ انگریزوں نے رات کی تاریکی میں ایک دروازے پر بارود کے تھیلے رکھے۔ انھیں آگ لگا دی تو خوفناک دھماکا ہوا، دروازہ اڑ گیا اور انگریزی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔ حضرت مولانا کے اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی۔ یہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا واقعہ ہے۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۳)

ولیم ہنٹر کا بیان

جناب غلام رسول مہر نے مجاہدین اور مرکز ستھانہ کے حالات کے بارے میں ولیم ہنٹر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

"مجاہدوں میں اونچے درجے کے آدمی بھی شامل تھے جو اس لیے ترکِ وطن کر کے ستھانہ پہنچ جاتے تھے کہ عیسائی حکومت کے ماتحت امن و آسائش سے زندگی گزارنا ان کے نزدیک مذہباً نادرست تھا۔ وہ سکھوں کے دیہات پر بھی چھاپے مارتے رہتے تھے اور انگریزوں پر ضرب لگانے کا کوئی موقعہ ہاتھ آتا تو اس کا بھی تہ دل سے خیر مقدم کرتے۔ انھوں نے

جنگ کابل میں ہمارے دشمنوں کی امداد کے لیے بڑی فوج بھیجی اور اس میں سے ایک ہزار نے ہمارے خلاف استقامت سے جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کیں۔ صرف تسخیر غزنی کے دوران میں تین سو مجاہدوں نے انگریزی سنگینوں سے شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔

(سرگزشت مجاہدین ص۱۹۳ بحوالہ ہندوستانی مسلمان)

مجاہدین ستھانہ میں

حضرت مولانا اور ان کے بچے کچھے ساتھیوں نے اب ستھانہ کا رخ کیا چنانچہ وہ ہولناک مصیبتوں کے طوفان سے گزرتے ہوئے ستھانہ پہنچ گئے جہاں مجاہدین نے مرکز قائم کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی جماعت مجاہدین نے انھیں اپنا امیر بنالیا۔ قیاس ہے کہ یہ ۱۸۳۹ء کے آواخر یا ۱۸۴۰ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔ (سرگزشت مجاہدین ص۱۹۴)

ہزارہ گزیٹیر اردو میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی بہت نرم طبع تھے اس لیے عام میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے۔ انھوں نے پائندہ خاں تنولی والیٔ امب کو لکھا کہ ہمارا ساتھ دو اور ہر ممکن مدد کرو۔

پائندہ خاں نے انھیں امب بلالیا۔ وہاں کئی روز مہمان رہے۔ مشہور ہے کہ پائندہ خان نے انھیں زہر دلوادیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ امب ہی میں بیمار ہوئے اور بیماری ہی کی حالت میں ستھانہ آئے۔ جہاں چند روز بعد وفات پائی۔ جناب مہر صاحب کا خیال ہے کہ پائندہ خان پر زہر خوانی کا الزام پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔

("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۵)

حضرت مولانا کی وفات

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰ شعبان ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۰ء کو رحلت فرمائی اور ستھانہ ہی میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت مولانا کے فضائل

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ مجمع فضائل اور منبع حسنات بزرگ تھے۔ انھیں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے محاسنِ سیرت میں بڑی مشابہت حاصل تھی۔ نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک کا بیان ہے:

"میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا، جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولانا سید نصیر الدین میں اسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔"

(سرگزشت مجاہدین ص۔ بحوالہ اخبار مولوی سید نصیر الدین خلیفہ سید احمد صاحب مخطوطہ)

حضرت مولانا کثیر الدعاء اور کثیر البکاء تھے۔ صاحب فیض و تاثیر اور مستجاب الدعوات تھے۔ قیام جودھپور کے دنوں میں وہاں ایک فتنہ پیش آیا تو حضرت مولانا نے معمول کے مطابق دو رکعت نماز ادا کر کے عجز و انکساری

ہے بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی، عرض کیا:

"میرا تو بھروسا صرف تجھ پر ہے۔ تیرے فضل کے یقین پر، تیری رضا کے لیے گھر بار چھوڑا ہے کہ دین کی نصرت کا کام انجام پائے۔ میں گناہگار ہوں، میرے گناہوں سے درگذر فرما، اپنی رحمت پر نظر رکھ، تیرے سوا کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں؟" ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۴۵)

اس دعا کے بعد مخالفین کا فتنہ دب گیا۔

نواب وزیرالدولہ لکھتے ہیں کہ جب وہ کسی مجمع میں دعا کرتے تھے تو سب پر خاص ایمانی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سندھ میں انھوں نے مجمع کثیر کے درمیان دعا کی، جس کی تاثیر سے تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اکثر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ بعض لوگ مجذوبیت کے عالم میں کپڑے پھاڑ کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ (وصایائے وزیری جلد اوّل ص۲۷۳، ۲۷۴)

یہ سب حضرت مولانا کے زہد و تقویٰ، حق پرستی، عشقِ کتاب و سنّت اور اخلاص فی العمل کا نتیجہ اور ان کے جذبۂ جہاد و سربلندیٔ اسلام کی تاثیر تھی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد حضرت مولانا نصیرالدین اکثر اوقات تلاوتِ قرآن مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے۔ چہرۂ مبارک پر کثرتِ گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔ (شمائم امدادیہ ص۱۰۱، امداد المشتاق ص۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی بیماری کی وجہ سے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا سیّد نصیرالدین کے ساتھ بغرض جہاد نہ جا سکے تھے۔ آخر والد ماجد نے ایک طویل علالت کے بعد وفات پائی۔ اب حضرت حاجی صاحب کا ارادہ تھا کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضرِ خدمت ہوں گا۔ مگر اس اثناء میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" (امداد المشتاق ص۱۵۲)

قطبِ ربّانی حضرۃ میانجیو نور مُحمّد جھنجھانوی قدس سرہٗ
(م ۱۲۵۹ھ)

مُرشدِ ثانی

شیخ العرب والعجم حضرۃ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی قدس سرہٗ
(م ۱۳۱۷ھ)

سید نفیس الحسینی

۱۲۰۱ھ میں بمقام جھنجھانہ ولادت باسعادت ہوئی انوار العارفین میں ہے:
مولد و موطن و مدفن قصبہ جھنجھانہ (ضلع مظفر نگر) حضرۃ حاجی عبدالرّحیم شہید رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت طریقت رکھتے تھے حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ کی اولاد میں تھے۔ چاروں نسبتوں میں جو انہیں حضرۃ حاجی (عبدالرّحیم رحمۃ اللہ علیہ) سے حاصل تھیں کمال تجرد سے اخفا رکھتے تھے۔ اور اتباعِ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حریص تھے چنانچہ تیس (۳۰) سال تک تکبیر اولیٰ قضا نہیں کی، اہل نسبت اور صاحب ہمت قویہ تھے۔ قصبہ لوہاری میں بچوں کی تعلیم سے اشتغال رکھتے تھے اس طور سے کہ ان کے حال کی کسی کو کچھ خبر نہ تھی مگر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ ان کی شہرت کا سبب بن گئے اور وہ یہ کہ طلب مولیٰ کی شورش نے جب ان کے سینہ میں جوش مارا اور درویشوں سے ارادت ان کے اندر پیدا ہوئی، تو ایک رات انھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ان کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسری رات کو پھر ان کی طرف اشارہ فرمایا حاجی صاحبؒ اس جگہ اور نشان کے بارہ میں متحیر اور متردد تھے۔ ایک دن ایک شخص کی وساطت سے ان کے آستانہ پر حاضر خدمت ہوئے

توصرف ان کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر انھوں نے پہچان لیا کہ وہ اشارۂ سراج منیر بے نظیر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انھی کی طرف تھا چنانچہ اپنا ہاتھ پیرِ دستگیر کے دستِ حق پرست میں دے دیا۔ اور خود کو مردہ بدست غسال کی طرح ان کے سپرد کر دیا اور ان کی اتباع کو واجب و لازم تسلیم کیا اور جب انھوں نے پیر پرستی اور طلبِ حق پر کمرِ ہمت چست باندھی اور شیخ موصوف نے ان کو با استعداد کامل اور طالب صادق پایا تو تعلیمِ ظاہر اور تلقینِ باطن کے بعد نسبتِ یاد داشت سے آگاہ کیا اور کلمۂ حق سے اشارہ فرمایا اور اپنا نائبِ مطلق قرار دیکر طالبانِ راہ حق کو تلقین کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو جوارِ حق میں پیوست ہوگئے۔ (ص ۵۲۱، ۵۲۲)

بچپن میں حفظ قرآن پاک کی دولت سے مالامال ہوئے۔ کچھ تعلیم دہلی میں بھی پائی پھر واپس آکر قصبہ لوہاری نزد جلال آباد میں بچوں کو قرآن پاک اور فارسی کی تعلیم دینے لگے اور ایک عرصہ تک مستور الحال رہے۔ آپ کے پیرو مُرشد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے قیامِ سہارنپور کے دنوں میں پیغام بھیج کر لوہاری سے آپ کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت سیّد صاحبؒ سے بیعت کرایا۔

مؤلف انوارِ محمدی کا بیان ہے:

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے پیرو مُرشد کا پیغام لیکر ان کا آدمی جھنجھانہ پہنچا تو حضرت میانجیوؒ اپنی گھوڑی کا رسّہ ہاتھ میں لیے ہوئے اسے پانی پلا رہے تھے۔

یہ پیغام سنتے ہی حضرت پہ ایک کیفیت طاری ہوئی اور گھوڑی بھی لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ آپ سہارنپور پہنچے اور اپنے پیرو مُرشد کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سیّد صاحب سے بیعت ہوئے۔ (ص ۴۸)

حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہ نے اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحبؒ کو چاروں سلسلوں کی اجازت سے مشرف فرمایا۔

حضرت میانجیو نور محمّد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہردومرشدانِ گرامی کے قدم بقدم متبع سنت، جامع شریعت و طریقت اور سلفِ صالحین کا نمونہ تھے۔ صاحبِ نزھت الخواطر نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میانجیوؒ اُن کے ساتھ صوبہ سرحد بھی تشریف لے گئے تھے، بعد میں انھیں واپس بھجوا دیا گیا۔ لوہاری میں آپؒ بصیغۂ راز لشکرِ اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ سے مولانا محمّد صادق (مُرید حضرت میانجیوؒ) نے بیان کیا کہ چالیس برس ہوئے ہیں کہ حضرت میانجیو نور محمّد صاحبؒ سے میری ملاقات ہے۔ اِسی چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۳: امداد المشتاق ص ۱۱۵)

معاملات و مسائلِ دینی میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا محمّد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نہایت ہی خوش گلو تھے۔ اور نعت وغیرہ پڑھتے تھے۔ کسی نے حضرت میانجیوؒ سے عرض کیا، حضرت، یہ شخص خوش گلو ہے۔

اور نعت پڑھتا ہے آپ بھی سُن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غناء بلا مزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اس لئے اس کا سننا خلافِ احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ اللہ اللہ، کس قدر ادب ہے منصبِ امامت کا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۹)

آپ نہایت درجہ سادہ وضع اور منکسر مزاج تھے۔ لیکن چہرۂ انور کے جلال ورعب کا یہ عالم تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو آپ سے اس قدر قربت ونزدیکی کے باوجود یہ جُرأت نہ ہو سکی کہ وہ آپ کی شان میں لکھی ہوئی اپنی ایک نظم آپ کے سامنے پڑھ سکیں۔ کسی اور کی معرفت حضرت کو وہ نظم سنوائی تو آپ نے فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی صفت اور ثنا بیان کرنی چاہیے) تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے۔ گویا وہ خلعت صلہ اس مخمس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے سُرخ ورنگین کنایہ دو امر کے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبۂ شہادت، دوسرے مرتبۂ محبوبیت۔ ظاہر ہے کہ آپ کو یہ دوسرا مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۳: امدادالمشتاق ص ۱۱۶)

حضرت میانجیوؒ نے ۴ رمضان ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی مزار مبارک جھنجھانہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت شیخ محمد محدّث تھانویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب شہیدؒ صاحبِ سلسلہ ہوئے۔

مؤلف ''انوار العاشقین'' فرماتے ہیں :

''مگر حضرت قبلۂ عالم حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ، ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پہنچے اور ارشادِ طریقت اور اشاعتِ اسلام و تعلیمِ سلوکِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوئے ایک عالم کو رنگ دیا۔'' (ص ۸۳)

حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ نے ''انوار محمدی'' میں اول اپنے پیرومُرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس سرہ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ بواسطہ حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتیؒ تحریر فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد چاروں سلاسل طریقت امیرالمومنین حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے واسطے سے درج فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ شجرات مجھے حضرت میانجیوؒ کی بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے موقع پر مرحمت ہوئے تھے۔

مولانا شیخ محمد تھانوی ''ارشادِ محمدی'' کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۲۶۳ھ فقیر کو بعد شرفِ بیعت و محبت اپنے بمقام مکّہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد یعقوب مہاجر مکی نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اجازت عام اذکار و اشغال و اعمال جملہ طریقوں کے جو اُن کو شاہ عبدالعزیز ممدوح قدس سرہٗ سے پہنچے مع خرقہ کرتا شریف اپنے کے و مع سند مہری علمِ حدیث صحاح ستہ وغیرہ کتبِ حدیث اور علمِ فقہ و اصولِ حدیث

اور تصوّف باوجود و حصولِ سند علمِ موصوفہ فقیر کو پیشتر پیش گاہ حضرت استاد مولانا شیخ المشائخِ آفاق مولانا مولوی محمّد اسحٰقؒ محدّث مہاجر مکّی شاہ جہاں آبادی قدس سرہ سے جو برادرِ حقیقی کلاں اُن کے ہیں عطا فرمائے اور بعد توّجہ دیہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ اکبر تمہاری نسبت میں بڑی فراخی اور وسعت ہے اور تم کو اب کچھ احتیاجِ احتساب باقی نہیں رہی اور ہم میں اور تمہارے پیرو مُرشدِ اصلی میں یعنی مولانا نورالاسلام حضرت میانجیو نور محمّد جھنجھانویؒ میں کسی طرح کا تفاوت نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کے ہاں حاضر ہوے تو انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں رائے بریلی گیا تھا وہاں جا کر اس قدر سخت بیمار ہوا کہ امیدِ زیست نہ رہی۔ خیال ہوا کہ یہاں کی مٹی نے کھینچ لیا ہے، فرمایا میرا ارادہ تھا کہ یہاں حضرت سیّد احمد صاحب شہیدؒ کے حجرہ میں ایک چلّہ کروں کیونکہ یہاں انوار و برکات بہت ہیں۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں دو جگہ اب بھی ایسی ہیں جہاں سیکڑوں برس کے بعد اب بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات جیسے ابھی اٹھ کر گئے ہیں اور انوار کی بارش ہو رہی ہے، ایک حضرت سیّد صاحب شہیدؒ کا رائے بریلی کا حجرہ اور ایک حضرت میانجیو نور محمّد صاحبؒ کا لوہاری والا حجرہ۔ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں جگہ چالیس چالیس کا ایک ایک چلّہ چلّہ کروں مگر مصروفیات کے باعث نہیں کر سکتا۔

حضرت میانجیوؒ نے ارشاد فرمایا:

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت مجھے تصوّر شیخ کی اجازت دے دیجئے فرمایا
ب محبّت غلبہ کرتی ہے، تب تصوّر شیخ کون کرتا ہے؟ غلبۂ محبّت سے تصوّر شیخ
ؤد بخود بڑھ جاتا ہے۔

۲) مولانا نصر اللہ خورجوی سے فرمایا میری نسبت کسبی نہیں ہے میرے طریقے
ں نسبت اختیاری یا ارادی نہیں بلکہ وہبی ہے کچھ عرصہ میرے پاس آؤ اور ٹھہرو
کہ تمہاری قسمت میں اگر کچھ چیز ہے تو حاصل ہو جائے۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)

۳) مولانا خورجوی کہتے ہیں کہ حضرت میانجیوؒ نے بندہ کو بہت نصیحت کی اور
رمایا تم نوکری کیوں کرتے ہو؟ حصولِ رزق کے لئے تمہارے پاس علم وافی و کافی
ہے کہ میں علم نہیں رکھتا، مجھے اپنا رزق میسر آتا ہے۔ چاہیئے کہ نوکری ترک کردو اور
قِ خدا کی ہدایت میں مشغول ہو جاؤ اور ممنوعات سے بچتے رہو۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)

مولانا خورجوی نے عرض کیا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مجھے معلوم نہیں کہ
ناب کے خلفاء میں سے کون منتہٰی ہے تاکہ حضرت کے بعد اُسے ممتاز تصوّر کرتا
ہوں، ارشاد فرمایا حافظ ضامن ہے کہ اُس نے تکمیلِ سلوک فقیر کے ہاتھ سے کی اور
جی امداد اللہ اور مولوی شیخ محمّد صاحب متوطنان تھانہ بھون نیز سیرِ سلوک میں
مروف ہیں، میں نے عرض کیا کہ اگر کسی روز مجمعِ علماء و فقراء میں بر سرِ اعلان
مایا دیا جائے تو بہتر ہوگا میں بھی اُس محفلِ دعا میں شریک ہوں گا، ارشاد فرمایا کہ
ت بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ تقریب کی جائے گی۔ (بیاض دلکشا ص ۱۵۲)

از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ گاہِ نور محمدّی

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدیٰ | مسکن و ماویٰ ہے اُس جا آپ کا
مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار | اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متصل اس شہر کے اے نیک نام | ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام
سیدِ محمود ہے نام شریف | ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اس مرقد کے قبلہ رُخ بنی | ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
اس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب | سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب
سارے عالم پر ہے پرتو آپ کا | کونسی جا وہ نہیں جلوہ نما
جس کو ہوئے شوقِ دیدارِ خدا | اُن کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
چاہیئے تجھ کو اگر وصلِ خدا | سایۂ نورِ محمدّ میں تو آ
اعتقادِ دل سے جو جائے وہاں | اُس پہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی اُن کے مجھ کو ہے یقیں | اُس کو ہو دیدارِ رب العالمین
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال | فیضِ باطن ہے ولے اُن کا بحال
یعنی پیر و مرشد و مولےٰ مرے | حضرتِ نورِ محمدّ نیک پے

بارہ سو انسٹھ (۱۲۵۹ھ) میں کرکے انتقال
اس جہاں سے جا ملے با ذوالجلال

(غذائے روح مصنفہ حاجی امداد اللہ مکی)

انوار محمدی

از حضرت شیخ محمد محدث تھانوی رح

چوں بغیر او دمے ناسودہ ایم | نور از نورِ محمد بودہ ایم

ہم بغیر اس کے ایک گھڑی بھی راحت نہ پاسکے | چونکہ ہمارا دل اس نور محمد کا ایک ٹکڑا ہے

بر سرِ ہر کس کہ ظلِ او فتاد | از گدا شد شاہِ اقلیم رشاد

جس کے سر پر ان کا سایہ پڑ گیا | وہ فقیر سے بادشاہِ اقلیم ارشاد بن گیا

اے جواں بخت از تو داری فکرِ پیر | دامنِ نورِ محمد خوش بگیر

اے جواں بخت اگر تو پیر کا جویا ہے | تو نور محمد کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لے

گر نہ از قسمت رسد دستت باد | در حضورِ نائبانش آورد

اگر قسمت سے تیرا ہاتھ ان کے دامن تک نہ پہنچے | تو تو اس کے نائبوں کے حضور میں آ

یعنی الفت گیر با ضامن علی | تا شوی روشن ز انوارِ جلی

یعنی (حافظ) ضامن علی کے ساتھ کر | تا کہ تیرا دل انوارِ جلی سے روشن ہو جائے

ور میسر ناید از صہبائے وے | خیز و گیر از جامِ امداد اللہ مے

اور اگر اس کی شراب (محبت) تو حاصل نہ کر سکے | تو اٹھ اور امداد اللہ کے جام سے مئے عرفان حاصل کر

گر نیابی ہم وراں در بزمِ شاں | ہر کہ دارد رنگ بیعت کن بآں

اگر تو اس کو بھی ان کی بزم میں نہ پائے | تو جو بھی ان کا رنگ معنوی رکھتا ہے اس سے بیعت کر

گر طفیلِ پیشوایانِ مُعدنے | ہست امید از پیروی مصطفےٰ

پیشوایانِ معدنے کے طفیل سے | اور حضرت محمد مصطفےٰ کی پیروی سے امید ہے

یار باشد فضلِ او دائم بما
تا قیامت حق بود قائم بما

کہ اس کا فضل ہمیشہ ہمارا مددگار رہے گا
اور قیامت تک حق ہمارے ساتھ رہے گا

در سرِ زلفِ امیرِ قافلہ
شد چو با نورِ محمد سلسلہ

امیر قافلہ (آنحضرت) کے سودائے زلف میں
ہمارا تعلق نورِ محمد کے ساتھ قائم ہوگیا

نورِ او از بہرِ ما نورِ خدا است
سایۂ دیو پری از ما جدا است

ان کا نور ہمارے لئے نورِ خدا ہے
اور دیو پری کا سایہ ہم سے جدا ہے

در درِ نورِ محمد ہست چشم
کز وصالِ دوست سازد مست چشم

اور ہمیں نور محمد کے دروازے سے امید ہے
کہ وصالِ دوست سے ہماری آنکھیں مست ہوں گی

چشم لطفش تشنہ را جامِ شراب
بالش اربابِ تعشق را جناب

ان کی مہربانی کی نظر (تشنۂ دیدار) کیلئے جامِ شراب ہے
اور ان کا دروازہ اربابِ عشق کیلئے درگاہِ والا ہے

صلح مہدیٔ مجاہد رشکِ رزم
خلوتِ شیخ مراقب عینِ بزم

مہدیٔ مجاہد کی صلح رشکِ رزم ہے
شیخ مراقب کی خلوت عینِ بزم ہے

افگند شورے بجانِ نازنیں
لفظِ شیریں بر زبانِ نازنیں

جانِ حزیں میں ایک شور پیدا کر دیتا ہے
اس نازنین زبان پر آیا حرفِ شیریں ہے

کز نہیں اپنے صحبتِ پیرِ طریق
مشکل آمد طے منزل اے رفیق

اس وجہ سے پیرِ طریق کی صحبت کے بغیر
اے ساتھی منزل کا طے کرنا بہت مشکل ہے

یعنی آید کے ترا بے اہلِ راز
لہجہ داند از و طرز سوز و ساز

یعنی تجھے بغیر اہلِ راز کی مدد کے
کیسے لہجہ انداز اور طرز سوز و ساز آسکتا ہے

پیر یک لحظہ توجہ گر کند
ہمچو پارس آہنت را زر کند

اگر پیر ایک لحظہ توجہ کرتا ہے
تو پارس کی طرح تیرے آہن کو سونا بنا دیتا ہے

وفضلِ حق باشد بوصلِ واصلیں
می کند کامل کمالِ کاملیں

واصلین حق کا وصل مجھے حق سے ملا دیتا ہے ۔ اور کاملین کا کمال تجھے کامل بنا دیتا ہے

شب چراغ اند اولیائے روزگار ۔ اکملانِ دین خود نصف النہار

اولیاء اللہ ایک شب چراغ ہیں ۔ اور دین کے اکمل دوپہر کے سورج ہیں

اہلِ دل در حلقہ چوں آہوئے چیں ۔ بوئے مشکِ خویش جویا زاں وایں

اہل دل ان کے حلقہ میں آہوئے چین کی طرح ہوتے ہیں ۔ جو خود اپنے مشک کی خوشبو یہاں اور وہاں ڈھونڈتے ہیں

باغ باغ آئینہ رویانِ بہار ۔ دشتِ دشت آشفتہ دل از خارزار

آئینہ رویانِ بہار باغ باغ ہیں ۔ اور خارزار کے آشفتہ دل دشت دوست نظر آتے ہیں

حبذا اے آنکہ مارا جام داد ۔ مست فرمود و بہش اسلام داد

مرحبا اے وہ کہ جس نے ہمیں جامِ عشق پلایا ۔ مستِ محبت فرمایا اور بہوشِ اسلام دیا

حبذا نورے کہ نورِ جاں فزود ۔ زنگِ خودبینی ز آئینہ ربود

مبارک ہے وہ نور جس نے نورِ جاں کو بڑھایا ۔ اور خودبینی کے زنگ کو آئینہ دل سے صاف کر دیا

حبذا ضوئے کہ چوں اندوختیم ۔ ظلمتِ غیر از خدا را سوختیم

مبارک ہے وہ نور کہ جب ہم نے اُسے حاصل کیا ۔ تو غیر خدا کی ظلمت کو مٹا دیا

حبذا نورے کہ نور پاک ہست ۔ مظہرِ نور و ظہورِ پاک ہست

مبارک ہے وہ نور جو نور پاک ہے ۔ مظہر نور اور ظہور پاک ہے

ہست بیشک ہمچو طور ایں جلوۂ ۔ عشق را نور ست نور ایں جلوۂ

بے شک یہ جلوہ جلوۂ طور ہے ۔ اور عشق کے لئے یہ جلوہ سراپا نور ہے

حبذا عشقے کہ چوں جلوہ نمود ۔ ما سوا اللہ را ز جان و دل ربود

مبارک ہے وہ عشق کہ اس نے جلوہ دکھایا ۔ تو غیر اللہ سے جان و دل پاک کر دیا

حبذا عشقے کہ نزدیک ست و دور ۔ بسط در قبض است و حزن اندر سرور

مبارک ہے وہ عشق جو نزدیک و دور کو محیط ہے ۔ جو دل گرفتگی کی حالت میں خوش اور حزن و ملال کی حالت

اقتباس از سفینۂ رحمانی

حقائق آگاہ معرفت دستگاہ، اوج طریقت کے کرسی نشین موج معرفت کے گوہر آبدار، بوستان شریعت کی بہارِ خوش فضا دریائے حقیقت کے غواص عاشق جمال اللہ الصمد میاں جیو نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔ شہر شریف جھنجھانہ کے مشائخ کبار اولیائے کامگار اور اس جائے اقدس کے شرفائے شیوخ میں سے ہیں۔ حنائے توکل سے کف پائے مبارک کو زینت بخش کر اور خرقہ تحمل و قناعت کو زیب دوش فرما کر تمام عمر ایک لعل بے بہا کی طرح سب سے یکسوئی اختیار کر کے زاویۂ معدن خفا میں رونق افروز رہے، اور مرکب ایزد پرستی و خدا ستائی کو عرصہ حق و صداقت اور میدان عبادت و ریاضت میں دوڑاتے رہے اور راسرار دردیشی پر قادر اور تزکیۂ باطنی کے ماہر کامل رہے۔ رات کے پردۂ سیاہ میں اپنے معبود حقیقی کے ساتھ ہمراز اور گوشۂ تنہائی میں یاد دوست کے ساتھ دمساز رہنے کی طاقت اور روشن ضمیری خدا داد کی بدولت مسائل بے پردہ جواب شافی پوچھنے سے پہلے مرحمت فرماتے تھے اور روحانی و قلبی تعلیم کے موتیوں کو دلوں کی لڑی میں سوزن نظر سے فوراً پرو دیتے۔ تمام زمانہ حیات کو ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں گذار دیا اور کبھی کسی اہل دولت کے سامنے دست حرص آز دراز نہ فرمایا۔ اس دریائے معرفتِ حق کے مریدان گرامی میں سے حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ اور جناب حافظ ضامن صاحب مرحوم و مغفور اور مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی ہوئے ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کے فیوض باطنی و روحانی کی شعاعیں آفتاب عالمتاب کی کرنوں کی طرح اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچی ہیں اور گروہ در گروہ انسان ان کے فیض سے ارباب کشف و صاحب کرامت ہو گئے ہیں۔

سنہ ۱۲۵۹ھ میں خرقۂ حیات کو اس پُرخطر کوچہ کے سجادۂ ہستی سے اٹھا کر فردوس بریں کی جانب رحلت فرمائی اور گوہر جان پاک کو صیرفیان قضا و قدر کے سپرد کر دیا۔ ان کی زادگاہ اور آرامگاہ آخری قصبہ جھنجھانہ شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی روح مقدس کی برکت سے ہم کو بخش دے۔ آمین۔

از سفینۂ رحمانی مصنفہ مولانا عبدالرحمٰن حیرت جھنجھانوی

احوال و آثار

شیخ العرب والعجم

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ سرہٗ

م ۱۳۱۷ھ

تحریر

سید نفیس الحسینی

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

سلسلۂ چشتیہ صابریہ

"ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا"

"اہل بصیرت کا اس سلسلہ کی مقبولیت پر اتفاق اور عالم میں اس کے فیوض و برکات و آثار شاہد ہیں کہ بانی سلسلہ (حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ م ۶۹۰ھ) نہایت عالی مقام، عالی نسبت اور عند اللہ مقبول تھے۔

اس سلسلہ (صابریہ چشتیہ) میں بڑے نامور مشائخ، عارف و محقق و مصلح پیدا ہوئے۔ مثلاً حضرت مخدوم احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ذات بابرکات کو بعض اہل نظر نے نویں صدی کا مجدد بھی شمار کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت شیخ محب اللہ الٰہ آبادیؒ، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہٗ، ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا اور اس وقت سب سے زیادہ وسیع، متحرک و فعال یہی سلسلہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم کی تعلیمی خدمت اور مولانا تھانویؒ کی تصنیفات و مواعظ سے اور پھر آخر میں مولانا محمد الیاسؒ کی تحریک دعوت و تبلیغ سے اس سلسلہ کے فیوض عالمگیر ہوئے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) نے تاریخ مشائخ چشت میں صحیح لکھا ہے کہ:

"گذشتہ صدی میں کسی بزرگ نے چشتیہ سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جذب نہیں کیا، جس طرح مولانا محمد الیاسؒ نے کیا تھا: ص۲۳۴

آج بھی رائپور میں حضرت مولانا عبدالقادرؒ صاحب کی خانقاہ سلسلۂ چشتیہ کی قدیم خانقاہوں کی یکسوئی، سرگرمی، یاد حق کی مشغولی اور درد و محبت کی گرم بازاری کی یاد تازہ کرتی ہے۔

عالم نشود ویراں تامیکدہ آباد است"

ہفت روزہ الشرق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ - ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء

(تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ سوم: ص ۲۸-۲۹)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ امدادیہ

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری قدس سرہ م ۶۳۲ ھ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ م ۶۳۳ ھ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ م ۶۶۴ ھ

حضرۃ خواجہ نظام الدین اولیاء م ۷۲۵ ھ

حضرۃ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی م ۷۵۷ ھ

حضرۃ سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگوی م ۸۲۵ ھ مؤرخ سالا اذکار و رسالہ مراقبہ

حضرۃ شیخ صدر الدین اودھی م ۸۶۰ ھ

حضرۃ شیخ ابن حکیم اودھی م ۸۸۹ھ/۹۰۱ ھ

حضرۃ شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی م ۹۰۴ ھ

حضرۃ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری م ۶۹۰ ھ

حضرۃ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی م ۷۱۸ ھ

حضرۃ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء م ۷۶۵ ھ

حضرۃ شیخ احمد عبد الحق ردولوی م ۸۳۷ ھ

حضرۃ شیخ احمد عارف ردولوی م ۸۸۴ ھ

حضرۃ شیخ محمد ردولوی م ۸۹۸ ھ

قطب عالم حضرۃ شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ
م ۹۴۴ ھ

حضرۃ شیخ رکن الدین محمد گنگوہی م ۹۸۲ ھ

حضرۃ شیخ عبد الاحد سرہندی م ۱۰۰۷ ھ

حضرۃ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی م ۱۰۳۴ ھ

حضرۃ خواجہ محمد معصوم سرہندی م ۱۰۷۹ ھ

حضرۃ خواجہ محمد نقشبند ثانی م ۱۱۱۴ ھ

حضرۃ خواجہ محمد زبیر م ۱۱۵۱ ھ

حضرۃ خواجہ ضیاء اللہ م ۱۱۹۵ ھ

حضرۃ شاہ محمد آفاق دہلوی م ۱۲۵۱ ھ

حضرۃ سید آدم بنوری م ۱۰۵۳ ھ

حضرۃ سید عبد اللہ اکبر آبادی م ۱۰۹۹ ھ

حضرۃ شاہ عبد الرحیم دہلوی م ۱۱۳۱ ھ

حضرۃ شاہ ولی اللہ دہلوی م ۱۱۷۶ ھ

حضرۃ شاہ عبد العزیز محدث م ۱۲۳۹ ھ

مؤلف ارشاد [illegible]

حضرۃ شیخ جلال الدین تھانیسری م ۹۸۹ ھ

حضرۃ شیخ نظام الدین بلخی م ۱۰۳۶ ھ

حضرۃ شیخ ابو سعید گنگوہی م ۱۰۴۹ ھ

حضرۃ شیخ محب اللہ الہ آبادی م ۱۰۵۸ ھ

حضرۃ شاہ محمدی فیاض م ۱۱۰۷ ھ

حضرۃ شاہ محمد حامد ہرگامی م ۱۱۱۸ ھ

حضرۃ شاہ عضد الدین امروہی م ۱۱۷۲ ھ

حضرۃ شاہ عبد الہادی امروہی م ۱۱۹۰ ھ

حضرۃ شاہ عبد الباری امروہی م ۱۲۲۴ ھ

حضرۃ سید احمد شہید قدس سرہ م ۱۲۴۶ ھ

حضرۃ مولانا سید نصیر الدین دہلوی م ۱۲۵۶ ھ

حضرۃ شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی م ۱۲۴۶ ھ

حضرۃ میانجیو نور محمد جھنجھانوی م ۱۲۵۹ ھ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ م ۱۳۱۷ ھ

قطب الارشاد حضرۃ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ
م ۱۳۲۳ ھ

حجۃ الاسلام حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ
م ۱۲۹۷ ھ

احوال و آثار

شیخ العرب و العجم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (قدس سرہٗ)

(م ۱۳۱۷ھ)

یہ ۱۲۳۴ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید[1] دہلی سے دوآبے کے دورے پر روانہ ہوئے۔ "مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی[2] قدس سرہٗ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفۂ اعظم کو اپنا لباسِ خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔" (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۴۳)

غازی الدین نگر، مُراد نگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سردھنہ، بُڈھانہ، پھُلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور اور اُس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہُوا۔ سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسُوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا تھا۔" (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۴۴ تا ۱۴۶)

اِس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی حصُولِ برکت و سعادت کے لیے حضرت سید صاحبؒ کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیروز مندی نے اس سعید بچے کے قدم چُومے۔

---

[1] ولادتِ باسعادت ۶ صفر ۱۲۰۱ھ بمقام تکیہ رائے بریلی، شہید بالاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ از اولاد سید شاہ علم اللہ نقشبندیؒ (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

[2] حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کے فرزند و جانشین

وہ اپنے سنِ شعور کی منزلیں طے کرتا ہُوا عالمِ شباب میں آیا تو مقتدائی عُلماء و صُلحاء بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اُس کے سرِ مبارک پر سروری و سرداری کی کُلاہِ افتخار رکھی اور "شیخ العرب والعجم" بنا دیا۔ یہ طالع وارجمند اور رفیع و بالا جنبد شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مُہاجر مکی کے نام نامی سے زندۂ جاوید ہے ۔

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　　می تافت ستارۂ بلندی

حضرت حاجی صاحبؒ بچپن کے اس مُتبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ مولانا صادق الیقینؒ راوی ہیں:

" فرمایا: میں تین سال کا تھا کہ سید صاحبؒ کی آغوش میں دیا گیا اور انھوں نے مجھ کو بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا۔"[1] (شمائم امدادیہ ص۸۳ ، امداد المشتاق ص۹۲)

نام و نسب

حضرت حاجی امداد اللہ[2] صاحب بن حافظ محمد امین بن شیخ بڈھا بن حافظ شیخ بلاقی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ نسباً فارُوقی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ صفر المظفر ۱۲۳۳ھ کو بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہُوئی جو آپ کی ننھیال تھی۔ آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر ہے۔

دہلی میں تعلیم

حضرت کا سنِ مُبارک ابھی صرف سات سال کا تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا۔ تائید ربانی ابتدائے خلقت ہی سے آپ کی مُربّی تھی کہ زمانۂ صغر سنی میں بھی آپ کبھی خلافِ شرع لہو و لعب میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ سولہ سال

---

[1] حضرت حاجی صاحبؒ کے ایک پیر بھائی حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سفر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہُوئے۔ حضرت شیخ محمد تھانویؒ اپنے رسالے "الہامات الموجود" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر یاد دارد کہ عُمرم ہفت سال باشد کہ در مسجد پیروالی واقع وطنِ فقیر قصبہ تھانہ بھون ضلع سہارنپور بشرف بیعتِ جناب سید صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہٗ مشرف شد۔ اگرچہ در ایام طفلی بود۔ آثارِ توجہ بزرگان کافی است۔" (حیاتِ امداد بحوالہ الہامات الموجود)

[2] حضرت کا نام بچپن میں امداد حسین تھا۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی قدس سرہٗ (م ۱۲۶۲ھ) نے بدل کر امداد اللہ کر دیا۔ (حیاتِ امداد)

یہ بچپن کی عمر کے تخمینے میں کچھ کمی بیشی ممکن ہو ہی جاتی ہے۔

کی عمر میں آپ حضرت مولانا مملوک العلی صاحب[1] نانوتوی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں چند مختصرات فارسی اور کچھ صرف ونحو کی تعلیم بعض اساتذہ سے حاصل کی۔ نیز حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف تکمیل الایمان مولانا رحمت علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے پڑھی۔

مرشدِ مجاہد کی بیعت

ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولۂ خدا طلبی حضرت کے دل اخلاص منزل میں جوش زن ہوا۔ اور آپ نے سرحلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین[2] غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کرلی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔ (شمائم امدادیہ ص۸ ، امداد المشتاق ص۹)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحبؒ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] حضرت مولانا مملوک علیؒ ۱۲۰۴ھ / ۱۷۸۹ء میں نانوتہ (ضلع سہارنپور) میں پیدا ہوئے۔ نسباً صدیقی تھے۔ علوم وفنون عربیہ حضرت علامہ مولانا رشید الدین دہلوی تلمیذ رشید سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاصل کیے دہلی میں اپنے زمانے کے استاذ الاساتذہ تھے۔ آپ کے تلامذہ میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی اور حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ ہی کے فرزند ارجمند اور تلمیذ رشید تھے۔

حضرت مولانا مملوک علی نہایت عابد وزاہد، خوش اخلاق، منکسر مزاج اور سادہ طبیعت تھے۔ ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۶۷ھ / ۷ اکتوبر ۱۸۵۱ کو دہلی میں وفات پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندانی قبرستان مہندیاں میں حضرت شیخ عبدالعزیز محدثؒ کے بائیں جانب مدفون ہیں۔ (سیرۃ یعقوب ومملوک ص ۲۹ تا ۳۵)

[2] حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجدد وشرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدین تھانیسری ثم سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگرد عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ (م ۱۲۳۳ھ) کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) کے مرید وخلیفہ اور حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ) کی تحریک جہاد کے رکن رکین تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ کا ہاتھ پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ، حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں :

" آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اوّل بیعت میری طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلویؒ خلیفۂ حضرت شاہ محمد آفاق صاحبؒ سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ ایک جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کے ہاتھ میں دے دیا۔ خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے۔ اور ظاہری اُسی روز ہے یا ایک دو روز بعد " (امداد المشتاق ص۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انھوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دُعا دی اور طریقۂ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کتنی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوتے کچھ مفید نہ ہوا اور دُنیا سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا۔ اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے[1] میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا

---

[1] سر حلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہجرت فرمائی۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحبؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ کی میراث کے حامل تھے۔ حضرت سید صاحبؒ اور اُن کے بلند منزلت رفقاء کی بالاکوٹ میں شہادت (۱۲۴۶ھ) کے بعد آپ نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے، تو جوانمردانہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔ آپ نے سید صاحبؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں اُن کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضر رہا، کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔"

(امداد المشتاق ص ۱۵۲)

پھر استفادۂ علوم

اُوپر ذکر آچکا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحبؒ کی خدمت میں بیعت ہونے سے پیشتر کچھ علوم ظاہری حاصل کیے تھے۔ بعد ازاں الہامِ غیبی کی بنا پر اور لذتِ کلامِ نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبع جناب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ زار حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادیؒ کی خدمت میں پڑھا۔ نیز حصن حصین اور فقہ اکبر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نانوتویؒ سے پڑھیں۔ یہ دونوں بزرگ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ[1] کے ارشد تلامذہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحبؒ کی طرح وطنِ مالوف سے ہجرت کر کے کاروبارِ جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگذشتِ مجاہدین ص ۱۲۹)

سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکزِ مجاہدین ستھانہ (علاقۂ سرحد) میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

(سرگذشتِ مجاہدین ص ۱۹۶)

[1] حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایۂ ناز شاگرد اور مرید تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورہ دوآبہ میں ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو اُن کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے:

"کاندھلہ میں مفتی الٰہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مرید تھے بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہلِ علم اور شرفا بیعت میں داخل ہوئے۔" ص ۱۴۱

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قدس سرہٗ کے شاگرد تھے۔

اِستفاضۂ مثنوی

حضرت حاجی صاحبؒ نے مثنوی مولانا رُومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انھوں نے حضرت مولانا شیخ ابُوالحسن سے اور شیخ اَبُوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (خاتم دفتر ششم) سے سماعۃً و قرأۃً مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ممدُوح نے عالمِ رؤیا میں مولانا رُومؒ سے مثنوی معنوی پڑھی تھی۔ مثنوی کے دفترِ ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحبؒ نے مولانا رُومؒ کے ارشاد پر لکھا۔

تکمیلِ سُلوک کا داعیہ

الحاصل، حضرت حاجی صاحبؒ نے مطالعۂ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمالیا، جس سے خاطرِ اقدس کو ایک حرکتِ بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروشِ باطنی چہرۂ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا، چنانچہ تکمیلِ سلوک کا داعیہ رہ رہ کے تڑپانے لگا۔

حضرت میانجیو چشتیؒ کے سپُرد

حتیٰ کہ اس درمیان میں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلسِ اعلیٰ و اقدس حضرت سرورِ عالم، مُرشدِ اتم،

حضرت مفتی صاحبؒ کے دو نواسے مولانا محمد صابر صاحب اور مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جو مفتی صاحبؒ کے شاگردِ رشید اور زیرِ تربیت بھی تھے، حضرت سیّد صاحبؒ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے، مولانا محمد مصطفیٰؒ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(سفینۂ رحمانی، ص ۸۲)

حضرت مفتی صاحبؒ کے تیسرے نواسے حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ (م ۱۲۹۲ھ) سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں:

"میں نے مثنوی تین بار حضرت مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر عرض کی اور بعض مقامات کی تحقیق مولوی ابوالحسن کاندھلوی (فرزند حضرت مفتی الٰہی بخش صاحبؒ) سے کی۔" (امداد المشتاق ص ۶۳)

حضرت مولانا محمد قلندر محدثؒ (م ۱۲۹۰ھ) حضرت مفتی صاحبؒ کے شاگرد اور خلیفۂ مجاز تھے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وسلّم میں حاضر ہوں، غایت رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے۔ کہ ناگاہ میرے جدّ امجد حضرت حافظ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میانجیو صاحب چشتی قدس سرہٗ کے حوالے کر دیا، اس وقت

لہ قطب ربّانی حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ قطب وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم وجانشین تھے۔ حضرت ولایتی شہیدؒ سہارنپور میں مسجد انونبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انھیں تین بزرگوں سے انتساب بیعت واجازت حاصل تھا۔ اوّل سلسلۂ عالیہ قادریہ قیصیہ میں قطب زمانہ حضرت سیّد رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۴ھ) سے مُرید ومجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری چشتی امروہوی (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافت چشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ میں امیرالمؤمنین امام المجاہدین مجدد مأتہ سیزدہم حضرت سیّد احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے بلکہ حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا کر حضرت سیّد صاحبؒ سے بیعت کرا دیا۔ حضرت میانجیو کو سیّد صاحبؒ نے اجازت طریقہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ (سیرۃ سیّد احمد شہیدؒ ص ۱۴۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے وارفتہ ہوئے کہ اپنی مسند ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سیّد صاحبؒ کی معیت اختیار کر لی اور سفر وحضر وجہاد میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ سیّد صاحبؒ کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی ۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم   سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

انوار محمّدی میں ہے:

"حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سیّد احمد صاحب قبلہ در ولایت خراساں شربت شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز" ص ۲۰

انوار العاشقین میں ہے: "آپ نے ہمراہ حضرت سیّد احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بمقابلہ سکھاں ۱۲۴۶ھ میں ماہ ذی قعدہ کی ستائیسؔ کو درجۂ شہادت کبریٰ سے سرفرازی حاصل کی۔ رحمۃ اللہ علیہ" ص ۸۲

تک بعالمِ ظاہر میانجیو صاحبؒ سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہُوا، عجیب انتشار و حیرت میں مُبتلا ہُوا کہ یارب۔ یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپُرد فرمایا۔ اسی طرح ایک عرصہ گذر گیا۔ ایک دن حضرت استادی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحبؒ سے مُلاقات کرو، شاید مقصود دلی کو پہنچو اور اس حیص و بیص سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سُنا، متفکر ہُوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدتِ سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش و کوشش سے آستانۂ شریف پر حاضر ہُوا اور جیسے ہی دُور سے حضرت میانجیو صاحبؒ کا جمالِ باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور محوِ خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گذر گیا، اور اُفتاں و خیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نے میرے سر کو اُٹھایا اور اپنے سینۂ نور گنجینہ سے لگایا اور بکمالِ رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملۂ کرامات حضرت میانجیو صاحبؒ کی ظاہر ہُوئی اور دل کو بکمالِ استحکام مائل بخود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت میانجیو صاحبؒ کی خدمتِ بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسلِ اربعہ عموماً اور سلوک طریقۂ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی، اور خرقۂ خلافتِ تامّہ و اجازتِ خاصہ و عامہ سے مشرف ہُوئے۔ (شمائم امدادیہ ص ۷، تا ۱۰۔ امداد المشتاق۔ ص ۶ تا ۹)

اجازتِ غیبی کا انتظار

ابتدائی زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؒ لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل بلکہ انکار فرماتے تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں جب حج اوّل سے وطن کو واپس ہُوئے تو لوگوں نے بیعت کے لیے اصرار و کوشش سے کام لینا شروع کیا۔

اوّلاً حضرت حاجی صاحبؒ نے انکار فرما دیا اور کچھ اس پر اقدام نہ فرمایا کیونکہ اجازتِ غیبی اور حکمِ الٰہی کا انتظار تھا۔

حاجی صاحبؒ کے مہمان عُلماء میں

مؤلف شمائم امدادیہ کا بیان ہے:

"ایک بار حضرت حاجی صاحبؒ نے تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مع خُلفاء

راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و شفقت بے نہایت اپنے حال پر مبذول دیکھی اور نیز دیکھا کہ زوجۂ شیخ[1] فدا حسین، والدہ حافظ احمد حسین[2] (مہاجر و امین حجاج مقیم مکہ معظمہ، زادھا اللہ شرفاً و کرامۃً) حضرت کے لیے اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ، تاکہ میں امداد اللہ کے مہانوں کے واسطے کھانا پکاؤں کہ اُن کے مہمان علماء ہیں۔ یہ خواب بیعت لینے کی اجازت اور بشارت تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اُس دن سے علماء و طلباء کا ہجوم زیادہ سے زیادہ ہُوا۔ پھر دوبارہ اشارتِ غیبی اس بشارتِ غیبی کی تائید میں ہُوئی اور اربابِ معارف کی فرمائش عموماً اور آپ کے دینی و عرفانی بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی فرمائش خصوصاً اس پر مؤکد تر ہُوئی۔ چار و ناچار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اوّلاً چند آدمیوں نے جو عوام سے تھے بیعت کی۔ بعد ازاں علماء میں سے جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی، وہ جامع فضل و کمال، ممکنہ افرادِ انسانی حضرت ابی الحکیم مولانا رشید احمد گنگوہی سلمہ اللہ تھے اور حضرت کے تمام خلفاء سے کمالاتِ باطنیہ میں گوئے سبقت لے گئے۔ بعد ازاں وارثِ علومِ دینی، مستفیض بفیضانِ حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہ کشفِ اسرار و دقائقِ علومِ الٰہیہ آیۃٌ من آیات اللہ تھے، سلسلۂ بیعت میں منسلک ہُوئے۔"

(شمائم امدادیہ ص ۱۵-۱۶۔ امداد المشتاق ص ۲۴، ۲۵)

جذبۂ جہاد

یہ امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ ہی کی نسبتِ باطنی کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور ان کے شیوخ و خلفاء کرام کے سینوں میں جذبۂ جہاد موجزن رہا۔ اُوپر گزر چکا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ اپنے مرشدِ اوّل مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن والدِ ماجد کی بیماری اور وفات اور اس دوران میں پیر و مرشد کی شہادت سے ارادہ موقوف ہو گیا۔

---

[1] حضرت حاجی صاحبؒ کے حقیقی بھائی فدا حسین صاحبؒ کی اہلیہ اور حافظ احمد حسین صاحبؒ (م ۱۳۱۴ھ) کی والدہ۔

[2] امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ (م ۱۲۷۴ھ) خلیفۂ ارشد حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) حضرت حاجی صاحبؒ کے مُربی اور پیر بھائی۔

میدانِ جہاد میں

آخر جذبۂ جہاد و شوقِ شہادت رنگ لایا اور اسلافِ کرام و پیرانِ عظام کی سُنت ادا کرنے کا وقت آ گیا ــــ قدرتِ الٰہی نے ایک اور موقع فراہم کر دیا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحبؒ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں فرنگی فوج سے برسرِپیکار نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ اور دُوسرے جانثارانِ اسلام نے تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر کو دارالاسلام قرار دیکر متوازی حکومت قائم کر لی اور جہاد کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

حاجی صاحبؒ : اِمامُ المجُاہدین

"نقشِ حیات" میں ہے :

" اعلان کر دیا گیا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو امام مقرر کیا گیا اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو سپہ سالارِ افواج قرار دیا گیا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کو قاضی بنایا گیا اور مولانا محمد منیر صاحب نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانویؒ کو میمنہ اور میسرہ کا افسر قرار دیا گیا"۔ ص۴۲

فرنگی حُکام کو نکال باہر کیا

"حیاتِ امداد" میں ہے :

" چونکہ مذکورہ بالا حضرات نے جہاد کا فیصلہ کر لیا اور یہ صاحبان اپنی بزرگی، پرہیزگاری اور شخصیت کے اعتبار سے با اثر تھے، اس لیے چاروں طرف سے لوگ جہاد کے لیے آ کر تھانہ بھون میں جمع ہو گئے۔ یہ اجتماع ان ہی امیر المومنین حاجی امداد اللہ صاحب کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے تھانہ بھون اور اطراف و جوانب میں اپنی حکومت قائم کر لی اور انگریزی حاکموں کو نکال باہر کیا"۔ ص۴۳

ایک دن معلوم ہُوا کہ شاملی ضلع مظفر نگر میں جو تھانہ بھون کے قریب ہے اور سہارنپور سے تھانہ بھون کو چھوٹی لائن پر واقع ہے جو ان دنوں انگریزوں کا فوجی مرکزی مقام بھی تھا، انگریز اپنا توپ خانہ بھیج رہے ہیں۔ اس خبر سے مجاہدین کو تشویش لاحق ہُوئی اور ان کے استیصال کے لیے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو مقرر کیا گیا۔

حضرت گنگوہیؒ کا چھاپہ

"نقشِ حیات" میں ہے :

" سڑک ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی۔ جب مولانا رشید احمد صاحبؒ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی صاحبؒ نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو، جب میں حکم کروں سب کے سب ایک دم فیر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری تو سب نے یکدم فیر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی کہ خدا جانے کتنے آدمی ہوں جو یہاں چھپے ہوئے ہیں، توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہیؒ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحبؒ کے سامنے لا کر ڈال دیا۔" صـ ۴۴

معرکۂ شاملی ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء

اس فتح سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہو گئے اور انھوں نے شاملی کی طرف پیش قدمی کی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ نے ایک لشکر کے ساتھ وہاں سخت حملے کیے اور تحصیل کے دروازے کو آگ لگا دی۔ مسلمانوں نے انگریزی فوج کے چھکے چھڑا دیے۔ مجاہدین میدانِ جنگ میں غالب تھے کہ تقدیر نے پانسا پلٹ دیا۔

حافظ محمد ضامن صاحبؒ کی شہادت

"حیاتِ امداد" میں ہے :

" ناگاہ ایسا پانسا پلٹا کہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ کی ناف کے نیچے گولی لگی اور وہ شہید[1]

---

[1] امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ کو یقین تھا کہ مجھے آج شہادت کا جام پینا ہے۔ انھوں نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ بوقتِ شہادت یعنی نزع کے وقت میرے پاس رہنا۔ چنانچہ حضرت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب انگریزوں کی فوج کا پلّہ بھاری ہوا اور مجاہدین کی پسپائی ہوئی۔ کمپنی کی قوت بہت زیادہ تھی۔ انگریزوں نے شاملی کے بعد تھانہ بھون پر قبضہ کر لیا اور جو بھی ہاتھ لگا، اُس کو قتل کرا دیا اور اُن کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ خانقاہ امدادیہ جہاں بزرگوں کا اجتماع رہتا تھا اُس کو بھی آگ لگا دی گئی:" ص۴۵

وارنٹ گرفتاری

" مجاہدین کے وارنٹ جاری ہوئے۔ حاجی صاحبؒ تین دن گنگوہ، پھر انبالہ، ہنگری، پنجلاسہ میں مقیم رہے یہیں راؤ عبداللہ صاحب کے اصطبل میں آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کرامت سے پکڑے نہ گئے۔ پھر وہاں سے سندھ کو

گنگوہیؒ آپ کو گولی لگنے کے بعد قریب کی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر حافظ صاحبؒ کا سر رکھا اور اسی عالم میں یہ شہیدِ اُلفت اپنے حقیقی محبوب سے جا ملا۔ یہ ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کا واقعہ ہے۔ (حیات امداد ص۸۱)

مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری، مؤلف انوار ساطعہ (م ۱۹۰۱ء) نے قطعۂ تاریخ وفات لکھا:

شہید ہو گئے ضامن علی پاک نہاد	جواب جن کا نہ تھا کوئی نسلِ آدم میں
ہوئے شہید مگر اک تماشہ دکھلا کر	لہو لہان کیا دشمنوں کو اک دم میں
نہ چھوڑی نام کو گردن کہیں نصاریٰ کی	گو بریدہ ہے سکہ بھی اُن کا درہم میں
جو مارے تیر تو سکتے ہی جا لیا گوشہ	ہزاروں کافر بدکیش سنے جہنم میں
خدا کو پیارے ہوئے آخرش شہید ہوئے	نہ دل میں تاب ہے باقی نہ کچھ تواں ہم میں
جو پوچھا سن شہادت کہا فلک نے کہ ہائے	"ہوئے شہید وہ شاہِ جری محرم میں"

۱ ۲ ۵ ۷ ۴

مولانا بیدل نے ایک اور تاریخ بھی نکالی:

بیدل آں وقت کہ حافظ ضامن	رفت و آراست بجنت مسند
شاد رضواں شد و گفت ایں تاریخ	"حافظِ مصحف ایزد آمد"

۱ ۲ ۵ ۷ ۴

(حیات امداد ص۸۲ بحوالہ مونس مہجوران (نسخہ خطی در مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)

ہوتے ہوئے کراچی پہنچے اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ تین دن تو گھر میں چھپے رہے۔ پھر باہر نکلے لیکن حکومت کے ہاتھ نہ آئے۔ مولانا گنگوہیؒ حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری منہاران ضلع سہارنپور کے مکان سے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے جیل میں رہے۔ آخر ثبوت نہ ملنے کے باعث چھ ماہ کے بعد رہا ہوئے۔" ص۶۵

مولانا رشید احمدؒ کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا

مولانا ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ ایک حکیم صاحب جو اعلیٰحضرت (حاجی امداد اللہ صاحبؒ) کے مُرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کے ساتھ سفرِ حج میں شریک تھے۔ فرمایا جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے۔ اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ ایک دن فرمانے لگے کہ میاں کچھ سُنا، کیا مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہوگیا؟ خُدّام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں، ابھی تو کوئی خبر آئی نہیں۔ فرمایا، ہاں حکم ہوگیا، چلو۔ یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوئے حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا مغرب کے بعد اعلیٰحضرت اور میں، غالباً مولانا منظفر حسین صاحب کاندھلوی غرض تین آدمی چلے۔ شہر سے باہر نکل کر تھوڑی دُور جاکر اعلیٰحضرت گھاس کے قدرتی سبز مخملی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرماکر گردن اُوپر اُٹھائی اور فرمایا، چلو، مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا، خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے چنانچہ چند روز بعد اس کا ظہور ہوگیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک"۔ (امداد المشتاق ص ۱۷۲، ۱۷۳ تذکرۃ الرشید ص ۸۵)

باطنی تصرّفات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں:

"یہ سب باطنی تصرفات تھے، ورنہ ظاہری حیثیت سے کسی صاحب کی ان میں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی مگر قدرت کو اُن سے کام لینا تھا" (نقش حیات ص۶۱)

راؤ عبداللہ خاں صاحب کا کشف

جن دنوں حضرت حاجی صاحبؒ پنجلاسہ میں روپوش تھے۔ راؤ عبداللہ خاں صاحب (مُرید حضرت شاہ عبدالرحیم

لہ المتوفی ۱۰ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء مدینہ منورہ

صاحب ولایتی شہیدؒ) کے مہمان تھے۔ وہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ ان کا ایک کشف بیان فرماتے ہیں ؛ راوی مولانا احمد حسن کانپوری ہیں ؛

" فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان مغرب کی نماز پڑھتے تھے، اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے : امیر علی، امیر علی! میرے خاوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کرکے قفل لگا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دے کر درس کو کہہ دیا ہے۔ یہ بات حاجی میاں کو کہہ دو کہ وہ اس کا مطلب سمجھ لیں گے، مینوں (بزبان پنجابی بمعنی مجھے) کچھ خبر نہیں ہے۔ اُن کا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے، مقید کر دیا۔ بند کا خیال بھی نہیں آتا، مولوی رشید احمد صاحبؒ کو کتاب دے کر مدرس بنا دیا۔ ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں۔ فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور زبان پنجابی بولتے تھے۔"

(شمائم امدادیہ ص ۹۲)

دارالعلوم دیوبند : سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد اکابر علماء دیوبند نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اب فرنگی قوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اُس کا مقابلہ مشکل ہے تو انھوں نے زیر زمین (UNDER GROUND) کام کا فیصلہ کر لیا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قیام دارالعلوم (۱۲۸۲ھ) کے بعد حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو وہاں سیدنا حضرت حاجی امداد اللہؒ سے عرض کیا: "ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کیلئے دُعا فرمائیے"۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے دلچسپ انداز میں فرمایا :

" سُبحان اللہ آپ فرماتے ہیں، ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سربسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا، ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر۔ یہ مدرسہ انہی سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ یہ دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولت گرانقدر کو یہ سرزمین لے اُڑی۔"

(عُلمائے حق ص۸)

"فقیر اسے اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے"

۱۲۹۷ھ میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کی وفات سے دارالعلوم کو غیر معمولی نقصان پہنچا تو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنے مسترشدین کے نام ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ قدس سرہٗ کی یہ تحریر گرامی دارالاہتمام دارالعلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔ ہدایت نامہ کا متن یہ ہے:

"بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہٗ، ان کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقۂ محبت اور ارادت اور قرابت رکھتے ہیں، خواہ قرابت جسمی ہو یا نسبی۔ عرض ہے کہ مدرسۂ عربیہ دیوبند جو اس وقت میں اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے۔ فقیر کو اس سے ایک علاقۂ خاص ہے بلکہ یہ مدرسہ اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے۔ اس جہت سے سب صاحب اس مدرسہ کو اپنا ہی مدرسہ سمجھیں اور جو کچھ اعانت اس مدرسہ کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو، اس میں ہمیشہ ساعی رہیں اور نگرانی اس مدرسہ کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں، کیونکہ اس آخری زمانے میں جو مقبولیت بارگاہِ الٰہی میں کارخانۂ علم کو ہے اور امر کو نہیں اور سب صاحب اس مدرسہ کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یکدل و یک جہت ہو کر ہمت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ جل شانہٗ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں مُوجب انجام نیک ہے۔ فقط" ۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند، سید محبوب رضوی ص۱۹۲)

ایک عالم کو رنگ دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کو بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اطراف عالم سے خلق خدا انبوہ در انبوہ ان کے حلقے میں داخل ہوئی۔

"انوار العاشقین" میں ہے:

"حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پہنچے اور ارشاد طریقت اور اشاعت اسلام و تعلیم سلوک سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوتے، ایک عالم کو رنگ دیا"۔ (ص۹۳)

حرمین شریفین میں تو اُن کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا — مولانا مشتاق احمد صاحب انبٹھوی فرماتے ہیں:

"حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار ہر دیار و امصار میں ہیں۔ متأخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے کہ وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی۔ منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ مسلّم علماء اور صلحاء سے گزرے ہیں۔" (انوار العاشقین: ص ۸۹)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑوی فرماتے ہیں:

"حاجی امداد اللہ صاحب کہ بزرگے ست کامل، زندہ است۔ بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے جید از دیوبند و دہلی و سہارنپور و گنگوہ از مریدانِ حاجی صاحب ہستند و مولوی رشید احمد گنگوہیؒ نیز مرید و خلیفۂ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفاء وے ہم بسیار اند چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ و محمد یعقوب صاحبؒ۔" (مقابیس المجالس: ج ۲ ص ۴۳)

وصال

حیاتِ عزیز کے تقریباً چالیس برس مکہ معظمہ میں گذارنے کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء کو بروز بدھ صبح کی اذان کے وقت ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ جنۃ المعلیٰ مقبرۂ اہلِ مکہ میں (جہاں اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے) مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکیؒ (م ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ یکم مئی ۱۸۹۱ء) کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تصانیف

حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے چند مختصر کتابیں اور رسالے بھی تحریر فرمائے تھے جن میں سلوک و تصوف کا رنگ غالب ہے۔ یہ سب آپ کے خاص اہتمام سے طبع ہوئیں۔

(۱) مثنوی مولانا روم کا حاشیہ فارسی زبان میں

(۲) غذائے روح : اردو مثنوی ۱۲۶۴ھ

(۳) جہادِ اکبر : اردو مثنوی ۱۲۶۸ھ

(۴) دردنامۂ غمناک : " "

(۵) تحفۃ العشاق : " " ۱۲۸۱ھ

(۶) ضیاء القلوب : فارسی ۱۲۸۲ھ

(۷) ارشادِ مرشد : اردو ۱۲۹۳ھ

(۸) وحدۃ الوجود : فارسی ۱۲۹۹ھ

(۹) فیصلۂ ہفت مسئلہ : اردو ۱۳۱۲ھ

(۱۰) گلزارِ معرفت : اردو کلام

(۱۱) مکتوبات فارسی و اردو

"ضیاء القلوب" سلاسل طریقتِ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب طالبانِ سلوک کے لیے خضرِ راہ کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحبؒ نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کو خلافتِ عظمیٰ سے سرفراز کرکے اپنا جانشین نامزد فرمایا ہے اور بہت دعائیں دی ہیں نیز اپنے تمام مریدین و مسترشدین اور متوسلین و منتسبین کو تاکیداً ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اس سلوک کو اُن کی خدمتِ بابرکت میں حاصل کریں جو اس کتاب میں مندرج ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی وہ الہامی تحریر ملاحظہ ہو :

ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد سلمہٗ و مولوی محمد قاسم	جو صاحب اس فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی

سلمہ را، کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری باطنی
اند بجائے من راقم اوراق، بلکہ بدارج فوق از من
شمارند، اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ او شان بجائے
من ومن بمقام او شان شدم وصحبت او شان را
غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زماں
نایاب اند واز خدمت بابرکت ایشاں فیضیاب
بودہ باشند وطریق سلوک کہ دریں رسالہ
(ضیاء القلوب) نوشتہ شد در نظر شان تحصیل
نمائند۔ انشاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ
درعمر شان برکت دہاد واز تمامی نعماء عرفانی و
کمالات قربیت خود مشرف گرداناد، وبمراتب
عالیات رساناد، واز نور ہدایت شاں عالم
را منور گرداناد، وتا قیامت فیض او شاں
جاری داراد، وبحرمۃ النبی وآلہ الامجاد۔[1]
(ص٦)

محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو تمام کمالات علوم ظاہری
وباطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ
سے فوق سمجھیں، اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہوا
کہ میں اُن کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں، اُن
کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ اُن جیسے لوگ اس
زمانے میں نایاب ہیں اور اُن کی خدمت بابرکت
سے فیضیاب ہوتے رہیں اور سلوک کے جو طریقے
اس رسالہ (ضیاء القلوب) میں لکھے گئے ہیں،
اُن کی خدمت میں حاصل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ
بے بہرہ نہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت
دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربیت
کے کمالات سے مشرف فرمائے اور مراتب عالیہ
تک پہنچائے اور اُن کے نورِ ہدایت سے عالم کو
منور فرمائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

فیصلۂ ہفت مسئلہ (تالیف ١٣١٢ھ) کے آخر میں بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ عامۃ المسلمین اور خصوصاً اپنے متوسلین کو ارشاد فرماتے ہیں:

"اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں، خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجودِ بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض وبرکات حاصل کریں۔" ص١١

---

[1] حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ضیاء القلوب کی تالیف (١٢٨٢ھ) کے پچیس سال بعد اپنے ایک مکتوب مؤرخہ ٢ ذی الحجہ ١٣٠٧ھ میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا، ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت تحریر ہے، وہ آپ سے نہیں لکھا گیا جیسا اتفاق ہوا ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔"
(مکتوبات ہدایت ص١٨: شائع کردہ مدرسہ عربیہ نور محمدیہ جھنجھانہ شریف)

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر ممالکِ اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ دشوار شکل ہے۔ ذیل میں صرف برِصغیر پاک وہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اوّل دو خلفاءِ اعظم کے بعد اسماءِ گرامی بلحاظ حروفِ تہجی مندرج ہیں:

- قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف
- حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند
- حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فتحپوریؒ (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہیؒ) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء
- حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)۔ م ۲۸، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امروہہ
- حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور تشریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور
- حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت میاں جی منّے شاہؒ) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ راندیر (گجرات)
- حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا شاہ بدرالدین پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۳۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھلواری
- حضرت مولانا جلیل احمد صاحب
- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند
- حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ
- حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنو) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک
- حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انبہٹویؒ۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔
- حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی مہاجر مکیؒ (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)
- حضرت مولانا اشرف الحق صدیقی دہلویؒ (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ) م ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی
- حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ (سابق مرید و خلیفہ حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور منہاران ضلع سہارنپور

- حضرت مولانا سید عبدالحی چاٹگامیؒ (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ — چاٹگام
- حضرت مولانا سید عبدالرحمن صاحب کاندھلویؒ۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب امروہویؒ (تلمیذ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہیؒ) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ — امروہہ
- حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ، نیز مرید و خلیفہ ارشد حضرت قدس گنگوہیؒ) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء — رائپور۔
- حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء — میرٹھ
- حضرت مولانا عبداللہ صاحب انصاری انبھٹویؒ (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب جلال آبادیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ) م ۱۲ شوال ۱۳۴۳ھ/۱۵ مئی ۱۹۲۴ء
- حضرت مولانا عبدالواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء — دیوبند
- حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ — بمبئی
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) م ۱۳۲۲ھ — تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب دربھنگویؒ (نیز فیضیافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ)
- حضرت مولانا قادر بخش صاحب سہسرامیؒ (تلمیذ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلویؒ (تلمیذ قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۱۹۲۸ء — دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحبؒ کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) — مکہ معظمہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ابراوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ م ۳ جمادی الاولی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء — حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد افضل صاحب بخاری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۳۲ء — اکبرآباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ — اجمیر شریف
- حضرت مولانا محمد خلیل الرحمن ننڈکوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ — جنۃ البقیع۔ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب پھلوارویؒ (سابقاً مرید و خلیفہ شیخ علی حبیب پھلواروی) م ۳ صفر ۱۳۵۴ھ/ ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء — پھلواری (بہار)

- حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مرادآبادیؒ (نیز خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ و حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۴ شوال ۱۳۴۷ھ مرادآباد
- حضرت مولانا محمد عابد حسین صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ میاں جی کریم بخش رامپوریؒ) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء دیوبند
- حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سابقاً خلیفہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی) م ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ / ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء خانقاہ مونگیر (بہار)
- حضرت مولانا منشی محمد قاسم نیانگری (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ)
- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ/ ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء نانوتہ ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما
- حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ/ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء دیوبند
- حضرت مولانا نواب محی الدین احمد خان صاحب فاروقی مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت اقدس نانوتویؒ) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مرادآباد
- حضرت مولانا محی الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ) م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء گولڑہ
- حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ نیاز احمد صاحب مکیؒ۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپیہ مکہ مکرمہ میں عطا فرمائے۔
- حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب لکھنویؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ۔ کوڑہ جہان آباد لکھنؤ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد روزگار شیخ طریقت تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجالِ عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبولِ عام تھے۔ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچے۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دنیوی و نجاتِ اُخروی کی راہ پائی۔

حضرت حاجی صاحبؒ اور اُن کے خلفاء کرام کا طغرۂ امتیاز اُن کا مسلکِ حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحاد بین المسلمین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر گری نہیں مومن گری تھا۔ انھوں نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی اُلفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے اُن سے خشیتِ الٰہی اور حُبِّ نبوی کی نعمتِ بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے صوفیائے متقدمین اور علماء سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اختر نفیس الحسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

○

یہ ۱۲۳۲ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سید احمد[1] شہیدؒ دہلی سے دوآبے کے دورے پر روانہ ہوئے۔ "مرشدِ وقت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی[2] قدس سرہٗ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفۂ اعظم کو اپنا لباسِ خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔"

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ صـ ۱۲۳/۱)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سردھنہ، بڈھانہ، پھلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور، اور اُس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ "سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے"۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۳/۱ تا ۱۴۲)

---

[1] از اولاد سید شاہ علم اللہ نقشبندیؒ (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

[2] ولادت باسعادت: صفر ۱۲۰۱ھ بمقام تکیہ رائے بریلی۔ شہید بالاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی حصولِ برکت و سعادت کے لیے حضرت سید صاحبؒ کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیروزمندی نے اس سعید بچے کے قدم چومے۔ وُہ اپنے سِن شعور کی منزلیں طے کرتا ہُوا عالمِ شباب میں آیا تو مقتدائی علماء و صلحاء بن گیا۔ رحمتِ خداوندی نے اُس کے سرِ مبارک پر سروری و سرداری کی کلاہِ افتخار رکھی اور "شیخ العرب والعجم" بنا دیا۔ یہ طالع وارجمند اور رفیع و بالا بلند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے نامِ نامی سے زندۂ جاوید ہے"۔

بالائے سرش ز ہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی

حضرت حاجی صاحبؒ بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے مولانا صادق الیقینؒ راوی ہیں :

" فرمایا، میں تین سال کا تھا کہ سید صاحبؒ کی آغوش میں دیا گیا اور انہوں نے مجھ کو بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا"۔[1] (شمائم امدادیہ صـ۹۹، امداد المشتاق صـ۹۳)

ایک عجیب اتفاق

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ حضرت سید صاحبؒ کے اسی مبارک سفر کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ اور پیر و مرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ نے حضرت سید صاحبؒ سے شرفِ بیعت اُس وقت حاصل کیا جب سید صاحبؒ سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب

---

[1] قطبِ وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور میں مسجد الزنبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انہیں تین بزرگوں سے انتسابِ بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اوّل سلسلۂ عالیہ قادریہ قمیصیہ میں قطبِ زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۴ھ) سے مُرید و مجاز ہُوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری چشتی امروہویؒ (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافتِ چشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں امیرالمومنین امام المجاہدین مجدّدِ زمانہ سیزدہم حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہُوئے۔

اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہُوا۔ اس ایک سفر نے وُہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبعِ سُنّت اور ربّانی بن گئے"۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ صـ ۱۴۲/۱)

سیدصاحبؒ سہارنپور میں — سہارنپور میں حضرت سید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی "منظورۃ السُعداء" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"سہارنپور سے باہر ایک جمِ غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابونبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حُجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے، سینکڑوں آدمی اُن کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیازمندوں کو بُلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ ایسا مُرشدِ کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپکو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انہیں کے گھر دعوت رہی"۔ (سیرۃ سید احمد شہیدؒ صـ ۱۴۴/۱)

سیدصاحبؒ سے حضرت میانجیو کی بیعت و اجازت — حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ نے قاصد بھیج کر حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی کو لوہاری سے سہارنپور بُلالیا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرایا۔ اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحب کو اجازت و شجرات عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ (خلیفۂ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف "انوارِ محمدی" میں رقمطراز ہیں:

حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیر و مُرشدم تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزی آنجناب نزد میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس اسرارھم در بلدۂ سہارنپور، و در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہٗ پیر مُرشد میانجیو صاحب قبلہ را رُوبرُوی خود بیعت از سید صاحب ممدوح کنانیدند و اجازۃ و شجرات

عنایت شد ند۔ (صت ۔ مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی

"نقش حیات" میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"حضرت سید صاحب اپنے دورۂ تبلیغ میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شہیدؒ ولایتی (دادا پیر حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب مکی رحمہما اللہ تعالیٰ) سے ملاقی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے بھی بیعت حضرت سید صاحب کے ہاتھ پر کی (حالانکہ وہ خود صاحب ارشاد کامل تھے، ہزاروں آدمی ان کے مرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مجھ کو حاجت نہیں ہے مگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اسی میں دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اس لیے بیعت ہوتا ہوں ——— پھر دونوں حضرات حجرہ میں اکتسابِ فیوض روحانیہ کے لیے چلے گئے۔ جب نکلے تو حضرت سید صاحبؒ پر نسبتِ چشتیہ اور گریہ و بکا کا غلبہ تھا اور حضرت حاجی صاحبؒ پر نسبتِ نقشبندیہ سکینت اور ضحک کا غلبہ تھا۔" (حاشیہ صفحہ ۲۰/۲۶)

یہ بیعتِ طریقت تھی

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بیعت، بیعت طریقت نہیں بلکہ بیعت جہاد تھی لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں ہے۔ حضرت سید صاحب نے دوآبے کا دورہ ۱۲۳۳ھ میں ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے کیا تھا۔ سلسلۂ جہاد کی ابتداء اس دورے کے بعد رائے بریلی کے قیام کے زمانے میں ہوئی۔ یہ قیام رمضان المبارک کی چاند رات (۲۹ شعبان ۱۲۳۴ھ) سے لے کر شوال کی آخری تاریخ دوشنبہ ۱۲۳۶ھ تک یعنی دو سال سے زائد رہا۔

"رائے بریلی کا یہ قیام مجاہدہ و تربیت اور جسمانی و روحانی مشغولیت و خدمت کا خاص دور تھا۔ سید صاحبؒ بھی عام لوگوں کی طرح مشقت کے کاموں میں شریک ہوتے۔ لکڑیاں چیرتے بوجھ اٹھاتے۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ سید صاحب کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں جو کم جمع ہوتی ہیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے تھے۔ ہندوستان کے منتخب اور نامور مشائخ، مولانا محمد اسمٰعیلؒ، مولانا عبد الحئیؒ، مولانا محمد یوسف پھلتیؒ، حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ، شاہ ابوسعید مجددیؒ (خلیفۂ حضرت شاہ غلام علیؒ) ایک وقت میں جمع تھے۔"

(سیرۃ سید احمد شہید صفحہ ۱۵۱)

جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری

قیامِ رائے بریلی کے دوسرے سال یعنی ۱۲۲۵ھ میں آپ سلسلۂ جہاد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس قیام کے اہم واقعات میں سے جہاد کے لیے مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے:

"جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ اس بارے میں سید صاحبؒ سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحبؒ سے عرض کیا۔ سید صاحبؒ نے آپ کو جواب دیا کہ ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری ہے۔ اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں۔ وہ کام یعنی تحصیل علمِ سلوک اس کام کے تابع ہے .... تم ہمارے بھائیوں کو سمجھا دو کہ اب اسی کام میں دل لگائیں یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب سے مشورہ کر کے جواب دو۔"

صـ۱۹۶ - ۱۹۷

حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی کا بیان

حضرت سید صاحبؒ کے یہ ارشادات جب حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے سُنے تو انہوں نے برملا طور پر حضرت سید صاحبؒ کی تائید فرمائی۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو کچھ فرمایا اُس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وہ بیعتِ طریقت کے ساتھ ہی سید صاحبؒ کے سلسلے میں داخل ہوئے تھے۔ اس تقریر سے یہ بھی روشن ہو جاتا ہے کہ اس عارفِ ربانی کے دل و نگاہ میں حضرت سید صاحبؒ کی عظمتِ شان کس درجہ کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے:

"حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا، تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سے بیعت نہ تھی، اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا۔ چلّہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدہا میرے مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طَور تھا کہ آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا، تو اسی جگہ اُس کو حال آجاتا تھا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں

بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بعض بعض صاحب تاثیر تھے ۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحبؒ کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا ۔ اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری بُری موت ہوتی ۔ میں نے اپنے سب مُریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو ان سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے ۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے ۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں پھر سب نے دوبارہ بیعت کی ۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام چھوڑ کر سید صاحبؒ کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی ۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا، تو اُس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی ؟ سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو ۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔"

"حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مُسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے، اس لیے اُن کی تقریر سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدماتِ جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے ۔ دن رات یہی مشغلہ تھا ۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے ۔ چو رنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے ۔"

سیرۃ سید احمد شہید صفحہ ۱۹۸ (بحوالہ وقائع احمدی ص ۲۰۹ تا ۲۵۴)

ترے ساتھ جینا ترے ساتھ مرنا

حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ تو حضرت سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزیؒ اور مولانا رومؒ کے جذبۂ عشق کی یاد تازہ کر دی ۔ انہوں نے مسندِ خانقاہِ سہارنپور کو خیرباد کہا اور حضرت سید صاحب کی مستقل معیت اختیار کر لی ۔ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے ۔ ہجرت و جہاد میں بھی مردانہ وار ہمرکاب رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی ۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ "انوارِ محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سید احمد قبلہ دو جہاں مصدر البیان در ولایت خراسان شربت شہادت نوشیدند۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

ص ۳۰

"تحفۃ الابرار" میں تاریخ شہادت ۲۱ رمضان المبارک مندرج ہے۔

جدول ثانی ص ۱۸

"انوار العارفین" میں لکھا ہے:

"حاجی شاہ عبدالرحیم در بست و ہفتم ذیقعدہ سنہ یک ہزار و دو صد و چہل و شش (۱۲۴۶ھ) ہمراہ جناب سید احمد و مولوی محمد اسمٰعیل مرحوم و مغفور در جہادِ سکھاں شہید شدند۔

ص ۵۲۱

مرشدِ مجاہد کی بیعت

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانۂ تحصیل علم تھا اور ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولۂ خدا طلبی حضرت کے دلِ اخلاص منزل میں جوش زن ہوا اور آپ نے سر حلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۱، امداد المشتاق ص ۹)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحبؒ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ کا ہاتھ پکڑ کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ، حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں:

"آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اوّل بیعت میری طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلویؒ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاقؒ سے ہوئی اور باطن میں بلاواسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت

سید احمد صاحب شہیدؒ کا ہاتھ آپ کے دستِ مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دُور کھڑا ہُوں ۔ حضرت سید صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کے ہاتھ میں دے دیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے ۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے، اور ظاہری اُسی روز ہے یا ایک دو روز بعد"۔ (شمائم امدادیہ ص۲۲۳ ، امداد المشتاق ص۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں ۔ آپ حضرت سید ناصر الدینؒ تھانیسری ثم سونی پتی کی اولاد سے تھے ۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگردِ عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ (م ۱۲۳۳ھ) کے نواسے، حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) کے مُرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کی تحریکِ جہاد کے رُکن رکین اور ان کی شہادت کے بعد اُن کے جانشین اور امیر المجاہدین تھے ۔ حضرت حاجی امداد اللہ نے اپنے خواب کی تعبیر لی اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے جانشین کے ہاتھ پر بیعت ہُوئے ۔

فراہمیٔ زرِ اعانت

جس زمانہ میں حضرت سید احمد شہید صوبہ سرحد میں مصروفِ جہاد تھے ۔ حضرت مولانا نصیر الدینؒ جماعتِ مجاہدین کے لیے امدادی رقوم مہیا کرتے تھے ۔ "سرگزشتِ مجاہدینؒ" میں ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں شاہ اسحٰقؒ وعظ فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدینؒ مدرسے کے دروازے پر فراہمیٔ زرِ اعانت میں مصروف رہتے تھے ۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کرلیا ۔ (ص۱۳۰)

سید صاحب کے نقشِ قدم پر

سانحۂ بالاکوٹ (۱۲۴۶ھ) کے بعد سید صاحب کی تحریکِ جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کرکے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی رُوح پیدا ہو جائے ۔ اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روزِ اوّل سے مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنھوں نے سید صاحبؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصّوں کا دورہ کیا ۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحبؒ کی طرح

وطنِ مالوف سے ہجرت کر کے کاروبارِ جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔" (سرگزشت مجاہدین ص۱۱۹)

جانشین سید احمد شہیدؒ

مرکز دہلی میں حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کو امیر الجہاد منتخب کیا گیا۔ ان کے دستِ مبارک پر بیعت جہاد ہوئی۔ اور حق تو یہ ہے کہ مولانا سید نصیر الدینؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک بالکل بجا فرماتے ہیں کہ سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد خلقِ خدا کی ہدایت، شریعت کے احیاء اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا، خدا کی رحمت سے مولوی سید نصیر الدین کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔ (وصایا الوزیر ص۵۳ ج۱)

نواب وزیر الدولہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولوی سید نصیر الدین میں اُسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔"

(حالات مولانا سید نصیر الدین دہلوی جانشین سید احمد شہیدؒ۔ ص۱۱ مخطوطہ)

ہجرت

سرحلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے، ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہی ہجرت فرمائی۔

ستھانہ میں

پنجاب، سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین مرکز مجاہدین ستھانہ (علاقہ سرحد) پہنچ گئے جہاں سب مجاہدین نے ان کے دستِ مبارک پر بیعتِ امامت و جہاد کر لی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو اجازت نقشبندیہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والدِ ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمار داری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقۂ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والدِ ماجد کئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوئے

کچھ مفید نہ ہُوا اور دُنیا سے رحلت فرمائی ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اسی وجہ سے مَیں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرضِ جہاد افغانستان کو چلے گئے ۔ میرا ارادہ تھا کہ مَیں بھی حاضر حضور ہوں گا مگر اس اثناء میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

(امداد المشتاق صہ ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکز مجاہدین ستھانہ میں ۱۸ ر شعبان ۱۲۵۶ھ کو وفات پائی ۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً ۔ (نزہۃ الخواطر صہ)

استفادۂ علوم

مُرشدِ صادق حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دوبارہ تحصیل علم کی طرف راغب ہوئے ۔ چنانچہ انہوں نے الہامِ غیبی کی بنا پر اور لذّت کلامِ نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبع قراءۃً عاشقِ زارِ رسُول انور صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت مولانا محمد قلندر محدّث جلال آبادیؒ پر گذرانا اور حصن حصین و فقہِ اکبر قراءۃً حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نانوتویؒ سے اخذ کیا ۔ یہ دونوں بزرگ ارشد تلامذۂ عارفِ مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ کے تھے ۔ (شمائم امدادیہ صہ ۱۱)

حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدّث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایۂ ناز شاگرد اور مُرید تھے ۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورۂ دوآبہ میں ۱۷ ر ربیع الاوّل ۱۲۳۴ھ کو اُن کے دامنِ فیض سے وابستہ ہُوئے ۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۱۷ سال کی تھی ۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے :

" کاندھلہ میں مفتی الٰہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مُرید تھے ، بیعت ہُوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہل علم اور شرفاء بیعت میں داخل ہُوئے " صہ ۱۱۴

حضرت مفتی صاحب " ملہماتِ احمدیہ " میں لکھتے ہیں :

" سنہ الف و مائتین و اربع و ثلاثین در ماہ ربیع الاوّل بتاریخ ہفت دہم بملازمت آں برگزیدہ جناب الٰہی مجددِ طریقۂ رسالت پناہی فائز گردانید " (سیرۃ سید احمد شہید صہ ۱۱۴)

استفادۂ مثنوی

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے مثنوی مولانا رومؒ کا فیضان علمی و روحانی حضرت مفتی الٰہی بخش صاحبؒ کے نواسے حضرت مولانا شیخ عبدالرزاق جھنجھانویؒ سے حاصل کیا تھا۔ شمائم امدادیہ میں ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے مثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انہوں نے حضرت مولانا شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (خاتم دفتر ششم) سے سماعۃً و قراءۃً مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ممدوح نے عالم رؤیا میں مولانا رومؒ سے مثنوی معنوی پڑھی تھی۔ مثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحبؒ نے مولانا رومؒ کے ارشاد پر لکھا۔ (شمائم امدادیہ ص۱۳)

تکمیل سلوک کا داعیہ

الحاصل، حضرت حاجی صاحبؒ نے مطالعۂ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمالیا، جس سے خاطر اقدس کو ایک حرکت بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش وخروشِ باطنی چہرۂ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کے تڑپانے لگا۔

(شمائم امدادیہ ص۱۳)

حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کے سپرد

حضرت سید احمد شہیدؒ ہی کے ایک خلیفہ، حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کو جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کا مرشدِ ثانی مقدر فرمایا۔ شمائم امدادیہ میں ہے:

ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلسِ اعلیٰ واقدس حضرت سرورِ عالم، مرشدِ اتم، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واتباعہٖ وسلّم میں حاضر ہوں، غایت رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے، کہ ناگاہ میرے جدِ امجد حضرت حافظ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میانجیو صاحب چشتی قدس سرّہ کے حوالے کر دیا، اس وقت تک بعالمِ ظاہر میانجیو صاحبؒ سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپرد فرمایا، اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت

وعنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے، وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحبؒ سے ملاقات کرو۔ شاید مقصود دلی کو پہنچو اور اس حیص وبیص سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلالحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدتِ سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش وکوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے حضرت میانجیو صاحبؒ کا جمالِ باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گذر گیا، اور افتاں وخیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نے میرے سر کو اُٹھایا اور اپنے سینۂ نور گنجینہ سے لگایا اور بکمالِ رحمت وعنایت فرمایا کہ "تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق ویقین ہے"۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجیو صاحبؒ کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بجود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت میانجیو صاحبؒ کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوکِ طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی اور خرقۂ خلافتِ تامہ واجازت خاصہ وعامہ سے مشرف ہوئے۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳ تا ۱۵، امداد المشتاق۔ ص ۶ تا ۹)

حضرت میانجیوؒ نے ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک جھنجانہ ضلع مظفر نگر میں ہے

حضرت میانجیو کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید جنگ شاملی (۱۸۵۷ء) اور حضرت مولانا محمد محدث تھانوی قدس اسرارہم مشہور زمانہ ہوئے یہ تینوں قطب زمانہ امام عصر حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کی عقیدت ومحبت سے سرشار تھے۔ رابطۂ سلاسل طریقت کے لیے حضرت شیخ محمد تھانوی کی مؤلفات "انوارِ محمدی" اور "ارشاد محمدی" نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی "ضیاء القلوب" ملاحظہ فرمائی جائیں۔ القصہ مندرجات بالا سے قارئین کرام پر یہ نہایت واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بنفسِ نفیس، نیز اُن کے مرشدِ اوّل حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ مزید برآں مرشدِ ثانی حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی اور دادا پیر حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہیدؒ رحمہم اللہ تعالیٰ سب کے سب حضرت امام المسلمین امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کے حلقہ عقیدت وارادت اور سلسلۂ بیعت وارشاد سے وابستہ ہیں۔

این سلسلہ طلائے ناب است　　　این خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا مقام کیا تھا اس کا اندازہ اُن کے حسب ذیل ملفوظ سے ہوتا ہے ۔ حضرت مولانا صادق الیقینؒ صاحب راوی ہیں :

"ذکر وفات و حیات و مجددیت حضرت سید احمد صاحبؒ کا ہوا ۔ فرمایا کہ معتقدین اُن کو مجدد اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرائن و آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں ۔" (شمائم امدادیہ ص۹۹)

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی ۔ اکثر ممالک اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں ، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے ۔ ذیل میں صرف برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے ۔ اوّل دو خلفاء اعظم کے بعد اسماء گرامی بلحاظ حروف تہجی مندرج ہیں :

- قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ ۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف
- حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند
- حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فتحپوریؒ (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہیؒ) م ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء
- حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) ۔ م ۲۸، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امروہہ
- حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور تشریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور
- حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت میانجی منے شاہؒ) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ راندیر (گجرات)
- حضرت مولانا انوار اللہ خان صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا شاہ بدرالدین پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۳۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھلواری
- حضرت مولانا جلیل احمد صاحب
- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند
- حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ
- حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنو) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک

- حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انبہٹویؒ۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔
- حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی مہاجر مکیؒ (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)
- حضرت مولانا اشرف الحق صدیقی دہلویؒ (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ) م ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ/۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی
- حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور منیہاران ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا سید عبدالحی چاٹگامیؒ (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ چاٹگام
- حضرت مولانا سید عبدالرحمن صاحب کاندھلویؒ۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب امروہویؒ (تلمیذ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہیؒ) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امروہہ
- حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ، نیز مرید و خلیفہ ارشد حضرت اقدس گنگوہیؒ) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء رائپور
- حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء میرٹھ
- حضرت مولانا عبداللہ صاحب انصاری انبہٹویؒ (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب جلال آبادیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ) م ۱۲ شوال ۱۳۴۳ھ/۱۵ مئی ۱۹۲۴ء
- حضرت مولانا عبدالواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء دیوبند
- حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ بمبئی
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) م ۱۳۲۲ھ تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب دربھنگویؒ (نیز فیض یافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ)
- حضرت مولانا قادر بخش صاحب سہسرامیؒ (تلمیذ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خان صاحب دہلویؒ (تلمیذ قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۱۹۲۸ء دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحبؒ کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) مکہ معظمہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجراڑوی رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ۔ م ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء — حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد افضل صاحب بخاری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ م ۱۹۳۲ء — اکبرآباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ — اجمیر شریف
- حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن ننڈکوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ — جنۃ البقیع، مدینہ منورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب پھلواروئیؒ (سابقاً مرید خلیفہ شیخ علی حبیب پھلوارویؒ) م ۳ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء — پھلواری (بہار)
- حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مرادآبادیؒ (نیز خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ و حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۳ شوال ۱۳۴۴ھ — مرادآباد
- حضرت مولانا محمد عابد حسین صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ میاں جی کریم بخش رامپوریؒ) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء — دیوبند
- حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سابقاً خلیفہ و مرید و خلیفہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ) م ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ / ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء — خانقاہ مونگیر (بہار)
- حضرت مولانا منشی محمد قاسم نیانگری (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ)
- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء — نانوتہ ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما
- حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء — دیوبند
- حضرت مولانا نواب محی الدین احمد خاں صاحب فاروقی مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت اقدس نانوتویؒ) م ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ — مرادآباد
- حضرت مولانا محی الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ) م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء — گولڑہ
- حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ نیاز احمد صاحب مکیؒ ۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے مکہ مکرمہ میں عطا فرمائے۔
- حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب لکھنویؒ (نیز مرید خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۔ کوڑہ جہان آباد لکھنؤ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد روزگار شیخ طریقت تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجالِ عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبولِ عام تھے۔ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء عظام قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی

اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچے۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دُنیوی و نجاتِ اُخروی کی راہ پائی

حضرت حاجی صاحبؒ اور اُن کے خلفاء کرام کا طغرۂ امتیاز اُن کا مسلکِ حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحادِ بین المسلمین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر گری نہیں مومن گری تھا۔ انھوں نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی اُلفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے اُن سے خشیتِ الٰہی اور حُبِّ نبوی کی نعمتِ بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے صوفیائے متقدمین اور علمائے سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اختر نفیس حسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

مآخذ:

حالات مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جانشین حضرت سید احمد شہیدؒ۔ مؤلفہ ابو احمد علیؒ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔

نقشِ حیات : حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ : مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء

انوار العارفین : مولانا حافظ محمد حسین مرادآبادیؒ : مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۶ء

شمائم امدادیہ : محمد مرتضیٰ خاں قنوجیؒ : قومی پریس لکھنؤ ۱۳۱۴ء

سرگزشت مجاہدین : غلام رسول مہر : علمی پرنٹنگ پریس لاہور۔

سیرۃ سید احمد شہیدؒ : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی : گلزارِ عالم پریس لاہور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

انوارِ محمدی، ارشادِ محمدی : مولانا شیخ محمد محدث تھانویؒ : مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ

انوار العاشقین : مولانا مشتاق احمد انبیٹھویؒ : مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ

امداد المشتاق : حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ : فائن پریس دہلی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

تحفۃ الابرار : محمد نواب مرزا بیگ چشتی : مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۶ھ

وصایا الوزیر : نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک : مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۴ھ

نزہۃ الخواطر جلد ہفتم : مولانا حکیم سید عبدالحی ندوی : مطبوعہ حیدرآباد دکن

ضیاء القلوب : حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ : مطبع مجتبائی ۱۲۸۲ھ

ضمیمہ

خطبات حضرت شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ علیہ

جو لشکرِ اسلام میں ارشاد کئے گئے۔

رب یسر　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　وتمم بالخیر

خطبۃ الجمعۃ

الحمد للہ علی الذات عظیم الصفات سمی السمات کبیر الشان جلیل القدر رفیع الذکر مطاع الامر
جلی البرہان فخیم الاسم عزیز العلم وسیع الحلم کثیر الغفران جمیل الثناء جزیل العطاء مجیب الدعاء
عمیم الاحسان شدید العقاب الیم العذاب سریع الحساب عزیز السلطان واشہد ان لا الٰہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ فی الخلق والامر واشہد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ المبعوث الی
الاسود والاحمر المنعوت بشرح الصدر ورفع الذکر اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد
کما صلیت وسلمت علی سیدنا ابراہیم وعلی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید اما بعد فیا ایہا
الناس وحدوا اللہ فان التوحید اساس الحسنات وراس العبادات واعبدوا اللہ فان العبادۃ
دافعۃ للسیئات وناہیۃ عن المنکرات وعلیکم بالسنۃ فان السنۃ تہدی الی الطاعۃ ومن یطع
اللہ ورسولہ فقد رشد واہتدی وایاکم والبدعۃ فان البدعۃ تہدی الی المعصیۃ ومن یعص اللہ
ورسولہ فقد ضل وغوی وعلیکم بالصدق فان الصدق ینجی والکذب یہلک وعلیکم بالاحسان
فان اللہ یحب المحسنین وعلیکم بمراقبۃ اللہ فلا تکونوا من الغافلین ولا تحبوا الدنیا فتکونوا
من الخاسرین ولا تقنطوا من رحمۃ اللہ فانہ ارحم الراحمین قال اللہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن
فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اعلموا انما الحیوۃ الدنیا
لعب ولہو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم

يهيج فتراه مصفرا ثم يكون حطاما وفي الآخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان وما الحيوة
الدنيا الا متاع الغرور سابقوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السماء والارض اعدت للذين
آمنوا بالله ورسله ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم بارك الله لنا ولكم في
القرآن العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم
خطبه ثانيه الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من
شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه
وسلم اما بعد فان اصدق الحديث كتاب الله واوثق العرى كلمة التقوى وخير الملل ملة ابراهيم
عليه السلام وخير السنن سنة محمد صلى الله عليه وسلم واشرف الحديث ذكر الله واحسن القصص
هذا القرآن وخير الامور عوازمها وشر الامور محدثاتها ومن الناس من لا يأتي الصلوة الا دبرا
ومنهم من لا يذكر الله الا هجرا واعظم الخطايا اللسان الكذوب وخير الغنى غنى النفس وخير
الزاد التقوى وخير ما وقر في القلوب اليقين والارتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية
والغلول من جثاء جهنم والكنز كي من النار والشعر من مزامير ابليس والخمر جماع الاثم والنساء
حبالة الشيطان والشباب شعبة من الجنون وشر المكاسب كسب الربوا وشر المآكل مال اليتيم والسعيد
من وعظ بغيره والشقي من شقي في بطن امه وانما يصير احدكم الى موضع اربعة اذرع وملاك الامر
خواتمه وسباب المؤمن فسوق وقتاله كفر واكل لحمه من معصية الله وحرمة ماله كحرمة دمه ومن
يتأل على الله يكذبه ومن يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يستعفف يعفه الله
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارحم امتي بامتي ابوبكر واشدهم في امر الله عمر واحياهم عثمان و
اقضاهم علي وسيدا شباب اهل الجنة الحسن والحسين وسيدة نساء اهل الجنة فاطمة وسيد الشهداء حمزة

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اما بعد
فيا ايها الناس اتقوا ربكم الذي يتوفيكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل
مسمى ثم اليه مرجعكم ثم ينبئكم بما كنتم تعملون ومن ينجيكم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعا وخفية لئن
انجانا من هذه لنكونن من الشاكرين الله ينجيكم منها ومن كل كرب ثم انتم تشركون وهو الذي خلق
السموات والارض بالحق ويوم يقول كن فيكون قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور عالم الغيب والشهادة
وهو الحكيم الخبير اعوذ بالله من الشيطان الرجيم قل لمن ما في السموات والارض قل لله كتب على نفسه
الرحمة ليجمعنكم الى يوم القيمة لا ريب فيه الذين خسروا انفسهم فهم لا يؤمنون وله ما سكن في الليل والنهار
وهو السميع العليم قل اغير الله اتخذ وليا فاطر السموات والارض وهو يطعم ولا يطعم قل اني امرت ان اكون
اول من اسلم ولا تكونن من المشركين قل اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم من يصرف عنه يومئذ
فقد رحمه وذلك الفوز المبين وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسسك بخير فهو
على كل شيء قدير وهو القاهر فوق عباده وهو الحكيم الخبير قل اي شيء اكبر شهادة قل الله شهيد بيني وبينكم
واوحي الي هذا القران لانذركم به ومن بلغ ائنكم لتشهدون ان مع الله آلهة اخرى لا اشهد قل انما
هو اله واحد وانني بريء مما تشركون ثانيه الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في
الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا واشهد ان لا اله الا الله الذي تسبح له السموات السبع
والارض ومن فيهن وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا واشهد
ان محمدا عبده ورسوله الذي قيل له عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا اللهم صل على محمد وعلى ال محمد
وبارك وسلم اما بعد فيا عباد الله لا تدع مع الله الها آخر فتقعد مذموما مخذولا لو كان معه آلهة
كما يقولون اذا لابتغوا الى ذي العرش سبيلا سبحانه وتعالى عما يقولون علوا كبيرا اعوذ بالله من
الشيطان الرجيم قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا اولئك الذين

اللهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة لا تغادر ذنبا۔ خير القرون قرني ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم۔ الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا من بعدي فمن احبهم فبحبي احبهم
ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم۔ السلطان ظل الله من اكرمه اكرمه الله اهانه اهانه الله۔ اللهم
ايد الاسلام والمسلمين بنصرة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه وزين وجوه المجاهدين
بقهر اعدائه۔ اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد۔ اللهم اغفر لجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين۔ عباد الله رحمكم الله ان الله يامر
بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون
اذكروا الله العلي العظيم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واجل واكبر   ايضا خطبه ثاني

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون
هو الذي خلقكم من طين ثم قضى اجلا واجل مسمى عنده ثم انتم تمترون وهو الله في السموات
في الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ويعلم ما في البر
والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين
بديع السموات والارض انى يكون له ولد ولم تكن له صاحبة وخلق كل شيء وهو بكل شيء عليم ذلكم
الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شيء فاعبدوه وهو على كل شيء وكيل لا تدركه الابصار وهو يدرك
الابصار وهو اللطيف الخبير واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له فالق الحب والنوى يخرج
الحي من الميت ومخرج الميت من الحي ذلكم الله فانى تؤفكون واشهد ان محمدا عبده ورسوله
الذي امره ربه ان يقول اني وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين

اللهم صل

يدعون يبتغون الی ربهم الوسيلة ايهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه ان عذاب ربك
كان محذورا واعلموا انه من يطع الرسول فقد اطاع الله اللهم صل على محمد النبي الامي وازواجه
امهات المؤمنين وذريته وآل بيته وصاحبه في الغار ابي بكر الصديق والاشد على الكفار عمر
الفاروق والقانت آناء الليل آناء النهار عثمان ذي النورين والهادي لكل قوم الى الله الملك
الجبار علي المرتضى والامامين الشهيدين الحسن والحسين وسيدة النساء فاطمة الزهراء وسائر
الصحابة الذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك
رؤف رحيم اللهم ايد الاسلام والمسلمين بنصرة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه وزين وجوه المجاهدين بقهر
اعدائه اللهم ارحمنا واغفر آثامنا واشف سقامنا وقلب ايامنا وايدنا ودمر اعداءنا وانصر
من نصر دين محمد واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد ولا تجعلنا منهم واغفر لنا ولجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات انك مجيب الدعوات برحمتك يا ارحم
الراحمين ولذكر الله اعلى واولى واجل واكبر   خطبة سيوم   بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي له ما في السموات وما في الارض وله الحمد في الاولى والآخرة وهو الحكيم الخبير يعلم
ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو الرحيم الغفور واشهد ان لا اله
الا الله الحي القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض من ذا الذي يشفع
عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات
والارض ولا يؤده حفظهما وهو العلي العظيم واشهد ان محمدا عبده ورسوله النبي الامي الذي يجدونه
مكتوبا عندهم في التورية والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم

الخبائث

الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم
وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اما بعد فيا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون
الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم
فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم
اليه ترجعون هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ثم استوى الى السماء فسوهن سبع سموات
وهو بكل شيء عليم اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وقال ربكم ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون
عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين الله الذي جعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهار مبصرا ان الله
لذو فضل على الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون ذلكم الله ربكم خالق كل شيء لا اله الا هو فانى تؤفكون
كذلك يؤفك الذين كانوا بايات الله يجحدون الله الذي جعل لكم الارض قرارا والسماء
بناء وصوركم فاحسن صوركم ورزقكم من الطيبات ذلكم الله ربكم فتبارك الله رب العلمين هو الحي
لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العلمين قل اني نهيت ان اعبد الذين تدعون
من دون الله لما جاءني البينات من ربي وامرت ان اسلم لرب العلمين هو الذي خلقكم من
تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلا ثم لتبلغوا اشدكم ثم لتكونوا شيوخا ومنكم من
يتوفى من قبل ولتبلغوا اجلا مسمى ولعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت فاذا قضى امرا فانما
يقول له كن فيكون ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب
تا لیه الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة رسلا اولي اجنحة مثنى وثلث وربع يزيد
في الخلق ما يشاء ان الله على كل شيء قدير ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له
من بعده وهو العزيز الحكيم واشهد ان لا اله الا الله الذي يمسك السموات والارض ان تزولا

ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده انه کان حلیماً غفوراً واشهد ان محمداً عبده ورسوله
النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلماته اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم اما بعد فیا ایها
الناس اذکروا نعمة الله علیکم هل من خالق غیر الله یرزقکم من السماء والارض لا اله الا هو فانی تؤفکون
واعلموا ان الله قد امرکم بامر قد بدء فیه بنفسه وثنی بملائکة قدسه فقال عز من قائل ان الله وملائکته
یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً اللهم صل وسلم علی محمد النبی الامی وازواجه
امهات المؤمنین وذریته واهل بیته وعلی خلیفته ابی بکر الصدیق وامیر المؤمنین عمر الفاروق
وامیر المؤمنین عثمان ذی النورین وامیر المؤمنین علی المرتضی والامامین الشهیدین الحسن والحسین
وسیدة النساء فاطمة الزهراء وعلی سائر الصحابة الذین آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور
الذی انزل معه اولئک هم المفلحون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل
فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللهم اشف اسقامنا واکف آثامنا واقلب اتابینا وایّد امامنا
ودمّر اعدائنا اللهم ایّد الاسلام والمسلمین بنصرة قدوة المهاجرین وعظیم المجاهدین امام الزمان
خلیفة الرحمن الامام الامجد امیر المؤمنین السید احمد متع الله المسلمین بطول بقائه وزین وجوه
المجاهدین بقهر اعدائه اللهم انصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد واغفر لنا ولجمیع المؤمنین
والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات انک مجیب الدعوات برحمتک یا ارحم
الراحمین وصلی الله علی محمد وآله اجمعین

خطبہ چہارم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین واشهد ان لا اله الا الله عالم الغیب والشهادة
هو الرحمن الرحیم واشهد ان محمداً عبده ورسوله الرؤف الرحیم اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید اما بعد فیا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة
وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان

کان علیکم

كان عليكم رقيباً هو الذي خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلاً ثم لتبلغوا اشدكم
ثم لتكونوا شيوخاً ومنكم من يتوفى من قبل ولتبلغوا اجلاً مسمى ولعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت
فاذا قضى امراً فانما يقول له كن فيكون وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان
ربك قديراً اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة
في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً
ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين ثم انكم بعد ذلك لميتون ثم انكم يوم القيمة تبعثون
يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون

خطبہ تجسیم الاحسان

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله العزيز الحكيم الملك الديان الذي يحكم بالعدل والفضل والاحسان
اصطفى من عباده الاولياء ليهلك بهم عباد الطاغوت واولياء الشيطان واذل جموع المستكبرين
بجنود المستضعفين من المؤمنين بعز القهر والسلطان وقطع دابرهم ودمرهم وشرد بهم ولهم
وآخرهم فله الحمد والامتنان واشهد ان لا اله الا الله المعطي المانع المذل المعز الخافض الرافع
واشهد ان محمداً عبده ورسوله المبعوث بالنور اللامع والكتاب الساطع والسيف القاطع صلى الله عليه
وعلى آله واصحابه الصادقين في محبة الله ببائعة الاموال والنفوس آناً مرين لكلمة الله بقارعة
الاسنة والسيوف اما بعد فيا امة محمد ان ربكم قد امركم بامره فيه بسيد المرسلين وثنى
بسائر المسلمين فقال عز من قائل فقاتل في سبيل الله لا تكلف الا نفسك وحرض المؤمنين
الا وانه الجهاد في سبيل الله بالنفس والمال لانه افضل الافعال وخير الاعمال وانه ذروة سنام
الاسلام ومن اوكد سنن سيد الانام ما زال نبيكم مشغولاً به ببذل النفس والمال ومشغولاً فيه بتجهيز
الكتائب من الابطال وامورا بنياد ل بالاسنة والصوارم وتضرب بها الرقاب والجماجم حتى
سمي في الكتب السابقة نبي الملاحم ولم يكن صنيعة الا الجهاد في سبيل الله منذ هاجر من مولده الى

ن قبضه الله قائماً من بعيد نفسه في أمته وتدعي الإسلام للملة وتبغي الاعتصام بسنته عليك
بالاقتحام في معارك القتال ترى أباك وإن تؤثر النفس والمال على أمر ربك الكبير المتعال ترى من
لك فنبك ذو المآثر والمعالي ألا وإن هذا هو أشد الامتحان ترى الامتحان من سنة الله فيمن يدعي
الإيمان وللتحسين إن ركب يدعي المؤمنين على ما يدعون أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا
آمنا وهم لا يفتنون ترى أباك وإن تزل قدمك في هذا الامتحان فتخلع عن رقبتك ربقة الإيمان
وترجع خائباً خاسراً وتكتب عند الله كاذباً والكاذب بعيد طريد وملعون في الكتاب المجيد والتخلف
عن هذا الأمر العظيم فإن المتخلف موعود بالعذاب الأليم قال ربنا حاكماً حكياً إلا تنفروا يعذبكم
عذاباً أليماً أين الصديقون هذا زمان ظهور صدق الإخلاص واليقين وأين المحبون هذا أوان
تصديق الشهادة والأين المؤمنون أن يملكوا مقعد الصدق في جوار الله الكبير المتعال من غير أن
يبتلى الأحباب ويهراق الدماء ودون سرادقات العز والجلال كلا والله إن مولاكم حقيق بأن
يرغم له الأنف وتبلغ له الرؤوس وتنفى له الجوارح وتتلف له النفوس وأين العلماء قد حان
أن تفعلوا ما كنتم تقولون كبر مقتاً عند الله أن تقولوا ما لا تفعلون وقوموا إلى الجهاد في الله جميعاً
أيها المؤمنون لعلكم تفلحون وتربصوا وترصدوا أيها المتخلفون المنافقون قال الله تبارك
وتعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا
تبديلاً ليجزي الله الصادقين بصدقهم ويعذب المنافقين إن شاء أو يتوب عليهم إن الله كان
غفوراً رحيماً ورد الله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيراً وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله
قوياً عزيزاً بارك الله لنا ولكم بالقرآن العظيم ونفعنا وإياكم بالآيات والذكر الحكيم إنه تعالى جواد
كريم ملك بر رؤوف رحيم   رادفه الحمد لله الذي أوقد مصابيح الرسالة بقدرته وزينها
بنور بدر الإمامة بحكمته خلق الأجياد شموساً ساطعة أشرقت بها الأكوان وجعل أوصياءه

جهاز آباد بازنه

بدورًا بازغةً استنارت بها الازمان ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له اللطيف
الخبير ونشهد ان محمدًا عبده ورسوله السراج المنير صلى الله عليه وعلى آله واصحابه الصغير
منهم والكبير اما بعد فاعلموا ان ربنا تبارك وتعالى بمنه وكرمه بعث النبيين مبشرين ومنذرين
وامرهم بتبليغ الرسالة وتعليم الهداية وايدهم بالروح الامين فجددوا واجتهدوا واوعدوا
ووعظوا وذكروا ونهوا وامروا وجاهدوا وقاتلوا وقوموا الصراط المستقيم حتى ابلغ بهم حجته
واوضح بهم محجته واتم بهم نعمته وعمم بهم رحمته فيا لهم من الفضل المبين والفخر العظيم ثم لما
دعاهم الى الرفيق الاعلى واظلم على الناس طريق الايمان والتقى نصب لعباده ائمة الهدى
وما ترك الناس سدى فالحمد لله رب العلمين فاحسنوا خلافتهم واشاعوا هدايتهم واقتفوا
على آثارهم واقتبسوا بانوارهم وساروا بسيرتهم وتشبهوا بسريرتهم وسالوا امتهم وحفظوا ملتهم
واوضحوا سنتهم فستروا بالهادين المهديين فجدد بهم الدين وميز بهم الغث من السمين ونفى بهم تحريف
الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين ونجى بهم عباده من البدعات واخرجهم من الظلمات فقد
وهم من حجج الله على العالمين وتسبيح الله في الارضين ففرض على عباده الايمان بالمبعوثين
الا ذعان بالمنصوبين فلما امرهم بالطاعة وذكر لهم الاطاعة بدء بذكر مولاهم وثنى بالنبي وهداهم
وثلث بالمنصوبين منهم فقال عز من قائل اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم وقال واذا
جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين
يستنبطونه منهم فيا من يبتغي سواء السبيل الى رب العلمين ويطلب اوضح الدليل في هذا الدين عليك
بالطاعة لامامك والاستقامة عليها في تقلب ايامك واياك ان تعصي الامام فان عصيان الامام
اقبح الآثام واعلموا ان الله قد امركم بامر بدء فيه بنفسه وثنى بملائكة قدسه فقال عز من قائل ان الله
وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل وسلم على محمد النبي الامي و

وعلى ازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد
مجيد وصل وسلم على جميع اخوانه من الانبياء والمرسلين وعلى جميع اتباعه من الصديقين والشهداء
والصالحين وسائر المؤمنين الى يوم الدين خصوصاً على اولهم وافضلهم امير المؤمنين ابي بكر الصديق
وثانيهم امير المؤمنين عمر الفاروق وثالثهم امير المؤمنين عثمان ذي النورين ورابعهم امير المؤمنين
علي المرتضى وعلى الامامين الشهيدين ابي محمد الحسن وابي عبد الله الحسين وعلى سيدة النساء فاطمة الزهراء
وعلى سائر الائمة الاطهار والاعلام الاخيار خصوصاً على امام الزمان خليفة الرحمن قدوة المهاجرين
عظيم المجاهدين السيد الامجد امير المؤمنين السيد احمد اعز الله الاسلام والمسلمين بنصرة احبائه و
زين وجوه المجاهدين بقهر اعدائه اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد عباد الله
تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ان الله يأمر بالعدل والاحسان و
ايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله العلي العظيم يذكركم
وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واجل واعظم واهم واكبر

رسالہ اشغال کا خطی نسخہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین اما بعد پس این رساله
اشغال مشتمل است بر سه باب و هر سه باب مشتمل است بر دو فصل باب اول در ذکر اشغال
طریقه قادریه فصل اول در اذکار طریق ذکر یک ضربی آنست که دو زانو بطریق نماز نشسته
اسم ذات را از وسط سینه برآورده پیش روی خود ضرب کند و چنان تخیل نماید که همراه این اسم
نوری از وی هم برآمده بعد ازان نور را در خیال خود ممتد نماید و چنان تخیل کند که نور مذکور پیش او در
گردیده شکل چادر نورانی تمام بدن او را فرا گرفته باز ازان صورت خیالی هم سکوت کرده چنان
تخیل کند که چادر نورانی مذکور در تمام بدنش فرو رفته و از هم آمده در وسط سینه مجتمع شده شکل
گره گردیده باز اسم مذکور بطریق مسطور بگوید و در اثنای این ذکر لحاظ خود را بذات بحت متوجه نماید
و چند روز مزاولت همین ذکر کند و طریق دو ضربی آنست که دو زانو بطور نماز نشسته اسم ذات
بطریق مسطور ضرب کند و متصل آن از خیال بجانب شانه راست متوجه شده بر قلب ضرب کند
و چنان خیال نماید که نور در درون قلب فرو رفته اندرون تمام بدن ساری گردیده و طریق ذکر
سه ضربی آنست که چهار زانو نشسته ضرب اول و دوم بطریق مذکور و سیوم در قلب نماید و طریق
ذکر چهار ضربی آنست که چهار زانو نشسته یک ضرب بجانب راست و دیگر بجانب چپ و سیوم در قلب
و چهارم پیش رو فصل ثانی در مراقبات مراقبه وحدانیت آنست که چنان تصور کند که ذات
الٰهی در هر مکان و هر زمان موجود است بمعنی که در هر چیز سرایت کرده است بلکه بمعنی که قیوم
هر چیز است مراقبه صمدیت آنست که انعامات الٰهیه را اجمالاً و تفصیلاً ملاحظه کند و صفت جود
او را تصور نماید یعنی نعم بیشمار عطا میفرماید و حال آنکه وصول هیچ منفعت و مضرت از طرف مخلوقات
در بارگاه او تعالی شانه ممتنع است و صفت عموم فیض او را ملحوظ دارد یعنی انعام او بهر کس میرسد

در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
را بکمال قوت و علو همت باید گرفت و آنچه مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم از قسم رسوم اختراع
نموده اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنای عمارات بر آن و اسراف در مجالس اعراس و تعزیه سازی
و امثال ذلک هرگز پیرامون آن نباید گردید حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد و اول خود ترک باید کرد و بعد
از آن هر مسلمانی را دعوت بسوی آن باید کرد چنانچه اتباع شریعت فرض است همچنین امر بالمعروف و نهی
عن المنکر نیز فرض است الحمد لله والمنة که کریم برحق و رحیم مطلق بکرم عمیم این عاجز خاکسار و ذره بمقدار
یعنی سید احمد را بدرجه اعلی از درجات توحید فایز گردانید و بمرتبه قصوی از مراتب اتباع سنت رسانید
و بمعاملات رحمت ریز و مکالمات محبت انگیز نواختند و بهدایت طالبین و ارشاد سالکین مامور
ساختند پس بجا آوردن بیعت طریقت بر دست این بنده درگاه رب العزت درمان بیماران اشتیاق
و هجران است و کوی رشد گمگشتگان بادیه طلب و جویان لب لبای و انسب بحق اصحاب طلب همین است
که این اکسیر اعظم و تریاق مجرب را از دست ندهند و در راهیکه این فقیر دعوت مینماید قدم همت
بنهند اگر بنابر بعد مسافت ادای این بیعت نتوانند پس بر دست خلفای این فقیر بیعت بجا آرند
تا در عنایات خاصه ربانیه که بحال اتباع فقیر متوجه است شریک شوند اما بیعت امامت پس بیانش
آنکه قتل و قتال و جنگ و جدال که با اهل کفر و ضلال واقع میشود اگر محض بنابر تحصیل مال و عزت و ریاست
و حکومت باشد عند الله اصلا اعتباری نمیدارد و اگر بنابر نصرت دین و اعلای کلمة الله رب العالمین و ترویج
سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جهاد میگویند و آن افضل
عبادات و اکمل طاعات است که هیچیک از عبادات در باب ترفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آن
نمیتوانند شد چنانچه کریمه فضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منه و مغفرة و رحمة بر آن
دلالت میدارد پس آنرا بر وجهی ادا باید کرد که موافق قانون شرع شریف باشد تا در تحصیل وسیله نجات

و در دنیا ثمرها است

در دنیا ثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید آسمانی گردد و از اعظم شروط جهاد
نصب امام است چنانچه کریمه اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و کریمه و لو ردوه الی الرسول
و الی اولی الامر منهم و حدیث من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة و حدیث صلوا خمسکم و صوموا
شهرکم و اطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم و حدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات
و احادیث بسیار بران دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکد است الحمد لله و المنة که مالک الملک علی الاطلاق
و ملک بالاستحقاق این زاویه نشین فقر و خاک نشین عجز را اولا باشارات غیبی و الهامات لاریبی بلیاقت
خلافت مبشر گردانیده و ثانیا بتالیف قلوب جمعی کثیر از اهل اسلام و جمی غفیر از خواص و عوام باین
منصب امامت مشرف ساخت چنانچه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانی روز پنجشنبه سنه ۱۲۴۲ یکهزار و دو صد
و چهل و دو هجری قدسی جماعه از سادات کرام و علمای اسلام و مشائخ عظام و صاحبزادگان ذوی
الاحتشام و خوانین عالیمقام مع جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بدست این جانب بیعت
امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و امامت و ریاست این جانب مسلم داشته ربقه اطاعت در
گردن انداختند و از آن روز تا حال بیعت مذکوره بر دست این فقیر جاری است و در میان جماهیر اهل اسلام
ساری پس مومنین غائبین را هم لازم که بیعت مذکوره بر دست نائبان این جانب بجا آرند و آن را از
جنس ادای واجب شرعی شمارند تا از معصیت ترک نصب امام رهائی یابند و باقامت سنت
متواتره ثواب بینند آری بسکه جناب هدایت ماب کمالات اکتساب کتاب انتساب تابع احکام
رب العلمین تابع سنت سید المرسلین   مستظهری   که از اعزه دوستان این ضعیف
و اعظم رفیقان این نحیف اند لیاقت نیابت این فقیر در اخذ بیعت طریقت و امامت میدارند
بنابراین ایشان را نائب مناب خود قرار داده بنابر ترغیب مومنین غائبین باقطار بعیده فرستاده شد
لازم که هر که از مومنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشته باشد بر دست ایشان بیعت نماید

تمثیلی باشد یا فاسق آن ان باشد یا حیوان حجر باشد یا شجر ملکی باشد یا ملکی شیطان باشد یا جن
طریق شغل دوره آنست که چنان تصور کند که روح او مجتمع شده در مکان ناف مثل کره گردیده
بعد ازان لفظ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ را چنان تصور کند که لفظ اللہ بالای آن روح ست و سمیع زیر
آن باز بقوت خیال این هر دو اسم با سه روح مذکور از مقام ناف کشیده تا لطیفه سر بیارد
و آنجا بجای لفظ سمیع لفظ بصیر نهد و از لطیفه سر کشیده تا بلطیفه اخفی رساند و در آن مقام
لفظ قدیر را بجای لفظ بصیر نهاده از آنجا کشیده تا بآسمان چهارم رساند و آنجا بجای لفظ
قدیر لفظ علیم نهاده و از آنجا کشیده تا بعرش رساند و در آن مقام روح را دور و سیر دهد
بعد ازان بهمون لفظ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ تا به آسمان چهارم فرود آرد و از آنجا همراه لفظ اللہ قدیر
تا بلطیفه اخفی هر دو آرد و از آنجا همراه لفظ اللہ بصیر تا بلطیفه سر فرود آرد و از آنجا همراه
لفظ اللہ سمیع بلطیفه نفس فرود آرد این یک دوره شد بعد ازان بار بار همین شغل دوره بعمل
آرد تا آثار آن مترتب شود یعنی نورانیت روح و ملاقات با ارواح انبیا و اولیا و ملائکه و
سیر جنت و نار و امثال آن بدست آید طریق شغل نفی آنست که همه موجودات ممکنات را
نفی کند اول نفی بدن خود باین طریق نماید که چنانکه نقش را بدست محو کند همچنین بقوت خیالیه بمحو
بدن خود متوجه سازد اگر دفعة نفی تمام بدن بدست آید فبها و الا اجزای بدن خود را بتفریق
نفی کند و چون نفی بدن خود حاصل شد نفی تمام عالم حاصل کند تا اینکه بجای جمیع ممکنات
یک خلو متخیل شود و در ان خلو نوری نمایان گردد و آن نور را چنین وسعت گیرد که بجای تمام عالم
قایم شود بعد ازان آن نور را هم نفی کند تا نوری دیگر نمایان شود و همچنین برود تا که تمام حجب
نورانی برانداخته شود و همراه همین شغل شغل یادداشت پیش گیرد یعنی خیال خود را در هر حال بجناب
حضرت احدیت متوجه سازد و دایما بر ان توجه نماید طریق شغل نفی زمانی آنست که خیال خود را

که آن نفی تمام عالم بگیرد و بآن اثر ادراک متمیز و آورا هم نفی کند و هر چیز که بروی منکشف شود
اورا هم نفی کند تا آنکه حالت ربودگی و غفلت مثل حالت نوم برو عارض شود بعد ازان سالک
بکرم عمیم حضرت حق بمقام مشاهده فائز میشود و در مراتب سلوک متعارف تا بمقام منتهی میشود باب دوم
در ذکر اشغال طریقه چشتیه فصل اول در اذکار آرّه باید که دو زانو بطور نماز نشسته اسم ذات
را دو بار بگوید باین وضع الله الله چون بار اول بشدت و جهر بگوید چنان تخیل کند که نوری از
وسط سینه برآورده تا لب سینه و چون بار دوم بهمان شدت و جهر بگوید و چنان تصور کند که
همراه لفظ مذکور نور مسطور از دهن برآمده بقدر یکدست بالای سر رسیده باز بار دوم همین اسم
مکرر را بطریق مذکور بگوید و چنان تخیل کند که نور ثانی همراه نور اول ملحق گردید باز همچنین مزاولت
نماید تا آنکه چنان در خیال او مستقر گردد که نور مسطور تو بتو شده مثل ستونی نورانی گردانیده
تمام بدن ذاکر درو مضمحل گردیده بعد ازان ذکر لفظ الا الله بشدت و جهر شروع کند و چنان
تخیل نماید که نوری از وسط سینه همراه این لفظ برآمده زیر قدم بفاصله یکدست در زیر زمین
رفته و بر همین ذکر چندان مداومت نماید که آن نور مذکور از زیر بالا رفته با نور ذکر اول ممزوج گردد
بعد ازان ذکر لفظ الله مدون بشدت و جهر مثل که یکبکی بگوید و چنان تصور کند که این اسم مبارک
مثل جاروب بهمان ستون نورانی میگردد و بسبب گردش آن ستون مذکور درخشان گردد و طریق
نفی و اثبات آنست که لا اله الا الله بخیال خود کشیده محیط زمین و آسمان سازد و بر جهتیکه لفظ
لا اله نفی خود و نفی تمام عالم ملاحظه کند و لفظ الا الله بجانب فوق بالای عرش مجید ضرب کند همین
شغل را بار بار بعمل آرد تا آنکه نوری بنهایت وسیع از بالای عرش فرود آید و تمام عالم حتی که
جسم خود سالک و ذاکر دران نور گم گردد فصل دوم در مراقبات باید دانست که مراقبات
این طریقه هم همان ست که در باب اول مذکور شد پس مراقبات مذکوره ابتدای از شغل نفی ست

و انتهای آن بمشاهده مشغول باید گردید و طریق شغل دوره چشتیه آنست که ذکر یا حی یا قیوم بطریقی
نماید که کلمه یا حی را بخیال از وسط تا لب آرد و روح خود را همراه آن سازد و باز لفظ یا قیوم را از لب آن
بوجهی برآرد که بمصادمت این اسم روح خارج شود پس روح را بقوت همین هر دو اسم تا بعرش مجید رساند
و در آن مقام قدری توقف نموده سیر دور نماید تا امور غیبیه مثل ارواح ملائکه و جنت و نار و مثل آن
منکشف گردد و بعد از آن وقتی که خواهد که این ذکر تمام کند بلفظ یا حی او را بدماغ انتقال کند و بلفظ یا قیوم
بمقام خود در آید و برای کشف قبور ذکر سبوح قدوس رب الملائکة والروح باین وجه باید کرد که سبوح
را از ناف تا بدماغ باید رسانید و لفظ قدوس را از آنجا بعرش مجید و لفظ رب الملائکة والروح از
عرش تا بقلب آورده و تا به در فوقانی آن داخل کرده و در تحتانی آن خارج نموده بقبر متوجه سازد ان شاء
الله تعالی بعد از مزاولت این شغل کشف قبور حاصل خواهد گردید باب ثالث در ذکر اشغال طریقه
نقشبندیه فصل اول در اذکار مقامات لطائف ششگانه این است که لطیفه قلب زیر پستان
چپ و روح زیر پستان راست و سر میان هر دو و نفس در مقام ناف و خفی در پیشانی و
اخفی بمقام کام پس لطایف ششگانه را بذکر خیالی ذاکر باید کرد و در ابتدا علیحده علیحده هر
لطیفه را ذاکر باید نمود و در انتها بجمیع ششگانه دفعة ذاکر باید کرد و بعد از آن نفی و اثبات بحبس نفس
باین طریق باید کرد که دو زانو روی بقبله نشسته دم خود را بند کرده و زبان را بکام چسپانیده و لفظ
لا را از لطیفه نفس کشیده بر لطیفه سر و اخفی گذار کرده تا بخفی رساند و اله را از خفی بلطیفه
روح رسانیده الا الله را در لطیفه قلب ضرب کند و این ذکر را بوجهی ادا کند که هیچ اثر آن بر
اعضای ظاهره نمایان نگردد بلکه محض خیال باشد بعد از آن سلطان الذکر بعمل آرد یعنی چنانکه
ذاکر از مقامات لطائف متعدد گردیده همچنین در تمامی رگ و پی و هر بن موی از سر تا قدم ذکر سرایت
کند فصل ثانی در ذکر مراقبات بهمان ترتیب که در باب اول مذکور شد بجا آرد و اگر خواهد که کدام

واقعہ از وقائع این بندہ منکشف گردد پس احسن واعلیٰ آنست کہ در پاس سیوم از شب بیدار شدہ
بکمال آداب ومستحبات وحضور قلب طہارت بجا آرد و دوگانہ بہ منوال کہ تکفیر سیئات بعد از طہارت
متعین فرمودہ اند بکمال خلوص والتجا بخواند بعد آن صلوٰۃ التسبیح بکمال آداب ورعایت سنن
ومستحبات وبکمال حضور قلب بملاحظہ خشوع وخضوع بوجہی ادا نماید کہ در تہ دل او طلب مغفرت از
درگاہ رب العزت بکمال التجا والحاح مکنون باشد بعد ازان بکمال حضور قلب از جمیع معاصی توبہ نماید
ودر آداب التجا والحاح بنہایت وبکمال رساند بعد ازان بشغلی از اشغال مذکورہ مشغول شود
ودر اثنای آن شغل بعالم غیب بحیثی متوجہ باشد کہ خواہش انکشاف واقعہ مذکورہ از انعام وارد
آنست کہ انشاء اللہ بطریق الہام یا بطریق مشاہدہ حقیقت آن واقعہ بروی منکشف خواہد گردید اگر صد بار
ہمین عمل بجا آورد حقیقت واقعہ بروی منکشف نگردید تا بوقت مذکور یعنی پاس سیوم از شب دو رکعت بانیت مطلق
ادا نماید در ہر رکعت سہ بار سورۂ فاتحہ وسہ بار آیۃ الکرسی ویا نزدہ بار سورۂ اخلاص بخواند
بعد ازان سر بسجدہ نہادہ بکمال خشوع وخضوع بقصد یکبار کلمہ یا خبیر اخبرنی بخواند بعد ازان
سر از سجدہ برداشتہ دعای انکشاف واقع مذکور بکمال الحاح والتجا نمودہ در خواب برود ان شاء
اللہ تعالیٰ حقیقت آن در منام منکشف خواہد گردید : فقط تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین
وعلی آلہ واصحابہ السالکین اما بعد پس از شرف بیعت وتوبہ مشرف شدہ ودر سلک طریقہ عالیہ
چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ ومحمدیہ بتوسط فقیر سید احمد منسلک گشت واین فقیر را اولا
اخذ برکات این طرق در دو درجہ ہست درجہ اول از نسبت وآن در طریقہ چشتیہ از روح مقدس
حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ودر قادریہ از روح مقدس حضرت
غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی ودر طریقہ نقشبندیہ از روح مقدس حضرت امام الطریقہ

اول نسبتہ

و همچنین شیخ عبدالرحیم را قدس سره اکتساب بیعت و اجازت در طریقه قادریه بسید عبدالله اکبرآبادی
ست و ایشان را از سید آدم بنوری و ایشان را از جناب امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی حضرت
شیخ احمد سرهندی ست و ایشان را از جناب والد ماجد خود شیخ عبدالاحد و ایشان را از شاه کمال
و ایشان را از شاه فضیل و ایشان را از سید گدا رحمن و ایشان را از سید شمس الدین عارف و ایشان را
از سید گدا رحمن بن ابی الحسن و ایشان را از شیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را از سید عقیل و ایشان را
از سید بهاء الدین و ایشان را از سید عبدالوهاب و ایشان را از سید شرف الدین قتال و ایشان را از سید
عبدالرزاق و ایشان را از جناب غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی و ایشان را از شیخ
ابوسعید مخزومی و ایشان را از شیخ ابی الحسن القرشی و ایشان را از شیخ ابی الفرح طرطوسی و ایشان را
از شیخ ابی الفضل عبدالواحد یمنی و ایشان را از شیخ عبدالعزیز یمنی و ایشان را از شیخ ابی بکر شبلی
و ایشان را از سید الطائفه جنید بغدادی و ایشان را از شیخ ابی الحسن سری سقطی و ایشان را از شیخ
معروف کرخی و ایشان را از شیخ علی رضا و ایشان را از امام موسی کاظم و ایشان را از امام جعفر صادق
و ایشان را از امام محمد باقر و ایشان را از امام زین العابدین و ایشان را از سید الشهداء حسین رضی الله عنه
و ایشان را از سید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و ایشان را از سید الانبیاء محمد
رسول الله صلی الله علیه وسلم و همچنین شیخ عبدالرحیم را قدس سره اکتساب بیعت و اجازت
در طریقه نقشبندیه مجددیه بسید عبدالله اکبرآبادی ست و ایشان را از سید آدم بنوری و ایشان را از
شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی و ایشان را از الخواجه باقی بالله و ایشان را از الخواجه امکنگی و ایشان را
از مولانا درویش محمد و ایشان را از مولانا زاهد و ایشان را از الخواجه عبیدالله احرار و ایشان را از مولانا
یعقوب چرخی و ایشان را از امام الشریعه والطریقه خواجه بهاء الدین نقشبند و ایشان را از الخواجه
محمد باباسماسی و ایشان را از الخواجه رامیتنی و ایشان را از الخواجه محمود الخیر الفغنوری و ایشان را از الخواجه عارف

ریوگری و آنہا از خواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی و آنہا از خواجہ یوسف ہمدانی و آنہا از ابی علی فارمدی و آنہا از امام ابی القاسم قشیری و آنہا از شیخ ابی علی دقاق و آنہا از شیخ ابی القاسم نصیر آبادی و آنہا از شیخ ابوبکر شبلی و آنہا از سید الطائفہ جنید بغدادی و آنہا از شیخ ابی الحسن سری سقطی و آنہا از شیخ معروف کرخی و آنہا از امام علی رضا و آنہا از امام موسی کاظم و آنہا از امام جعفر صادق و آنہا از رئیس الفقہای والتابعین قاسم بن محمد و آنہا از اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمان فارسی و آنہا از امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابی بکر الصدیق و آنہا از سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پنجگانہ ادا نمودن فرض است و ترک آن کفر لازم است ہر مومن را کہ بجان و دل حکم خدا بجا آرد۔ تمت الشجرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طریقہ نقشبندی امیر المومنین سید احمد دام فیضہم حضرت شاہ عبد العزیز شاہ ولی اللہ شیخ عبد الرحیم سید عبد اللہ سید آدم بنوری شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ خواجہ امکنگی مولانا درویش محمد مولانا زاہد خواجہ عبید اللہ احرار مولانا یعقوب چرخی حضرت خواجہ جناب بہاؤ الدین نقشبند خواجہ محمد بابا سماسی خواجہ علی رامیتنی خواجہ محمود انجیر فغنوری خواجہ عارف ریوگری خواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی خواجہ یوسف ہمدانی خواجہ ابو علی فارمدی خواجہ ابو القاسم قشیری شیخ ابو علی دقاق ابو القاسم نصیر آبادی ابوبکر شبلی سید الطائفہ جنید بغدادی ابو الحسن سری سقطی معروف کرخی امام علی رضا امام موسی کاظم امام جعفر صادق قاسم بن محمد سلمان فارسی امیر المومنین ابوبکر صدیق سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

اجازت نامہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد

دستگیر الطالبین

و سید الطالبین و علی آله و اصحابه ائمة السالکین اما بعد پس برادر دینی بر دست این
خیرخواه کافهٔ مؤمنین سید احمد بشرف بیعت و توبه مشرف گردیده و نوفقه سلوک طریقهٔ چشتیه
و قادریه و نقشبندیه و مجددیه و محمدیه بتوسط اینجانب سالک گشته الله تعالی نعمتهای این طریقها
نصیب ایشان گرداناد و مقدر آنجا بتربیت غرّا استقامت عطا کناد آمین. مورخه هفتم ذی الحجه
سنه ۱۲۴۲ هجری بمقام تخته بند

شقهٔ خاص بنام نواب احمد علیخان رامپوری

در جواب از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب
محامد اکتساب نواب احمد علی خان صاحب ادام الله اقباله و ضاعف اجلاله بعد از سلام مسنون و
دعای اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و صحیفهٔ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد
و اختصاص بخیر ورود فرمود و علاقهٔ صداقت و رشتهٔ مودت را محکم تر نمود و دیده را نوری و دل را سرور
بخشید آنچه بنوک قلم خلت شیم رقم فرموده بودند که بخدمت بابرکت جناب هدایت مآب افادات انتساب
مقرب بارگاه رب قوی مولانا سید عبد الحی صاحب معاملهٔ مسنونه بجا آوردند از استماع آن فرحت
افزود و الحمد لله و المنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق رفیق خیر موفق گردانید
اکثر تجربه کرده شده که هر که از مؤمنین مخلصین به نیت پاک این معامله ادا میکند البته ابواب هدایت بر روی
او مفتوح میشود امید قوی است که حق جل و علا بکرم عمیم خود ببرکت ادای امر مسنون در سلک بندگان
خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک خواهد گردانید و احوال اینجانب بکرم رب معبود بر منوال است
که خالق علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این عاجز خاکسار و ذره بمقدار را محض بکرم عمیم خود بتوجهی
نواخت که محبت ماسوی ذات خود را پس پشت این ضعیف انداخت و فقط تحصیل رضای خود را
قبلهٔ همت این ضعیف ساخت و بکفالت پرورش این حقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی
بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا توانم کرد و حمد این عطیهٔ کبری ببارگاه آن محمود بکدام زبان بجا آورد

که لیکن هیبت آنجناب بمیدان معرکه ایستاده بود معلوم گردید که از ضرب بندوق که بر رکبهٔ آنجناب درین جنگ
رسیده بود همدرین میدان جنگ شهید شده بودند والله اعلم و گویند شخصی افغانان از قوم کدون نعش بر پشت
خود سوار کرده برد و این معرکه در بیست و هشتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و ششم واقع شد
۱۲۴۶ و در خاتمه کتاب صراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
بر جبین ایشان یعنی سید احمد صاحب ظاهر و باهر بود آنکه حضرت ایشان بمولانا الشیخ عبد العزیز
در طریقهٔ نقشبندیه شرف بیعت حاصل شد و نتیجه حصول بیعت و توجهات ایشان حالاتی
پیش ظاهر نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت باحسن وجوه جلوه گر شد
اول آنکه قبل آن معاملات نسبت که حضرت ایشان جناب رسالت مآب را در منام دیدند آن جناب
سه خرما بدست مبارک خود حضرت ایشان را می خورانیدند بوضعی که یک یک خرما بدست مبارک خود گرفته
در دهن حضرت ایشان می نهادند بعد از آنکه بیدار شدند در نفس خود آثار آن رویای حقه ظاهر یافتند
و همچنین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد بعد ازان روزی علی مرتضی کرم الله وجهه
و فاطمة الزهراء رضی الله عنها را بخواب دیدند پس علی مرتضی حضرت ایشان را بدست خود غسل داده و شسته
و نیکو کردند مثل شستن و نیکو کردن آبا مر اطفال خود را و جناب سیده لباسی بسیار فاخر بدست خود ایشان را
پوشانیدند پس بسبب این واقعه کمالات نبوت نهایت جلوه گر گردید و عنایت ربانی و تربیت یزدانی بلا
واسطهٔ احدی متکفل حال ایشان شد تا آنکه روزی حضرت حق جل و علا دست راست ایشان را بدست قدرت
خاص خود گرفته و چیزی را از امور قدسیه پیش روی ایشان کرده فرمود که ترا این چنین داده ام و چیزهای دیگر
خواهم داد و حضرت ایشان را نسبت طرق ثلثه یعنی چشتیه و قادریه و نقشبندیه حاصل شده اما نسبت
قادریه و نقشبندیه پس بیانش آنکه بسبب بیعت همین توجهات آنجناب ابتدا ارواح مقدسه جناب
حضرت غوث الثقلین و جناب خواجه بهاء الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردیدند تا قریب یکماه فی الجمله تنازع
در مابین ارواح مقدسین در حق حضرت ایشان ماند زیرا که هر واحد ازین هر دو امام تقاضا می نمود بجذب حضرت
ایشان بتمامه بسوی خود میفرمودند تا آنکه بعد انقراض زمانه تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت

و الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری متحقق گردید و در طریقہ مجددیہ احمدیہ پس بلا واسطہ
احدی از جناب حضرت حق مستفید گردیده و آن حصول مقام اویسیہ اگرچہ محض بفضل الٰہی متحقق شده
لیکن آن نسبتی را بجناب بطاہرہ عزیزی باید و آن سبب در حق این فقیر دعای حضرت پیر و مرشد
خود ست و در حجۃ ثانی انسلاک الطریق بیعت و اجازت در سلک مشایخ طرق مذکوره و آن برین وجہ
کہ این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوة العلماء و المحدثین و وارث الانبیاء و المرسلین حجۃ
اللہ علی العالمین و مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز ست و ایشان از جناب والد ماجد خود شاه ولی اللہ
ست و ایشان از جناب والد ماجد خود شیخ عبد الرحیم و ایشان از در طریقہ چشتیہ بجد امجد خود شیخ
رفیع الدین و ایشان از الشیخ قطب عالم و ایشان از الشیخ نجم الحق جائین لدہ و ایشان از الشیخ
عبد العزیز و ایشان از القاضی خان یوسف ناصحی و ایشان از الشیخ حسن طاہر و ایشان از السید راجہ حامد شاه
و ایشان از الشیخ حسام الدین مانک پوری و ایشان از الخواجہ نور قطب العالم و ایشان از الشیخ علاء الحق
و ایشان از الشیخ اخی سراج و ایشان از السلطان الاولیاء حضرت نظام الدین و ایشان از امام
الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج و ایشان از الخواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی
و ایشان از نائب رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی و ایشان از الخواجہ عثمان ہارونی و
ایشان از الحاجی شریف زندنی و ایشان از الخواجہ مودود چشتی و ایشان از الخواجہ یوسف چشتی و
ایشان از الخواجہ محمد چشتی و ایشان از الخواجہ ابو احمد چشتی و ایشان از الخواجہ ابو اسحاق چشتی و ایشان از
الشیخ علو دینوری و ایشان از ابی ہبیرہ بصری و ایشان از حذیفہ مرعشی و ایشان از السلطان التارکین
ابراہیم ادہم و ایشان از الفضیل بن عیاض و ایشان از عبد الواحد بن زید و ایشان از خیر التابعین
حسن بصری و ایشان از امام الاولیاء قدوة الاتقیاء حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و ایشان از
بجناب سید الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ اجمعین

وہمچنین

باعث اشتہار ایشان شدہ آن ہنیست چونکہ شورش طلب مولی قدسیہ حاجی امداد اللہ
سلمہ اللہ جوش زدہ ارادت با درویشان در آوردند شبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اشارہ ارادت آوردن بایشان کردند باز شبی دیگر بحاجی صاحب نیز اشارہ بایشان
کردند حاجی صاحب بدریافت مقام ونشان ایشان متردد ومتحیر بودند روزی [illegible]
شغلی سر ارادت بر آستانہ ایشان نہادند بمجرد مشرف شدن بتجلی [illegible] ایشان
دریافتند کہ آن اشارہ سراج منیر نبی نذیر صلی اللہ علیہ وسلم بجز من برایشان بود سر نیاز
بر زمین نہادند ودست خود در دست حق پرست پیر دستگیر دادند وخود را چون مردہ بدست
غسال سپردند وخط بندگی بر جبین خود نوشتہ پیشکش کردند و [illegible] ایشان [illegible]
و داعیہ انسانی چون کمر ہمت در طلب حق وپیر [illegible] جست نسبت شیخ موجود ایشان را [illegible]
کامل طالب صادق یافتند بعد تعلیم ظاہر وتلقین باطن باگاہی [illegible] داشت آگاہ گردیدند و
بکلمۃ الحق اشارہ کردند یا شیخ مطلق خود [illegible] اجازت [illegible]
[illegible] سنہ یکہزار ودو صد [illegible] حاجی
امداد اللہ صاحب [illegible] شیخ قادری چشتیہ [illegible]
[illegible] نور محمد قدس سرہ اند حاجی مولوی محمد قاسم صاحب با راقم نقل فرمودند کہ شبی
کہ جناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ [illegible] وبلال آباد است حاجی امداد اللہ صاحب
را پوشیدہ بخواب دیدم تعبیر آن بر ظاہر است کہ ایشان بلباس شریعت وآداب طریقت
آراستہ وپیراستہ اند وطالبان را باتباع سنت وعلوم شریعت وآداب طریقت
تعلیم وتلقین میفرمایند وخدمت خود از عالم وسید روا ندارند واز کسی نفسی خود تعلیم
ظاہری از مریدان نہ پسندند وتعلیم باطن امر فرمایند باید کہ دل خود را پیش پیر از خطرات
نگاہ دارد واز خطرہ بجانب پیر سینہ خود را مصفیٰ [illegible] تا نسبت شیخ اندران راہ کند
امر شیخ بر خود لازم وواجب دانند عمل بمقول کہ خود با صفا [illegible] ما ادرکہ [illegible]

مکاتیبِ سیّد احمد شہیدؒ

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نصب العین صرف اور صرف اعلاءِ کلمۃ الحق اور نصرۃ دینِ محمّدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ تحریکِ جہاد فرنگی اقتدار اور سکھ حکومت دونوں کے خلاف تھی۔

بنام شاه بخارا — بسم الله الرحمن الرحیم. الحمد لله الذی نوّر قلوب المؤمنین باخلاص النیة
واتباع السنة وتکمیل الایقان وکرّم ذوی السلاطین بنشر العدالة وفضل السماحة وتائید
الادیان وفضل جنود المجاهدین فی سبیل الله بجزیل المغفرة ومزید الاحسان والصلوة والسلام
علی محمد المبعوث بتتمیم التوحید وتعلیم السنة ومجاهدة ائمة الکفر والطغیان وعلی آله واصحابه الذین
سوّوا الصفوف وسلّوا السیوف وسابقوا الحتوف علی اعوان البغی والعصیان وعلی ائمة
المهدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجمیع المجاهدین وکافة اهل الخلوص من
والایمان اما بعد از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی
مهبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آرای محافل سیادت و کیاست صدرگزین
مجامع شجاعت و شهامت رونق افزای اورنگ نشین عظمت و جلال فرمانروای کشور حشمت
و اقبال سرو نونهال بوستان جهانبانی گل سرسبد چمنستان کامرانی رافع شعائر شریعت غرّا
ناشر طریقت ملت بیضا حامی ارکان سنت سنیه ماحی آثار بدعت علمای ماهر احکام رب العلمین
قاهر اعدای شرع مبین تیغ بیابیج جود وکرم معدن جواهر فتوت خلاصهٔ همم مرتب اساطین
ارباب علوم و حکم ملجای وزرای کین اصحاب سیف و قلم جگرگوشهٔ سلاطین خاندان عدل و سیاست
نور دیدهٔ مصابیح دودمان فضل و سیادت سلطان بن سلطان خاقان بن خاقان متع الله المسلمین بطول
بقائه واعلی علی المؤمنین بجمیل حمایته ونصر انصار دین جز حمایته تعمیر البلاد بتدمیر اعدائه بعد از
اهدای تحفهٔ تسلیمات مسنون و تحیات ازکیٰ موزون و تبلیغات خلوص سمات دعوات ترقی
مناصب کرامت و علو مراتب عزت و تمکین ملتمس آنکه این ناچیز خاکسار روزی چند به عهد ارادت خاندان
سادات عظام است و در دودمان شرفای ذوی الاحترام سلسلهٔ کرام این مسکین بر سجادهٔ
ارشاد و تلقین آبا از مدت که سنین در بلاد هندوستان استقرار و تمکین میداشتند و در کفالت
احکام رب العلمین و اتباع اوامر سید المرسلین عمرها گذرانیده اند و جماعت مستفیدین را بانابه

بقیہ نمبر ۱۲۸

بافاده فیوضات فایز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاه آله سید
علم اسد که از خلفای کبار حضرت سید آدم بنوری در احیای سنت محمدیه قدسیان جمیع اقران علم
بوده اند و در افشای طریقه مجددیه از همه اخوان پیش قدم آمده این بنده عبودیت شعار عنایت
قادر مختار در ساعات لیل و نهار بر طریقه مرضیه اسلاف کبار ترقی بر ترتیب جماعه طالبین مشغول
و در میان کافه سالکین مقبول چنانچه جمعی کثیر و جمی غفیر از مسلمین اتقیا کیش و از مشرکین اشقیا
از نیش تحویل و قوت رب قدیر بواسطه این فقیر حقیر از درگاه واهب العطیات و بارگاه خالق
البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم گشتند صفا گنجینه ایشان
از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت و در دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و
سنت تافت تعبدات کامله قادر علی الاطلاق و حول و قوه مالک بالاستحقاق احبای این بنده
ضعیف بانجام نعم حقیقی مشمول شدند و اعدای این نحیف با تمام نقم تحقیقی منکوب و مخذول
ترغیبات این عاجز خاکسار در میان مبتدعین ابرار معمول گشته و ترهیبات این ذره بیمقدار
در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول اصحاب سنت و اخلاص فایز بمدارج عز و اقبال گردیده
و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال هزاران هزار بلکه خلایق بیحد و بیشمار بشرف
بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواع بشارات مبشره جماهیر اهل اسلام
و مشاهیر خواص و عوام از ازالات آثام مطهر و پاک گشتند و در قطع مراتب تقوی و ورع
چست و چالاک جماعه مسلمین کامل الاتقیا و در انصار شریعت محمدیه منسلک گردیدند و در
زمره مخلصین راسخ الاعتقاد و در انوار طریقه مجددیه منهمک الحمد لله علی ذلک حمدا کثیرا لیکن
از مدت چند سال بتقدیر قادر فعال حال حکومت و سلطنت این ممالک بر منوال گردیده
که نصارای نکوهیده خصال و مشرکین بدمآل بر اکثر بلاد هندوستان از لب دریای اباسین

نادر

تا ساحل دریای شور که تخمیناً شش ماهه راه باشد تسلط یافتند و در تشکیک و تزویر بنا بر
اخمال دین رب خبیر یافتند و تمامی آن اقطار را بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت
رؤسای کبار را بانواع ذلت مقرون و حجاب پیر مسلمین را عموماً و مشایخ کرام را خصوصاً
بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اهل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات
ریاست و سیاست و معاملات قضا و رسالت قوانین شرع را بر باد داده و آئین کفر را بنیاد
نهاده و بالجمله در آن بلاد و امصار و اصقاع و اقطار رسوم کفر مشهور گردیده و شعائر اسلام مستور
و رایات ظلم سفید شده و اعلام عدل منکوب و حق پرستی مفقود گشته و بت پرستی معهود بنا بر آن
سینه بی کینه بملاحظه این حال پر از رنج و ملال بود و در دل اخلاص منزل از شوق هجرت بالامال
غیرت ایمانی به نهانخانه دل در جوش بود و آرزوی اقامت جهاد به کینه سر در خروش و در این اثنا
این ضعیف را بر کاری دیگر برانگیختند و عزم ادای حج در خاطر ریختند الحمد لله که معه جمعی از
مؤمنین مخلصین که تخمیناً هشت صد مردم باشند بآن مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین
شریفین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص باز کنه متبرکه رسانیدیم و چشم اشتیاق
بر مواضع معظمه مالیدیم و سر نیاز بر آستانه آن بی نیاز رسانیدیم و این جان ناتوان را نثار
خانه جانان گردانیدیم سبحان الله چه دریای رحمت بمکافات این اخلاص نیت و حسن طویت
موج زن گردیده و چه ملاطفات دلربا در آن مقام دلگشای در مجازات این صدق و صفا
نیات شمار و معاملات خارج از حد حصار بر منصه ظهور رسید زهی الطاف نهانی و التفات
مهربانی که جان مشتاقین را شیفته و فریفته گردانید و حبذا انعام بیکران و اکرام بی پایان که سر
افتخار خاک نشین تا باوج عرش برین رسانید بیت اگر هر بن موی با صد زبان کند شکر
این نعمتش را بیان به تحبیر الفاظها شمار شیارش نباشد یکی از هزاران هزارش بالجمله آنچه از شاه ما

بعون

به تلوّنات و مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام به میدان خیال در نمی گنجد و میزان
قیاس و فهم نمی سنجد آری این عطیهٔ ربّانی نیست که هر کرا خواهند عطا نمایند و موهبت رحمانی نیست
که هر کرا امید انند بآن مشرف نمایند اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت [illegible]
[illegible] و از اعظم معاملات آن مقام این ست که از درگاه رب جل و علا جلت عظمته با حضور
خیر البرایا علیه افضل الصلوة والتحیة در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و تطریق اهتمام
ربانی و کلام روحانی باشارات غیبی درباب امامت مشرف ساختند و بشارات لاریبی
درباب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقه باعلای کلمهٔ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین
و استیصال کفرهٔ متمردین مامور ساختند و در مواعید صادقه بتقریب ظفر و نصرت نواختند
پس بنابر اقامت همین رکن رکین [illegible] نصرت دین متین و شکست رونق اعدای دین از
حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نمودم والا کدام عاقل که از شرف آن مقام دلکشا و مکان راحت
افزا جان خود را کشیده در کشاکش مصاحبت ارباب کفر و فساد و اصحاب بدعت و جدل
اندازد و قطع نظر ازین اشارات و بشارات اینقدر لازمی ست که هرگاه بلاد اهل اسلام
در دست کفار لئام افتد بر جماهیر اهل اسلام عموما و بر امیر حکام خصوصا واجب میگردد
که سعی و کوشش در مقابله و مقاتلهٔ آنها بجا آرند تا وقتیکه بلاد مسلمین را از قبضهٔ ایشان برآرند
والا آثم و گنهکار میشوند عاصی و ستمکار و از درگاه قبول مردود میگردند و از ساحت قرب
مطرود بنا بر علیه چند روز در وطن خود اقامت نمودم بعد از ان راه هجرت پیمودم و در بلاد
هند و سند و خراسان دور و سیر کردیم و این تحفهٔ بشارت پیش اکثر اهل صلاح و خیر [illegible]
و این دعوت حق را بگوش هوش جمهور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را در تقدمه
رفیق خود گردانیدیم [illegible] مخلصین ایشان را رفیق خود ساختیم

چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز تراران و تغیر حال هندوستان که از حجاج بیت الحرام و تجار
اهل اسلام و دیگر نوردان اقالیم سیاحت و راغبان بلاد دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت
احوال منکشف گردد و از آنجا که آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی
موصوف اند و با علای اعلام دین و احیای سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان
مسلم طوائف انام است و تعلقات و حکایات ایشان زبان زد هر خاص و عام بلکه جابجا بر منبرین
آن دیار و مشاهیر مسند نشین آن اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند
و طلب ایشان با خلاص نیت و حسن طویت مصدر حقی که بخارای شریف در معتقدات دیانت و امانت
ضرب المثل شده و در رسوم مروجه آن بلده شریفه در حق جابر مسلمین مسلط عمل گردیده بنا ‌علیه
بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرض المومنین علی القتال بخدمت رفیع درجت آن حامی ازار
ملت بیضاء و ماحی آثار بدعت ظلما و ناهر احکام رب العلمین و قاهر اعدای دین متین نگارش
کرده میشود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آنجناب را بمنصب جلیل با تروانی و کشورکشائی که اعلای مناصب
ارباب عزت و اقتضای مآرب اهل وجاهت است مشرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمی
لازم که همه اسباب راحت و فرحت و سامان عظمت و مکنت در تحصیل رضای رب العزت مصروف
کرده شود و در اعلای کلمه رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین داد کوشش داده آید که
رؤسای بلاد هند و خراسان در مقدمه اطاعت و انقیاد و تغافل ورزیده اند و در باب اقامت
جهاد و تکاسل را از مقتضای حمیت عاطل گردیده اند و از حقوق عبودیت بغافل آمده اند که بنا بر
محبت ماسوی الله از امتثال احکام الهی پهلوتهی نمایند فی الحقیقت بنده نفس اند و مومنی که غیرت
ایمانی ندارد و در نفس الامر مومن نیست و تخلیه که مرغوبات را از مرغوبات نفسانی و امتثال احکام
ربانی ترجیح دهد مخلص نیست سبحان الله کسانیکه تخریب شعائر اسلام از دست کفار لیام می بینند و می شنوند

و تکلم جهاد در ابراهیم و بکرات و مرات بر سر اهل کفر تاختیم و جان و مال در رضاجوئی ایزد متعال
در باختیم اگرچه در مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب سجال بیشتر هم سجال فتح و شکست در
جانبین متصور است اما الحمد لله والمنة که مومنین صادقین را نه در هنگام نخوت و غرور فتح بهجت
و نه در وقت شکست تقاعد و فتور بود از آنجا که بفحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و
تمام آرای حکام فقهای عظام و مشاهیر علمای ذوی الاحترام و صوابدید عقلای ذوی الافهام
اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد لهذا
بنا بر علیه باتفاق جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و قضات ذوی الاحترام و مشایخ عالی مقام
و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بر دست این حقیر بیعت امامت
واقع گردید الحمد لله والمنة که مقاتلهٔ اهل کفر و عنا و صحت جمعه و اعیاد و تعمیر مساجد و ... بر وجه
مشروع صورت بست هر چند این اضعف العباد از ازل الحصول این منزل منیف بمواعید غیبی
مبشر بود و ثانیاً باتفاق جماعات مومنین بدین منصب شریف مشرف گشت اما خالق البرایات
و عالم السرائر والخفیات گواه است بر حقیقی که گاهی بدل اخلاص منزل این بنده عبودیت شعار
و عاجز خاکسار آرزوی حصول معنی تملک خدائی اینچنین شیار و تسلط بر بلاد و امصار و تحجیر بندگان
ملک منان و ترد بامر و نهی بر اقران و اخوان و طلب عزت و وجاهت در ریاست و امارت و اهانت
رؤسای عالیمقدار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و آشنا ز خود نسبت سایر بندگان الهی
را آستان رسالت پناهی گاهی خطور هم نکرده و در وسوسهٔ آن هم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن
تمام این معرکه پیرایی و تهوبه آرائی همین است از اعلای کلمهٔ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و
استخلاص بلاد مومنین از دست کفرهٔ متمردین چیزی دیگر نیست و هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ هوای نفسانی باین داعیهٔ رحمانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول وکیل

تا از غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمی‌زند و حمیت اسلامی در سینهٔ ایشان خروش نمی‌کند
چگونه ادعای ایمان می‌نمایند و جان خود را در زمرهٔ محمدیان می‌شمارند آری محبت حق با محبت دنیا
مخالفت میدارد و حق‌پرستی با هواپرستی متضادات تجویز اجتماع این هر دو امر در یک محل خیالی است
بر اختلال و توهمی است سراپا باطل محال الدنیا والآخرة ضرتان لا تجتمعان حدیثی است مأثور و لا
جمع بین الحقیقة والمجاز مثلی است مشهور بیت هم خدا خواهی و هم دنیای دون این خیال است و محال است و جنون
چنانچه رؤسای بلاد مسطوره پاداشت این کردار رسیده‌اند و گرفتار در ذلت ادبار گردیده‌اند و از بس
وصول این اخبار وحشت آثار محفل جلالت منزل مشکوک بود بنا بر آن علیه احوال نکبت مآل تحریر نموده
و به تکرر تعدی مشرکین هند بسمع مبارک رسانیده شد تا غیرت ایمانی که موروث از اسلاف کرام است بجوش
آید و اساس اهل کفر و ضلال را از پا بر اندازد و جمعیت جنود ابلیس لعین را برهم زند و رونق بازار
اهل کفر و شرک بشکند هر چند ضلع اوطان شریف زمینی که فرودگاه این عاجز خاکسار است و سرا و
کوهسار چه یارا که مهبط انوار اقبال محفل مرکب اجلال توانند شد چه آن جناب را انواع کارزار دادار
در مقدمات انتظار بندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع
در اقطار و جماهیر مؤمنین رعایا و مشاهیر جنود مشرکین نصاری با آنجناب عقد بیعت بسته‌اند
و مستعد اطاعت و انقیاد و منتظر اقامت جهاد نشسته در این صورت اگر معاونت عظمی از علمای
دین و مشارکت علمی از اعلام شرع مبین نسبت ایشان متحقق شود هر آیینه علو همت و وفور رغبت
ایشان دوبالا گردد بنا بر آن علیه مناسب وقت چنان است که جمیع صغار و کبار را از علمای متدینین
و ارکین معتبرین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایای اتقیا و ادانی را ترغیب فرمایند و جمعی را از
لشکر ظفر پیکر تعیین نمایند و از خزانهٔ عامره پرورش مجاهدین کنند تا مشارکت آنجناب در
اعلای دین رب الارباب و استیصال اهل کفر و ارتیاب باحسن وجوه متحقق گردد و بجا به

مذکورین را تقویت قلب بدست آید و چنانچه سلطنت ایشان ثانی مشرف شده اند و حمایت
توجه عالی اصول دین متین و رسوم شرع مبین در آن دیار در انظار مروج و در نشر انوار عدالت
مصروف اند و به پرورش ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مومنین از تصرف کفره
ملاعین بدست عسکر فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایت سابقه بحمیت لاحقه ممتزج گردیده
مشابه نور علی نور بر انظار مخلصین مودت ظهور جلوه گر شود و نهایت منتهی از رضاجویی مولی
حاصل گردد و در درجه اعلی از مدارج جنت نعیم در جوار رب کریم مقعد صدق بدست آید
علاوه برین آنکه هرگز این دیار از تسلط کفار شرار در تصرف انصار و اخیار آید و این نعمت
سنیه میسر گردد آئین فقیر قبیل امثال در تصرف بلاد و امصار غرض مفید ندارد هرگاه از احوال
مومنین و اخوان مخلصین بلاد مسلمین را از دست کفره متمردین استخلاص نموده قوانین شرع بر ید
در ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این فقیر حاصل گردد که
تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود میشمارم زیرا که سلطنت
را بخیال هم نمی آرم و نفسیکه نصرت دین متین و استیصال کفره متمردین تحقق گردید تیر سعی
بر هدف مراد رسید آنچه مقدمه مینگفت تامل نمایند و فکر عمیق را کار فرمایند که سرداران ملک
خراسان عجب نامردی مصروف اند و بظلم و تعدی معروف تا آنکه رعایای ایشان
از حکومت ایشان بیزار اند و خبر دارند ایشان بیکار و کفار فرنگ که بر هندوستان تسلط یافته
اند نهایت تجربه کار و در هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهل خراسان بیایند بسهولت تمام
جمیع بلاد آن بدست آرند باز حکومت آنها بحدود ولایت آنجناب متصل گردد و از اطراف
با طراف بلاد اسلام متحد شود و انواع مفاسد در میان مسلمین دار الاسلام بحیله و مکر خواهند انداخت
و علم مخالفت آنجناب خواهند افراخت اگر فی الحال کمر فیروزی امر آنها تاخت نمایند

و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد مسلمین دست بردار شوند و در کار روباه خود
گرفتار این مضمون را شامل مضامین شعریه با لطائف نثریه تعدد نموده اند بلکه اگر فی الحال در رسند
ابواب در آمدن آن ملاعین بدیار خراسان تغافل خواهند ورزید و آنچه در عرصه قریب از طرف ایشان
در حق اهل خراسان بظهور خواهد رسید تماشا خواهند فرمود که آن ملاعین چه عزائم بس جسیمه
و خیالات نهایت دور در دست میدارند و قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور بسبب انقدر ضرور است
که بلاد هندوستان از اصل دار الحرب شده است کل کوه هند و فرنگ بالفعل بر آن مسلط گردیده
پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً و شاهان و حکام خصوصاً
واجب آمد بیقین بقدر استطاعت خود کوشش نمایند آنجناب را لازم که بقدر طاقت خود سعی فرمایند
که آبادی معاونت آنجناب بلکه بمجرد نام مشارکت آن والا القاب غلبه دین ترقی میگیرد و کار روباه
مجاهدین رونق می پذیرد زیرا که عنایت لطیف خبیر و اعانت رب قدیر متوالی است قیام جهاد بکمال
استعداد رسیده و نقاره علو دین و اجتماع جنود مومنین آماده گردیده همین که همت عالیه متوجه
گردد بسهولت تمام سرانجام صورت این امر عظیم بر منصه ظهور جلوه میفرماید و اهتمام این مهم فخیم
رو مینماید آینده سررشته بدست شماست در مختار است اول در تاسیس ایمانی تدبیر مساعی جمیله
بروی کار آرند و آنرا از عبادات جلیله شمرده بجهد تمام بجا آرند بعد از ان در تعذیب سوی
تقدیر همت عالیه برگمارند و آنرا از عقاید جلیله قرار داده بر الواح قلوب بنگارند که آیه و شاورهم
فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله نص است از کلام ملک علام و کلمه السعی منی والاتمام من الله
نبوی است زبان زد هر خاص و عام است گفت پیغمبر با آواز بلند بر توکل زانوی اشتر ببند
این است ملخص مقصود این فقیر و تشریح مکنون مافی الضمیر لیکن از آنجا که تشریح اجمال و تفصیل
این اجمال تحریر خامه بریده زبان متعسر میبود و تقریر لسان انسان متیسر بنابر آن علیه

بسم الله الرحمن الرحیم. از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلایق مآب معلی القاب
رونق افزای اورنگ جلالت و فرمانروای کشور شجاعت مسند آرای محافل سیاست و کیاست محور
پیرای میادین صولت و شجاعت عظمت مآب ابهت انتساب ذوالرای سکندر رجاه فولاد جنگ بهادر
زاد اقباله و تضاعف جلاله وفقه الله لما یحب و یرضاه و اوصله الی غایة ما یتمناه. بعد از ادای
آداب تسلیمات مسنونه و تحیات اخلاص مشحون بمدرکای جلالت پیرای واضح آنکه از آنجا که حمیت دین
متین شعار بندگان عبودیت کیش است و حمایت شرع مبین دثار محمدیان خیر اندیش تذلیل کفره فجره
از علامات صولت ایمانی است و تحقیر طلمه متغلبین از لوازمات سطوت سلطانی است و اشرف امور دینیه و اکمل
عبادات اسلام است و اقامت جهاد مجاهدین افضل عبادات حکام و کفار کشی از مهمات غیرت دین است
و لشکر کشی از مهمات سیرت سلاطین مخالفت اعدای دین متین مبین رعایای اعلام نبوت است
و مرافقت انصار شرع مبین اهل مقتضای اخلاق فتوت تأیید ارباب نبوت سیف و سنان
ثمرهٔ قوانین ابنای کبار است و کسر شوکت اهل فساد و استیصال ارباب بغی و عناد نتیجهٔ آئین بهادر شعار
ذوی الاقتدار و از بسکه دودمان عالیشان آن عظمت نشان از امتداد زمان منبع جاه و جلال
و مرکز عز و اقبال مانده و بمعدن معالی اخلاق و هم منبع منابع جود و کرم و مرجع ارباب سیف و قلم
بوده از نهایت سطوت ارکان آن خاندان قلوب متکبرین زمین و زمان میلرزید و از نهایت
صولت اعلام آن دودمان زهرهٔ متجبرین دوران میترقید لیکن از چند سال بتقدیر قادر فعال
غلبهٔ مشرکین هند و کفار فرنگ بجائیکه اکثر ارباب ناموس و مکنت صورت بستهٔ جاه و جلال
ارباب علم و دیانت مبهم گشته و فر و اقبال اصحاب حکم و ریاست مدهم شده و بنا برآن اعلی جناب والا
قباب نگارش کرده میشود که اگر او این جاه ناتوان و مآل سریع الزوال متاع قلیل الانتفاع
و جاه و جلال فنا مآل روزی گذشتنی و گذاشتنی است و در محکمهٔ حساب و کتاب سوال و جواب بخیر و

رب الارباب حاضر شدنی هرچند امروز در حفاظتشان کمال جد و جهد بجا آریم لیکن لابد روزی
آنهمه را گذاریم و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت سپاریم پس چرا بکمال علو همت و وفور رضا
و رغبت بدست خود نثار مولای خود امروز نکنیم که فردا بکمال شکست و ذلت و حسرت و ندامت
بغیر خود بهم رسانیم و متاع نکبت و نکال و معصیت و وبال همراه بریم پس بهتر همین است که امروز باعلای
کلمه رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین و استیصال کفره متمردین کمر بسته سازیم و علم بلند شرع
مبین و اعانت مجاهدین صادقین و مشارکت مؤمنین مخلصین بر افرازیم هرچند اقامت جهاد و
ازالهٔ کفر و فساد بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً واجب است اما بر مشاهیر حکام خصوصاً اوجب
بنا بر آن علیه نگارش کرده میشود که این عاجز خاکسار ذره بمقدار بمقتضای حمیت اسلام و بدعای
تائید دین خیر الانام با چندی از مؤمنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استکمال هجرت
و اقامت جهاد برخاسته در بلاد هندوستان و خراسان دور و سیر نموده و کافه مؤمنین را
بسوی ادراک این خیر ترغیب داده تا باوطان یوسف زئی رسیدیم و در آنجا برفاقت مؤمنین
آن دیار و اعانت مخلصین آن اقطار مقدمه جنگ و پیکار و حرب و کارزار با کفار نگونسار پیش
کردیم الحمد لله والمنة که علامات فتح و نصرت بر طبق وعده حضرت رب العزت آیت و کان حقا
علینا نصر المؤمنین مظفر و منصور گردیدیم لیکن در بعضی اوقات بنا بر مشارکت چندی از منافقین
یک گونه گزندی بجنود مؤمنین رسید فاما اصل شجره اقامت جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر
و عناد و ترجیح محکم گردید که از فرو ریختن چندی از برگها و بنا بر مصادمت صرصر شورش کارزار
و بیجا شدن چندی از کلوخ و سنگ بنا بر تزلزل بعضی از نامردان بی ناموس و ننگ آن اصل اصیل
و اساس رئیس نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از پیش در
جوش آمده و بر زبان مسلمین صادقین نعره نحن انصار الله از چهار سوی در خروش هزاران هزار

مبکه خلایق

خلایق بعید و شمار حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش
انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت شجاعت و شهامت در بر ساختند و از محبت
جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست افشانده کمر همت چست بسته
و در میدان اعلای اعلام دین و افشای سنت سید المرسلین چون شیران بر جستند و از انجا که
بفحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوای علمای کرام اقامت این عمده ارکان اسلام بدون
نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد لهذا اکثری از سادات کرام و علمای اعلام و قضاة
و مشایخ عالیمقام و غیر ایشان ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت
نموده انه الحمد والمنة که بعد مرور دهور مقابلهٔ اهل کفر و عناد و صحبت جمع و اعیاد بر وجه احسن
صورت بست هرچند این بندهٔ ضعیف بقبول این منصب شریف آماده نبود لیکن باشارات غیبی میسر گردید
و آنها باتفاق جماهیر مومنین مشرف گشت و اما عالم السرائر و الخفیات گواه است که از تمامی این
معرکه پیرایی و عربده آرایی غیر از اعلای کلمهٔ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و استخلاص
بلاد مومنین از دست کفار و مشرکین امری دیگر مقصود ندارم و آرزوی تسلط بر بلاد
و امصار و تملک خزاین و جنود و شوکت سلاطین و الا تبار و ریاست رؤسای عالیمقدار
و امتیاز خود از بندگان پروردگار و آشنایان سید الابرار گاهی بخیال هم نمی آرم و هرگز هرگز
شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوای نفسانی باین داعیهٔ رفیعه مخلوط نگردیده و الله علی ما نقول وکیل
پس هرگاه این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار ماست و خلوت گزینی
شعار ما بمقتضای غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً لوجه الله و محض ابتغاءً لمرضات الله
کمر همت چست بسته تا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت
نهاده ایم و بقصد جهد و طاقت داد کوششها داده ایم یقین دانسته است که آن ذوالاجاه که بغیرت شان

و حمیت خاندانی مصروف نموده بغیرت سپاه‌گری و اعداکشی مصروف و اعلای اعلام دین و
احیای سنت خاتم النبیین و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار و
مشرکین و اجرای احکام رب العلمین و انتظام مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته
همت والانهمت خواهند ساخت و علم شجاعت و شهامت و لوای صولت و استقامت خواهند
افراخت لیکن اگر توجه موکب اجلال بدین دیار روا نشد متعهد دشوار نماید لازم که جمیع صغار
و کبار و علمای اخیار و امرای ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار را تا پای انقیاد و ایثار
را ترغیب فرمایند و جمعی را از لشکر ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین الغرض از مال
بالاهت کوشش نمایند تا اشتراک سید الاقبال بسعهٔ اعلای دین رب الارباب و استیصال اهل کفر و
ارتیاب باحسن وجوه بر منصه ظهور گردد و حظی وافی از منطوق آیه فضل الله المجاهدین باموالهم
وانفسهم علی القاعدین درجة بدست آید چنانکه ریاست و امارت اینجانب ممتاز بنی نوع اند
همچنین مدارج عالیه جنت نعیم و مقعد صدق در جوار رب کریم مباهی امثال شوند و آن سادات را بر
طبق مواعید صادقه کلام ربانی وکان حقا علینا نصر المؤمنین و ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم
و هم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی که این فقیر را از آن مستبشر ساخته فتح و نصرت جلوه
ظهور خواهد داد و عنقریب این دیار و بلاد کفار رنگ گوشه از دست تصرف اشرار بقبضه اختیار خواهد افتاد
این فقیر تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضی ندارد هرگاه از اعوان مؤمنین استخلاص
بلاد از دست کفار و مشرکین نموده و اجرای احکام رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین
کرده شوند و قوانین شریعت و ریاست و عدالت در عهد اشتیت مقصود این فقیر حاصل گشت و تیر سعی
بر هدف نشست و زمام مهام ملکیه تسلیم فرمایند و تعلق بدربین را کار فرمایند و دولت دو جهانی
و سعادت جاودانی بهره گیرند ٥

سلطان محمد خاں کی لشکر کشی

درّانیوں کا لشکر ہوتی کو | وقائع میں ہے کہ موضع تورو سے ولیل خاں نے اطلاع کی کہ احمد خاں، جو درّانیوں کا لشکر پشاور لینے گیا تھا، اب لشکر لیے ہوئے آتا ہے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے مشورے سے سید صاحبؒ کو اس خبر کی اطلاع کی۔ سردار سلطان محمد خاں نے ملک سمہ کے خوانین کو ڈرایا دھمکایا کہ تمھارے ملک میں ہمارا بھائی یار محمد خاں مارا گیا ہے اور مردان اور ہوتی کو بھی تم نے چھنوا دیا ہے۔ اب ہم آتے ہیں تم سب سے سمجھیں گے اور اپنا عوض لیں گے۔ لشکر کے ساتھ سردار سلطان محمد خاں، سردار پیر محمد خاں، سردار سید محمد خاں اور عظیم خاں کا بیٹا حبیب اللہ خاں بھی تھا۔

خوانین کا مشورہ | رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے ذریعے علاقے کے تمام خوانین کو جمع کروایا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان سب کا یہی مشورہ ہوا کہ سید صاحبؒ کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔ آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔ چنانچہ ان سب کی طرف سے اس مضمون کی ایک عرضداشت لکھی گئی کہ درّانیوں کا لشکر ہماری طرف آتا ہے، ہم سب نے مشورہ کیا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور ہم لوگ آپ کے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لیے بڑھیں۔

سید صاحبؒ پنجتار میں | سید صاحبؒ نے رسالدار صاحب کو لکھا کہ تم اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں ڈیرہ کرو۔ اس میں اس علاقے کے لوگوں کو تقویت اور تسلّی ہوگی اور ان خوانین کے سوال و جواب میں فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلّی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ کریں اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کرے گا۔ ہم نے رسالدار عبدالحمید خاں کو لکھا ہے۔ وہ تمھارے یہاں کوچ کر کے امان زئی کی گڑھی میں جا کر ڈیرہ کریں گے۔ ہم بھی جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمھارے یہاں آتے ہیں۔

آپ نے امب سے کوچ کی تیاری کی۔ مولوی خیرالدین صاحب شیرکوٹی کو چھتربائی میں برقرار رکھا۔ حافظ مصطفےٰ کاندھلوی کو اُن کی مدد کے لیے دیا۔ مولانا اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب پھلتی کو امب میں مقرر کیا اور چھتربائی اور امب میں تین سو کے قریب آدمی چھوڑے

اور اتنے ہی آدمی اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا اور پنجتار پہنچ کر اپنے قدیم برج میں قیام فرمایا۔ آپ نے اُن سب خوانین کو پنجتار میں طلب فرمایا، جنھوں نے آپ کے بلانے کے واسطے خط بھیجا تھا اور اُن سے گفتگو کی۔ عُشر کا غلہ، جو جابجا جمع تھا، اُس کو محفوظ کرنے کے لیے دو جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔

تُورو میں | چند دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ دُرانیوں کا لشکر ہشتنگر سے کوچ کر کے دریا لنڈے سے اُتر کر چارسدے میں آگیا۔ آپ نے کوچ کی تیاری کی اور ضروری اسباب تیار کر کے پنجتار سے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زائد تھے۔ امان زئی کی گڑھی میں آپ نے قیام فرمایا۔ دُرانیوں نے چارسدے سے کوچ کر کے موضع اُتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا۔ جب انھوں نے سید صاحبؒ کو سنا کہ آپ پنجتار سے امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے، تو وہ اُتمان زئی سے کوچ کر کے موضع ہوتی میں آکر ٹھیرے۔ جب یہ خبر آپ کو ہوئی، تو آپ امان زئی کی گڑھی سے کوچ کر کے موضع تُورو میں تشریف لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا۔

سرداران پشاور کو فہمائش و نصیحت | سید صاحبؒ نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو، جو موضع تورو کے رہنے والے تھے، اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ ہم ہندوستان سے اپنا گھر بار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے اس ملک میں آئے ہیں کہ کافر لاہور سے جہاد کریں اور تم سب مسلمان بھائی ہمارے شریک ہو۔ یہاں کے اور مسلمانوں سے پہلے تم نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں کی شرکت چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی۔ تم کو مناسب ہے کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ۔ ہم کو کسی طرح یہ بات منظور نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں۔ اگر تم نہ مانو گے، تو یہ بات سمجھ لو کہ اس میں تمھارے دین کا بھی نقصان ہے اور دُنیا کا بھی، ہم نے اپنی حُجّتِ شرعی تم پر قائم کر دی۔ آگے تم جانو، چار مُلا اور بھی اُن کے ساتھ گئے۔

سلطان محمد خاں کا جواب تیسرے روز انھوں نے آکر کہا کہ سلطان محمد خاں نے آپ کے پیغام کے جواب میں کہا کہ تم ہم سے ابلہ فریبی کی باتیں کرنے آئے ہو کہ سید بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس ملک میں محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ نہ کرو، اپنے وطن کو چلے جاؤ، نہیں تو تمھارا دین و دنیا میں نقصان ہوگا۔ ہم اُن کے اِن فریبوں میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ بھلا ہم اُن کی ایسی دینداری اور پرہیزگاری کی باتوں کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں؟ اوّل تو اُنھوں نے ہمارے بھائی یار محمد خاں کو قتل کیا اور مسلمانوں کے لشکر کا تمام مال و اسباب لُوٹ لیا۔ علاوہ اس کے احمد خاں کے موضع مردان اور ہُوتی کو تاراج کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ اُنھوں نے اسی کا نام رکھا ہے۔ ہمارے بھائی یار محمد خاں پر اُنھوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتحیاب ہو گئے۔ اب دن دوپہر ہم سے مقابلہ کریں، تب اُن کی للّٰہیت اور شجاعت کا حال معلوم ہو، اور دو چار دن کے عرصے میں جو ہوگا، دیکھ لینا۔

سید صاحب کی طرف سے اتمام حجت مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے سردار سلطان محمد خاں کی یہ پوری تقریر سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ اب کی بار تم پھر جاؤ اور نرمی کے ساتھ ہماری طرف سے اُن کو سمجھاؤ کہ تم ناحق پر اصرار نہ کرو، خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو کہ جب ہم اوّل مُلک سندھ سے آئے اور تمھارے قلعہ قاضی میں اُترے اور تم استقبال کر کے ہم کو وہاں سے کابل لے گئے اور وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اُتارا، ہماری ضیافتیں کیں، ہم نے تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دی، تم نے اور تمھارے بھائی یار محمد خاں اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان کیا کہ ہم جان و مال سے تمھارے اس کارِ خیر میں شریک ہیں اُن دنوں تمھارے اور تمھارے بھائی دوست محمد خاں کے درمیان ناچاقی تھی۔ ہم نے چالیس روز وہاں للّٰہ فی اللہ اس واسطے قیام کیا کہ تمھارے درمیان صُلح کرا کے تم کو ملا دیں کہ تم آپس کی نزاع چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافرِ لاہور سے لڑو کہ اسلام کی ترقی ہو، مگر تم کسی طرح ہمارے ملانے سے نہ ملے، اپنے ہی اصرار پر قائم رہے۔ تمھارے بھائی دوست محمد خاں نے علانیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مسلمان ہوں جس اعتقاد اور صاف دلی سے مَیں آج آپ سے

ملا ہوں، اسی طرح زندگی بھر آپ سے ملتا رہوں گا، اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں۔ یہ آپ سے کبھی وفا نہ کریں گے۔ ہم نے اُن کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔

پھر جب وہاں سے ہم پشاور ہوتے ہوئے ملک سمہ میں آئے اور بدھ سنگھ سے مقابلہ ہُوا، تو وہی بات، جو تمہارے بھائی دوست محمد خاں نے کی تھی پیش آئی۔ پھر تمہارے بھائی یار محمد خاں نے سکھوں سے خفیہ مل کر واللہ اعلم بالصواب ہم کو زہر بھی دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بچالیا۔ مقابلۂ کفار کے وقت وہ طرح دے کر آپ بھاگ گیا۔ لڑائی بگڑ گئی۔ چند روز کے بعد وہ خود فوج کشی کر کے پشاور سے ہمارے اُوپر چڑھ آیا۔ ہم نے آدمی بھیج کر اس کو بھی بہت سمجھایا، مگر وہ اپنی شامتِ نفس سے نہ سمجھا۔ آخر مارا گیا۔ اِس میں ہماری کون سی خطا ہے؟

اِسی طرح یہاں کے تمام ملک و خوانین نے بیعتِ امامت کی اور سب نے عُشر دینے کا اقرار کیا۔ ان میں احمد خاں بھی تھا۔ اب کی بار جب اس عُشر کے بندوبست کے لیے سب ملک اور خوانین بلائے گئے اور سب نے پھر از سرِ نو عُشر دینے کا عہد و پیمان کیا، تو احمد خاں نہیں آیا اور باغی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے تم کو لڑائی کے واسطے چڑھا لایا۔ ہم نے جس طرح تمہارے بھائی یار محمد خاں کو فہمائش کی تھی، اُس کو بھی کی۔ اُس نے نہ مانا۔ اب تمہیں ہم فہمائش کرتے ہیں۔ اگر مانو گے، بہتر؛ ورنہ ہم پر الزام نہیں۔

اور تم جو یہ کہتے ہو کہ تم نے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا، اس سبب سے تم فتحیاب ہوئے؛ اگر دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کرو، تو تمہاری بہادری اور مردانگی کا حال معلوم ہو، اُس کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم رات کو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، نہ دن کو، اس لیے کہ تم مسلمان ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے کو آئے ہیں۔ اگر تم خود زیادتی کر کے ہمارے مقابلے میں آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔ اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکے گا، کریں گے۔ ہم کو اُمید ہے کہ جس خدا نے رات کو تمہارے بھائی پر فتحیاب کیا تھا، وہی خدا تم پر دن کو فتحیاب کرے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور ناحق پر اصرار نہ کرو، بُرائی کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی،

اور ایک خط دیا۔[1]

سلطان محمد خاں کا متکبرانہ جواب | مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے واپس آکر بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں نے درشتی سے جواب دیا کہ ان قصّوں کہانیوں کی کچھ ضرورت نہیں، اپنے گھر کو جاؤ اور خبردار! پھر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سیّد بادشاہ کا پیام لانا۔

اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ سمہ کے اکثر ملک اور خوانین خفیہ طور پر سردار موصوف سے ملے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے سردار ممدوح سے یہ بھی کہا ہے کہ سیّد بادشاہ یہاں توروُ میں تنہا خود ہی لشکر کے ساتھ ہیں۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب، جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبخون مارا تھا، وہ ان دنوں موضع امب میں ہیں۔ ہم نے پنجتار سے سیّد بادشاہ کو بلا کر شکار کی طرح تمھارے سامنے کر دیا ہے۔ اب تم اُن سے نبٹ لو۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی آمد | سیّد صاحبؒ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو طلبی کا خط لکھا اور

---

[1] "منظورۃ السعداء" میں اس سلسلے کے دو خط سلطان محمد خاں کے نام اور ایک خط سلطان محمد خاں کا نقل ہوا ہے۔ سیّد صاحبؒ نے اپنے پہلے خط میں اپنی ہجرت اور جہاد کا مقصد بیان کیا اور تحریر فرمایا کہ ہم اس مُلک میں محض کفار سے جنگ کرنے کے لیے آئے تھے ہمارا کسی مسلمان سے جدال و قتال کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ خود ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے مزاحمت کی اور ہمارے اوپر لشکر کشی کر کے ہم کو نیست و نابود کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم بے سروسامان اور کمزوروں کی مدد فرمائی۔ ہم پہلے بھی عاجز و ناچار تھے، اب بھی عاجز و ناچار ہیں۔ البتہ اُس قادرِ مطلق مالک الملک کی بطش شدید سے ڈرنا چاہیے، جو اپنے کمزور بندوں کی مدد کرتا ہے۔

اوست سُلطاں، ہرچہ خواہد آں کند   عالمے را در دمے ویراں کند

ہست سُلطانی مُسلّم مراورا   نیست کس را زہرۂ چون و چرا

سُلطان محمد خاں نے اُس کا بڑا متکبرانہ جواب دیا اور لکھا کہ "آپ کا یہ کہنا کہ ہم اس مُلک میں محض کفار سے جہاد کرنے آئے تھے اور ہم کو مسلمانوں سے کچھ سروکار نہیں، محض ایک فریب ہے۔ آپ کا عقیدہ فاسد اور آپ کی نیت کاسد ہے۔ آپ فقیر بنتے ہیں اور ارادہ امارت کا کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اس بات پر کمر باندھ لی ہے کہ تم جیسے لوگوں کو ختم کر کے اس زمین کو پاک کر دیں گے۔

اس خط کو پڑھ کر اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ اب کچھ گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہے، لیکن سیّد صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک بار اور اتمام حجت کرنا چاہیے۔ آپ نے ایک دوسرا لکھا جس میں سلطان محمد خاں سے خواہش کی کہ کسی خلافِ شرع بات کی نشان دہی کی جائے، جو ہم لوگوں سے صادر ہوئی ہو۔ اگر ایسا کوئی فعل ثابت ہو گیا، تو کسی لشکر کشی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم خود شرعی سزا کے لیے حاضر ہو جائیں گے اور آپ کو یہاں تک آنے کی تکلیف نہیں دیں گے۔ سلطان محمد خاں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

فرمایا کہ وہاں کے انتظام اور بندوبست کے لیے سید اکبر صاحب کو مقرر کر کے آپ اور شیخ ولی محمد صاحب پھلتی جلد آجائیں۔ شاہ صاحب نے سید اکبر صاحب کو وہاں کا ذمے دار بنایا، شیخ بلند بخت دیوبندی کو قلعدار کیا اور مولوی خیرالدین صاحب کو بدستور چھترباٸی میں رکھا اور امب سے کچھ کم دو سو غازی ہمراہ لے کر شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ موضع تورڑو کو روانہ ہو گئے۔ جب موضع تورڑو دو یا ڈھائی کوس رہا، آپ نے سید صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ سید صاحبؒ نے کہلایا کہ آپ وہیں تشریف رکھیں اور ہمارے آدمیوں کا انتظار کریں۔ رات ہی کو آپ نے کوئی تین سو مسلح آدمی مولانا کے لینے کو بھیجے۔ نمازِ فجر کے بعد بڑے تجمّل و اہتمام سے تورڑو کو روانہ ہوئے جب تورڑو کے قریب پہنچے، تو سید صاحبؒ چند آدمیوں کے ساتھ استقبال کو آئے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مخالفین پر رُعب ہو کہ مولانا اپنے مجاہدین کے ساتھ آپہنچے۔

مولانا کے آنے کے بعد دوسرے دن نمازِ عشا کے بعد مخبر نے خبر دی کہ سردار سلطان محمد خاں سے نجومیوں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم اپنا کل لشکر لے کر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور ادھر اُدھر گشت کر کے چلے آؤ، پھر اس کے اگلے روز اُن سے مقابلہ کرو، تمہاری فتح ہو گی۔ سو کل اُن کا لشکر ضرور آئے گا، آپ ہوشیار رہیں۔

اگلے روز گھڑی، ڈیڑھ گھڑی دن چڑھا ہو گا کہ طلیعہ کے ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ دُرّانیوں کا لشکر آتا ہے۔ نقارہ بجا اور لوگ تیار ہو کر اُس طرف کو روانہ ہوئے اور موضع تورڑو سے نکل کر آدھ کوس پر جمع ہوئے۔ سردار سلطان محمد خاں ادھر سے آتے آتے پاؤ کوس کے فاصلے پر مع لشکر کے کھڑا ہو گیا۔ اس عرصے میں ایک سوار آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج تو ہم یوں ہی سیر و تماشہ کے طور پر آئے ہیں، مگر کل ہم آکر آپ سے مقابلہ کریں گے۔ آپ نے اُس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہ دینا کہ ہم نہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل، لیکن اگر تم خود چڑھ کر آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔

تحریر۔ حضرت سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مایار کی جنگ

جنگ کی تیاری | تُورو اور ہُوتی کے درمیان مایار نام کا ایک مقام تھا[1]۔ اُس کے کنارے مشرقی جانب ایک چشمے دار پانی کا نالہ تھا[2]۔ اُس کی حفاظت کے لیے سید صاحبؒ نے اپنے لشکر کے چند قندھاری مُتعین کر دیے۔ وہ وہاں رات دن رہتے تھے۔ رات کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ کل سردار سُلطان محمد خاں نے آپ سے لڑائی کا وعدہ کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل سویرے آ کر اس نالے اور مایار پر اپنا بندوبست کرے۔ تو پانی اور وُہ بستی ہم سے چُھوٹ جائے اور مایار کے گرد پکّی دیوار ہے، وہ لڑائی کے لیے بڑے موقع کی جگہ ہے۔ آپ اُس کا ضرور کچھ بندوبست کریں آپ نے مولانا کی یہ تجویز بہت پسند کی اور مُلّا لعل محمد اور مُلّا قطب الدین سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں کے ساتھ جا کر اُس نالے پر اپنا مورچہ قائم کرو۔ ہم نے تم کو اس کام پر متعین کیا ہم سے اور دُرّانیوں سے کیسا ہی سخت مُقابلہ پڑے۔ تم اس نالے کو نہ چھوڑنا۔

دُعا | آپ کے حکم سے رات بھر لشکر تیار رہا۔ تمام پیادہ و سوار رات بھر بیدار اور ہتھیار

---

[1] یہ مقام اب بھی ہے۔ بڑا گاؤں ہے۔ عُرفِ عام میں اسے "مایار" کہتے ہیں۔ "منیار" بھی لکھا جاتا ہے۔

[2] یہ نالہ طیبانی ندی ہے جو مردان اور ہوتی کے پاس سے گزرتی ہُوئی مایار اور تُورو کے پاس بہتی ہے۔ یہ سارے مقامات اس کلپانی ندی کے کنارے پر واقع ہیں۔

باندھے ہوشیار رہے۔ صبح کی نماز میں بہ نسبت اور دنوں کے آپ کے ساتھ نمازیوں کی بڑی کثرت تھی۔ نماز کے بعد آپ نے بڑی دیر تک ننگے سر ہو کر بڑی گریہ وزاری اور عجز و انکسار کے ساتھ دُعا کی۔ پروردگار کی جبّاری و قہّاری اور اپنی ناتوانی و خاکساری کا ایسا بیان کیا کہ لوگوں پر رقّت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

جونہیں آپ نے دُعا کر کے اپنے مُنہ پر ہاتھ پھیرے، ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا کہ میں مایار کے نالے پر سے مُلّا لعل محمد قندھاری کا بھیجا ہُوا آپ کی اطلاع کو آیا ہوں کہ موضع ہُوتی میں دُرّانیوں کا نقارہ ہُوا ہے، آپ پھر ہوشیار ہو جائیں۔ یہ سُن کر آپ نے اپنے لشکر میں نقّارہ بجانے کا حکم دیا اور لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار ہو کر تورو کے میدان میں جمع ہوگئے۔

سیّد ابو محمد کی بیعت اخلاص | سیّد ابو محمد صاحب نصیر آبادی آپ کی اہلیہ کے خالہ زاد بھائی . جو بانکوں میں مشہور تھے، اپنا گھوڑا استھان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب، جس روز سے میں آپ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا ہوں، آج تک میرا یہی خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتے دار ہیں، میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کہیں عروج دے گا، تو اُن کی وجہ سے میری بھی ترقّی ہو گی۔ نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ کچھ ثواب جان کر۔ مگر اب میں نے اس خیالِ فاسد سے توبہ کی اور از سرِ نو آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے بیعتِ جہاد کرنے کو آیا ہوں۔ آپ مجھ سے بیعت لیں اور میرے واسطے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس نیّت اور ارادے پر ثابت قدم رکھے۔ آپ نے اُن سے بیعت لی اور اُن کے واسطے دُعا کی۔ اُس وقت تمام حاضرین پر رقّت سے ایک عجیب حال واقع تھا کہ ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

دُعا کے بعد سیّد ابو محمد صاحب آپ سے مصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اُنھوں نے بسم اللہ کر کے اپنا داہنا پاؤں رکاب میں رکھا اور آوازِ بلند پُکار کر کہا کہ سب بھائیو، اس بات کے گواہ رہنا کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان و

شوکت اور خواہشِ نفس کے لیے سوار ہوتے تھے۔ اس میں کچھ خدا کا واسطہ نہ تھا۔ مگر اس وقت ہم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضاجوئی کے واسطے بہ نیتِ جہاد اس گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں۔

جنگ کی ابتدا: شام کو سردار سلطان محمد خاں اور اس کے بھائیوں پیر محمد خاں، سید محمد خاں اور بھتیجے حبیب اللہ خاں (پسر محمد عظیم خاں وزیر) نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سید کے مقابلے سے کسی طرح منہ نہ موڑیں گے، پھر انھوں نے یہ قسم اپنے سب مشیروں اور افسروں سے لی۔ باقی لشکر کی قسم کے لیے انھوں نے دو طرف نیزے گاڑ کر ایک دروازہ سا بنایا۔ اس میں ایک لنگی باندھ کر کلام اللہ لٹکایا۔ اس کے نیچے سے سارا لشکر نکل کر میدان میں آیا۔

پچھلی رات کو کوچ کا نقارہ ہوا۔ موضع ہوتی کے لوگوں کا بیان ہے کہ اکثر درانی شراب پی کر اور خوب مست ہو کر اور کمر باندھ کر اور گھوڑے کھینچ کر تیار ہوئے۔ جب دوسرا نقارہ ہوا، تب چاروں سردار اس دروازے سے نکلے اور دروازے کے کنارے ایک طرف کھڑے ہوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے سے نکالیں۔ پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا۔ وہاں انھوں نے تمام لشکر کے چار غول کیے: تین سواروں کے، ایک پیادوں کا۔ پیادوں کی بٹالین میں افسر کیول نام فرنگی تھا۔ اس بٹالین میں چھوٹی چھوٹی دو توپیں تھیں۔ سواروں کے ایک غول میں پیر محمد خاں سردار تھا، ایک غول میں حبیب اللہ خاں، ایک غول میں خود سردار سلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ تھیں۔ جب چار غول جدا جدا مقرر ہو چکے اور تیسرا نقارہ ہوا، تب لشکر کا وہاں سے کوچ ہوا۔[1]

اس عرصے میں ایک سوار بآوازِ بلند مجاہدین کے لشکر میں پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو، خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ، درانیوں کا لشکر آتا ہے اور حضرت سے عرض کیا کہ نالے پر ملا لعل محمد کے ساتھ آدمی کم ہیں لشکر قریب آگیا ہے، ایسا نہ ہو کہ نالہ ان سے چھوٹ جائے۔ یہ خبر سن کر آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جنابِ باری میں نہایت الحاح و زاری سے دعا کی۔ پھر گھوڑے

---

[1] منظورہ

پر سوار ہو کر روانہ ہوئے[1]۔

جب تُورو اور مایار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اُترنے لگے، وہاں ایک جگہ پانی کم تھا۔ دائیں بائیں گہرا تھا کہ کمر کمر تک پہنچتا تھا۔ نالے کو پار کرنے میں صف کی ترتیب و انتظام قائم نہ رہا۔ نالہ پار ہونے کے بعد پھر صفوں کی ترتیب قائم ہو گئی۔ ادھر سے توپ چلی اور لوگ نالے اُتر کر پار ہوئے۔ آپ نے باآوازِ بلند پکار کر کہا کہ سب بھائی، جو سُنتے ہیں، وُہ گیارہ گیارہ بار سُورۂ لِاِیْلٰفِ پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر لیں اور لشکر میں سب بھائیوں سے یہی کہ دیں اور جن کو یاد ہو، یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلیں: "اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَھُمْ وَ خَرِّبْ بُنْیَانَھُمْ وَ خُذْھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ"۔

ہدایات پھر آپ نے رسالدار عبد الحمید خاں صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں کو لیے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پُشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے حملہ نہ کرنا۔ شاہینچیوں کے جمعدار شیخ عبد اللہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کے برابر بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو۔

پھر آپ آہستہ آہستہ آگے کو روانہ ہوئے۔ جب موضع مایار کے برابر پہنچے، تو مخالفین کا لشکر صاف نظر آنے لگا۔ ادھر سے دو توپیں چل رہی تھیں اور لشکر کے چار غول تھے: تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا۔ آپ نے اپنے لوگوں سے صف باندھنے کے لیے فرمایا اور سب سے کہ دیا کہ خبردار، کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر بندوق چلائے۔

"مجاہدین کی تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی میں تو ہندوستانی تھے، بیچ کی صف میں مُلکی لوگ تھے۔ ہر صف میں اتنے فرق سے آدمی کھڑے تھے کہ بندوقچی بافراغت بندوق بھر کر بھر ماری کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائیو! دوڑنا حرام سمجھ کر تیز قدمی کے ساتھ اسی طرح صف باندھے ہوئے توپوں کی طرف روانہ ہو، اس لیے کہ دوڑنے سے آدمی کی سانس پھُول جاتی ہے اور وُہ تھک کر

رہ جاتا ہے اور کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ توپ کی آواز ہوتی تو ہے بڑی مُہیب اور ڈراؤنی، لیکن ایک گولہ ایک آدمی کے سوا کسی کی جان نہیں لے سکتا، بشرطیکہ صفوں میں خلل واقع نہ ہو۔[1]

لشکر کے مخلصین اس عرصے میں پَے در پَے دو گولے اس طرف سے ٹپا کھا کر آئے اور صفوں کے اُوپر ہو کر نکل گئے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اِدھر سے گولے آتے ہیں، آپ گھوڑے سے اُتر پڑیں۔

یہ حال بیچ کی صف کے مُلکیوں نے دیکھا کہ گولے آتے ہیں اور آپ اپنے گھوڑے سے اُتر گئے ہیں۔ وہ تمام مُلکی در پردہ سردار سلطان محمد خاں سے مِلے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے لگے۔ کوئی بستی کی دیوار کی آڑ میں جا کھڑا ہوا اور کوئی نالے کے نشیب میں۔ فقط آپ کے لشکر کے سوار اور پیادے اور رفیقوں کے سوار و پیادے کم و بیش دو ہزار رہ گئے۔ فتح خاں پنجتاری، گنڑیالہ کے منصور خاں، شیوہ کے دونوں بھائی شکار خاں اور انند خاں، کلابٹ کے اسمٰعیل خاں، گڑھی امازئی کے سرور خاں، اکوڑے کے خواص خاں خٹک اور اُن کے عزیزوں میں شہباز خاں خٹک، زیدے کے فتح خاں، توردو کے دلیل خاں، لُوند خوڑ کے نسیم خاں، کوٹھے کے مُلّا سیّد امیر آخوند زادہ، ٹوپی کے مُلّا نہار الدین، ڈاگئی کے مُلّا باقی۔ ان کے علاوہ اور مُلّا و طالب علم آپ کے ساتھ شریک رہے۔

پہلا شہید کالے خاں افغان قوم آفریدی ساکن مُزشمس آباد، جو چھتر بائی کے بعد سے ناراض ہو کر چلے گئے تھے اور نادم ہو کر پھر آئے تھے اور سیّد صاحبؒ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے، گھوڑے پر سوار صف کے آگے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں پھرتے تھے[2] اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو، صف کے برابر جمے چلو۔ ناگہاں اِدھر سے ایک گولہ ٹپا کھا کر آیا اور اُن کے بائیں پہلو میں لگا اور وہ

---

[1] منظورہ

[2] "منظورۃ السعداء" میں ہے کہ کالے خاں سامنے آئے، تو سیّد صاحبؒ نے عبداللہ والیہ کا گھوڑا، جو سبزہ رنگ تھا، ان کو دیا۔ اس کی لگام تھامتے ہی اُنھوں نے کہا کہ انشاءاللہ اپنا سر توپ کے مُنہ میں دے دوں گا۔

گھلانے سے پرسے زمین پر گرے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کالے خاں کے گولہ لگا۔ آپ نے سن کر "إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا۔ صف کے لوگ آہستہ آہستہ جمے ہوئے آگے چلے جاتے تھے۔ جب کالے خاں کے قریب پہنچے، تو لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان باقی ہے۔ گولے سے پہلو نہیں پھوٹا، مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے۔ کالے خاں نے آہستہ سے کہا کہ میرے بازو پر تعویذ ہے، اُس کو کھول لو۔ کسی نے وہ تعویذ کھول لیا۔ کالے خاں وہیں رہے اور صف آگے نکل گئی۔

"انھیں گولوں سے لشکرِ اسلام کا سقہ اور کریم بخش گمانٹم پوری، جو سید صاحبؒ کے لیے کھانا پکا کر کمر میں باندھے ہوئے تھے اور چند لوگ شہید ہوئے۔

ایک فقیر، جن کو قلندر کابلی کہتے تھے، چند روز سے لشکرِ اسلام میں مقیم تھے۔ وہ قدسی کی مشہور نعت کی تضمین ع ——— "یا رسولِ عربی، شاہسوارِ مدنی" ——— بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ سید صاحبؒ بھی اُن سے بڑی بشاشت کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرماتے تھے۔ وہ صف سے چار قدم آگے کھڑے تھے۔ انھوں نے جب حریف کی توپ کی آواز سُنی، تو اپنی جگہ سے اچھل کر رقص کرنے لگے اور کچھ زبان سے کہا، جس کو قریب کے آدمیوں نے سُنا۔ اتنے میں ایک گولہ اُن کے پاؤں کے پاس آکر گرا اور اُس سے اس قدر غبار اٹھا کہ قلندر اُس میں چھپ گیا۔ لوگ سمجھے کہ شہادت پائی۔ جب غبار چھٹا، تو قلندر برآمد ہوا۔ وہ اپنی گدڑی اپنے ہاتھ سے نچاتا تھا اور مست تھا۔"[1]

مجاہدین کی رجز خوانی | مولوی سید جعفر علی لکھتے ہیں کہ اس وقت دو شخص جنگ کی تحریض و تحریص کر رہے تھے اور اُن کی آواز اس وقت بڑی دلکش اور مؤثر تھی، ایک امان اللہ خاں ملیح آبادی، جو معمر آدمی تھے، لیکن نہایت جری اور شجاع، وہ اس طرح بہادری، ثابت قدمی اور دلاوری کی باتیں کرتے تھے کہ بُزدل سے بُزدل انسان بھی اُن کی باتیں سُن کر جنگ پر آمادہ ہو جاتا۔ دُوسرے شیخ ریاست علی مولانی جو مولوی خُرم علی کے رسالۂ جہادیہ کے اشعار بڑے جوش و اثر کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

معرکہ | آگے بڑھ کر سید صاحبؒ نے ننگے سر ہو کر کمال عجز و زاری سے پھر دُعا کی کہ "الٰہی، ہم

[1] منظورہ

عاجز و ضعیف بندے ہیں۔ تیرے سوا ہمارا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے، جو ہم کو بچائے۔ ہم نے اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر اُنھوں نے نہ مانا اور تُو دانا و بینا ہے، ہمارے دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں، تو ہم ضعیفوں کو فتحیاب کر اور جو وہ حق پر ہوں، تو اُن کو۔"

اس عرصے میں اُن کے چار غولوں میں سے ایک نے جس میں دو توپیں چلتی تھیں، گھوڑوں کی باگیں اُٹھا کر حملہ کیا۔ اس ہیئت سے کہ تلواریں ننگی علم کیے، داڑھیاں دانتوں میں دابے، دائیں بائیں مُنہ پھیرے "سیّد کُجاست؟ سیّد کُجاست؟" کہتے ہوئے چلے۔ جب اتنے قریب آ پہنچے کہ چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہ گیا، سیّد صاحبؒ نے اپنے رفل بردار سے رفل لیا اور باوازِ بلند تکبیر کہہ کر سر کیا۔ اس کے ساتھ ہی تمام غازیوں نے تکبیر کہہ کر ایک باڑھ ماری اور حملہ کر دیا، مگر وہ کسی طرح نہ رُکے۔ دفعۃً آ کر گڈمڈ ہو گئے۔ غازیوں نے اُن کو بھرماری پر رکھ لیا۔ قرابینچی قرابین مارتے تھے، بندوقچی بندوق، تلوار والے تلوار، اور گنڈاسے والے گنڈاسے۔ خدا کی مدد سے اُن کا مُنہ پھر گیا۔ سیّد صاحبؒ نے فرمایا کہ ہاں، سواروں سے کہہ دو کہ تم بھی حملہ کر کے اُن کو لو۔ کسی نے کہا کہ سوار تو اوّل ہی شکست کھا کر، معلوم نہیں، کہاں چلے گئے۔[1]

---

[1] یہ سوار پیادہ فوج کی پشت پر تھے۔ دُرّانیوں کا ایک غول اُن کی طرف بڑھا اور دونوں طرف کے آدمی ایک دُوسرے میں گڈمڈ ہو گئے۔ مُلکی سوار بھاگ کھڑے ہوئے۔ ساری لڑائی ہندوستانی سواروں پر پڑ گئی۔ رسالدار عبدالحمید خاں بڑی شجاعت اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ زخمی ہو کر گرے۔ سیّد موسیٰ، سیّد اسمٰعیل بریلوی بھی زخمی ہوئے۔ تین ہزار دُرّانیوں کا مقابلہ پانسو ہندوستانی سواروں سے تھا۔ آخر ہندوستانی سوار متفرق ہو کر دُرّانیوں کے مجمع سے نکل آئے۔ دُرّانیوں نے کچھ دُور اُن کا تعاقب کیا، پھر اپنے لشکر کی طرف واپس گئے۔

"منظورہ" میں ہے کہ جس وقت سیّد صاحبؒ کی جماعت پر دُرّانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سیّد صاحبؒ کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مردِ درویش اور سیّد صاحبؒ کے محبِ جاں نثار تھے، فرطِ محبت سے تاب نہ لا سکے اور سواروں کو للکار کر کہا کہ عزیزو، دُرّانیوں کے اس انبوہِ عظیم نے امیرالمومنین کی جماعتِ قلیل پر حملہ کیا ہے۔ اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے سے تھے اور دُرّانی تین ہزار سے کم نہ تھے۔ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سیّد ابو محمد، شیخ عبدالحکیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سیّد موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گر پڑے۔ دُرّانی سوار جتنی بار پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انھیں سواروں پر گرتے تھے۔ ۱۲ منہ

یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے۔ شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ اپنے سوار تو شکست کھا گئے۔ اب چل کر اُن کی توپیں لیں۔ شیخ صاحب اور مولانا نے کوئی ڈیڑھ سو غازیوں کے ساتھ اُن کا تعاقب کیا اور قواعد بھر باری پر رکھ لیا، ادھر اُن کا ایک دُوسرا غول اُسی ہیئت کے ساتھ "سیّد کجاست؟ سیّد کجاست" کہتا ہُوا اور اسی طرح گڈمڈ ہو گئے۔

سیّد صاحبؒ کی شجاعت | اُس وقت سیّد صاحبؒ کے ساتھ کم وبیش پانسو غازی ہوں گے، باقی جابجا متفرق ہو گئے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ دائیں بائیں سے دونوں رفل بردار رفل بھر بھر کر دیتے تھے اور آپ دونوں طرف سے سر کرتے تھے۔ داہنے طرف والے کا سینہ داہنی جانب رکھ کر اور بائیں طرف والا بائیں جانب رکھ کر، چہرے پر خوف وہراس کا نشان نہ تھا۔ یہ غول بھی بالآخر پسپا ہُوا۔ پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ مجاہدین ہر غول کے تعاقب میں گئے۔ سیّد صاحبؒ بھی پچاس ساٹھ آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ایک غول کے پیچھے بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

ادھر چھ سات سَو سواروں کا ایک اور پرا کھڑا تھا۔ اُنھوں نے دیکھا، تو گھوڑوں کی باگیں اُٹھا کر سیّد صاحبؒ کی جماعت پر حملہ آور ہوئے۔ آپ اُس وقت ایک اور غول کے تعاقب میں مشغول تھے۔ میاں خدا بخش رامپوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت، سواروں کا ایک غول اس طرف بھی آتا ہے۔ یہ بات سُن کر ایک غازی نے کہا کہ چُپ رہو، آنے دو، حضرت کا نام نہ لو۔ یہ آواز سُن کر آپ بھاگنے والے غول کا تعاقب چھوڑ کر بڑی چستی اور چالاکی کے ساتھ اُس آنے والے غول کی طرف پلٹ پڑے۔ یہ غول بھی اُسی ہیئت کے ساتھ ڈاڑھیاں دانتوں میں دابے، ننگی تلواریں علم کیے "سیّد کجاست؟ سیّد کجاست؟" کہتے ہوئے گڈمڈ ہو گیا۔ سیّد صاحبؒ نے اُنھیں پچاس ساٹھ غازیوں کے ساتھ بندوقوں، قرابینوں، تلواروں اور گنڈاسوں پر رکھ لیا۔ تائیدِ الٰہی سے وُہ پسپا ہوئے اور دس بارہ غازیوں نے اُن کا پیچھا کیا اور آپ کے ہمراہ دس بارہ غازی رہ گئے۔

ایک لڑکے کی جرأت | تیرہ، چودہ برس کے ایک مُلکی لڑکے کے پاس گنڈاسا تھا جس کو ملکی لوگ

گُفرچٹ کہتے تھے۔ اُس لڑکے نے لپک کر ایک سوار پر وار کیا۔ گنڈاسے کی نوک خمدار تھی۔ اس سوار کی زرہ میں اٹک گئی۔ سوار بھاگا۔ لڑکا دونوں ہاتھوں سے اپنا گنڈاسا پکڑے ہُوئے کھچا چلا جاتا تھا اور پشتو زبان میں کہتا تھا کہ " زُما گُفرچٹ ئے یوڑو، زُما گُفرچٹ ئے یوڑو" یعنی ہمارا گُفرچٹ یہ شخص لیے جاتا ہے۔ اس کا یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سر کیں۔ آخر اُس کے ایک گولی لگی اور گھوڑے سے زمین پر گرا اور گنڈاسے کی نوک اُس کی زرہ سے چھوٹ گئی۔ اس لڑکے نے اُس گنڈاسے سے اُس کا خاتمہ کیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل اور شیخ ولی محمد صاحب کا کارنامہ

اس عرصے میں تین چار توپیں سر ہُوئیں اور دُرّانیوں کے سواروں کے غول پراگندہ ہو کر بھاگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مولانا اور شیخ ولی محمد صاحب نے دُرّانیوں کی توپوں پر قبضہ کر لیا۔ سیّد صاحبؒ نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ وہاں زنجیر لیے جلد توپیں لے کر ہمارے پاس آجائیے۔ اُنھوں نے آکر بیان کیا کہ ہم نے سواروں کا تعاقب کیا۔ اور اُن کو بھرماری پر رکھ لیا۔ وُہ سوار بدحواس ہو کر بھاگے۔ جب وہ توپوں کے قریب پہنچے، تو وُہ توپ والے بھی اُن کا یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہُوئے اور ہم نے اُن کی توپوں پر قبضہ کیا۔ توپ بھرنے کا سامان وُہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ اُس وقت نواب خاں لنگڑے گُنتی والے وہاں موجود تھے۔ اُن کا لٹھ بالکل سُنبے کی طرح تھا۔ اُن سے اُن کا لٹھ اور شیر محمد خاں سے توڑا لے کر چار فیر سر کیے جس سے اُن کا غول پراگندہ ہو گیا۔

مولانا اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ کئی دُرّانی سوار مجھ تک آئے۔ میں نے (اپنی زخم خوردہ انگلی[1] کی وجہ سے) جتنے بار اپنی چقماقی بندوق چلائی، اُس کے پتھر نے خطا کی۔ جب کئی بار یہی صورت پیش آئی، تو مجھے گمان ہُوا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ یہ دیکھ کر حافظ وجیہ الدین صاحب نے اپنی فتیلے دار بندوق سے حملہ آور سوار کو قتل کیا۔

---

[1] یاد ہوگا کہ پھلیٖ کی جنگ میں مولانا کی دائیں ہاتھ کی چھنگلیا زخمی ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ ہتھیلی پورے طور پر کام نہیں کرتی تھی اور بندوق کا بھرنا مشکل تھا۔ اسی بنا پر جنگ کے وقت اکثر اپنے ساتھ کارتوس رکھتے تھے۔ اکثر از راہِ ظرافت اپنی اس چھنگلیا کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ میری دوسری انگشتِ شہادت ہے۔ (منظورہ)

دُرّانیوں کی ہزیمت | اس عرصے میں دُرّانیوں کے سوار جو جا بجا پراگندہ اور مُنتشر ہو گئے تھے، اپنی پہلی صف گاہ پر پرا باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ سیّد صاحبؒ نے اُن کی جمعیت دیکھ کر سر برہنہ ہو کر بآوازِ بلند دُعا کی۔ پھر مولانا سے فرمایا کہ میاں صاحب، آپ جا کر شاہینیں سر کرائیں۔ مولانا نے جا کر اُونٹوں پر سے شاہینیں اُتروائیں اور زمین پر قطار باندھ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار غازی متعین کیے اور اجازت دی کہ ڈیوڑھ مارو۔ شاہینوں کی اتنی گولیاں پڑتی تھیں، مگر سواروں کا غول اُسی طرح جما کھڑا تھا۔ سیّد صاحبؒ توپوں کے پاس گئے۔ شیخ مولا بخش الہ آبادی نے توپ بھر کر دُرّانیوں کی طرف لگا رکھی تھی۔ آپ کی اجازت کا انتظار تھا۔ آپ نے جُھک کر دیکھا تو معلوم ہُوا کہ توپ دُرّانیوں کے نشان کے سامنے نہیں ہے۔ آپ نے اُس کا پیچ تھوڑا سا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو۔ شیخ مولا بخش نے آگ دی اور اُس فیر میں نشان بردار اُڑ گیا اور وہ غول پراگندہ ہو گیا۔ دُوسرے یا تیسرے فیر میں دُرّانی پسپا ہو کر بھاگے۔ جب تک وہ توپ کی زد پر رہے، شیخ ممدوح توپ چلاتے رہے؛ جب دُور نکل گئے، تب توپ چلانی موقوف کی اور شاہینیں بھی بند ہوئیں۔

جنگ کے اختتام پر | معرکۂ جنگ سے فارغ ہو کر مجاہدین، جو بہت پیاسے تھے، اس تالاب پر آئے جو مایار کے قریب دائیں ہاتھ کو تھا۔ تالاب کا پانی دُھوپ سے گرم تھا، لیکن شدّتِ تشنگی میں مجاہدین اسی سے اپنی پیاس بجھانے لگے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر لائے اور غازیوں کو سیراب کیا۔

اسی عرصے میں پراگندہ اور مُنتشر لوگ بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ شاہین و نقارہ بھی وہیں آگیا۔ اس تالاب پر دیر تک سیّد صاحبؒ اور مجاہدین نے قیام کیا۔ یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ دُرّانی سوار تعداد میں زیادہ ہیں، اگرچہ شکست کھا کر دُور تک چلے گئے ہیں، لیکن کیا عجب نہیں کہ اُن کے سواروں میں سے کوئی جُرأت سے کام لے کر پھر پلٹ پڑے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا اور دشمن زیادہ فاصلہ طے کر چکے، تو آپ نے مایار کی گڑھی کی طرف مراجعت فرمائی۔

زخمیوں کی مرہم پٹی | مولوی مظہر علی عظیم آبادی زخمیوں کو جمع کرنے، نماز جنازہ پڑھنے اور شُہدا کی تدفین

کے لیے مقرر ہوئے۔ تمام زخمی مایار کی گڑھی میں جمع کیے گئے۔ جرّاح حاضر ہوئے اور وہ زخموں کے سینے اور مرہم پٹی میں مشغول ہوئے۔ مغرب کی نماز گڑھی مایار میں ہوئی۔

مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں: لوگ اگرچہ صبح سے بھوکے تھے، لیکن فتح کی خوشی سے کھانے سے بے پروا اور آسودہ تھے۔ دن بھر کے تھکے ماندے ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ پڑ کر سو گئے لیکن جرّاحوں کو زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فرصت نہ تھی۔ عام طور پر لوگ سو رہے تھے۔ چراغ پکڑنے والا اور روشنی دکھانے والا بھی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ نُعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْهُمْ کا منظر تھا۔ آنکھ بے اختیار بند ہو ہو جاتی تھی۔ نصف شب کے بعد زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فراغت ہوئی۔

تحریر۔ غلام رسول مہرؔ

جنگ مایار

میدانِ جنگ سید صاحب اس وجہ سے گڑھی امان زئی کو چھوڑ کر تورو پہنچے تھے کہ درانیوں کا رُخ مردان کی طرف تھا اور وہ لڑائی پہ تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ تورو مردان سے چار میل جنوب میں ہوگا۔ دونوں کے عین وسط میں مایار ہے، جس کی مغربی سمت کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی تھی۔ لہذا یہ مایار کی جنگ کہلائی۔ بعض اصحاب نے اسے جنگِ تورو کی جنگ کہا ہے یقیناً اس لیے کہ مایار کے مقابلے میں تورو زیادہ مشہور وممتاز مقام تھا اور میدان جنگ سے قریب واقع تھا یا اس لیے کہ سید صاحب نے جنگ مایار کے لیے تورو کو بوجہ قرب مرکز بنایا تھا۔

سید صاحب خود تو غازیوں کے بڑے حصے کے ساتھ تورو میں مقیم ہوئے۔ قندھاریوں اور ننگرہاریوں کی ایک جماعت کو گڑھی مایار میں بٹھا دیا۔ درانی اگر ہوتی مردان سے تورو پر پیش قدمی کرتے تو مایار کے غازی انھیں روک سکتے تھے۔ جا بجا پہروں کا انتظام بھی کر دیا۔

پہلی جھڑپ مولانا شاہ اسماعیل کے پہنچنے سے دوسرے دن سید صاحب کے طلایہ گرد سواروں نے اطلاع دی کہ درانیوں کی فوج گڑھی مایار پر حملے کے ارادے سے نکلی ہے۔ سید صاحب اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے:

> "اللہ تعالیٰ کا کارخانہ دیکھیے۔ ہم ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے کہ مسلمانوں کو متفق کر کے کافروں سے جنگ کریں۔ بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ کفار تو در کنار، یہ مسلمان ہی ہمارے مخالف اور دشمن جانی بن گئے اور ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم تو ہرگز نہیں چاہتے کہ ان سے لڑیں۔ چنانچہ سلطان محمد خاں کو بارہا سمجھایا۔ لیکن نفس و شیطان نے اس کو شر و فساد پر اس درجہ آمادہ کر دیا کہ کچھ اس کے ذہن میں نہ آیا۔ خیر، مشیت اگر یونہی ہے تو ہم ناچار

ہیں، جو کچھ ہوگا، دیکھ لیں گے"۔

درانیوں کے نکلنے کی خبر سنتے ہی سید صاحب نے شتری نقارہ بجا کر کوچ کا حکم دے دیا۔ میدان میں پہنچے تو خضر خاں مایار سے یہ خبر لایا کہ درانیوں نے کچھ آدمی بھیج کر گڑھی پر گولیاں چلوائی تھیں۔ جب گڑھی سے جواب میں باڑھیں ماری گئیں تو درانی واپس چلے گئے۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ ممکن ہے درانیوں کی مراجعت جنگی چال پر مبنی ہو اور بے خبر پا کر وہ دوبارہ حملہ کر دیں۔ جب یقینی طور پر اطلاع مل گئی کہ فوری حملے کا کوئی اندیشہ نہیں تو سید صاحب پہروں کا انتظام کر کے تورو چلے آئے۔

صبح جنگ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ پیادوں اور سواروں میں سے باری باری آدھے سوئیں اور آدھے جاگتے رہیں۔ اس حکم پر پورے اہتمام سے عمل ہوا۔ دوسرے روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر عاجزی سے دعا کی۔ پھر غازی کھانا پکانے میں لگ گئے۔ عین اس حالت میں ملا لعل محمد قندھاری کے ایک آدمی نے یہ خبر پہنچائی کہ درانی فوج میں کوچ کا پہلا نقارہ بج چکا ہے۔ اس کے پیچھے مایار کے ایک اور آدمی آ گیا کہ درانی فوج میں دوسرا نقارہ بھی بج چکا ہے۔ غازی کھانے سے بے پروا ہو کر فوراً تیار ہو گئے۔ اس وقت سید صاحب کے پاس مندرجہ ذیل ملکی خوانین و علما موجود تھے:

(۱) فتح خاں (پنجتار)، (۲) منصور خاں (گھڑیالہ)، (۳) آنند خاں (شیوہ)، (۴) مشکار خاں (شیوہ)، (۵) اسماعیل خاں (کھلابٹ)، (۶) سرور خاں (امان زئی)، (۷) خواص خاں (اکوڑہ خٹک)، (۸) شہباز خاں (اکوڑہ خٹک برادر زادہ خواص خاں)، (۹) فتح خاں (زیدہ)، (۱۰) دلیل خاں (تورو)، (۱۱) نسیم خاں (لوند خوڑ)، (۱۲) قاضی سید امیر (کوٹھا)، (۱۳) ملا بہاء الدین (ٹوپی)، (۱۴) ملا باقی (ڈاگئی)۔

فریقین کی جنگی قوت میں جس حد تک تحقیق کر سکا ہوں درانی فوج اس وقت بارہ ہزار تھی ــــ ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار ــــ ان کے پاس دو بڑی اور چار چھوٹی توپیں تھیں۔ سید صاحب کے پاس غازیوں کے علاوہ ملکی آدمی بھی تھے۔ ان سب کی مجموعی تعداد ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ سوار صرف پانچ سو تھے۔ توپ کوئی نہ تھی۔ سید صاحب بڑ

خواہاں بھی نہ تھے اور انھیں لڑائی کا خیال بھی نہ تھا۔ جب لڑائی ناگزیر ہوگئی تو اسباب کے محاذ سے توپیں اٹھوا کر لانے کا کوئی موقع ہی نہ رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سید صاحب نے اس امر کو مشرقی خطۂ دفاع کی مصلحتوں کے خلاف سمجھا ہو۔[1]

مایار اور تورو کے درمیان نالہ بہتا ہے جس کا نام "چھلپانی" ہے۔ سید صاحب نے پیادوں کی صف بندی شروع میں کر دی تھی۔ نالہ عبور کرتے وقت صف بندی قائم نہ رہ سکی۔ پانی کمر تک آیا۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر صفیں پھر درست کر لی گئیں۔ تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی صف میں ہندوستانی غازی تھے، بیچ کی صف میں ملکی تھے۔ سواروں کو پیادوں کی صفوں کے بائیں جانب پیچھے رکھا تھا۔ ان سے آگے شاہین داروں کا جیش تھا، جس کے سرعسکر شیخ عبداللہ رام پوری تھے۔ سواروں کو تاکید کر دی گئی تھی کہ جب تک حکم نہ ہو، قطعاً حملہ نہ کریں۔ قندھاری اور ننگرہاری یا تو مایار میں تھے یا چھلپانی کے کنارے جا بجا پہرے پر۔ غازیوں نے پیش قدمی کی تو ندی والے غازی بھی ساتھ مل گئے ہوں گے۔

کالے خاں شمس آبادی | شمس آباد مئو کے کالے خاں ایک نہایت مخلص غازی تھے۔ کئی لڑائیوں میں شریک رہے۔ چھتر بائی پر جو حملہ حافظ عبداللطیف نے بہ طور خود کرا دیا تھا، اس میں بھی شامل تھے۔ یاد ہوگا کہ اس حملے میں سیڑھی بھی استعمال کی گئی تھی، جو چھوٹی تھی۔ اتفاق سے جو غازی اس سیڑھی پر سب سے پہلے چڑھا، اس کا قد چھوٹا تھا۔ اول سیڑھی چھوٹی، دوسرے غازی کا قد چھوٹا۔ چھتر بائی کی دیوار تک پہنچنا مشکل ہوگیا اور حملہ ناکام رہا۔ کالے خاں خوب لمبے قد کے تھے، انھیں خیال ہوا کہ اگر میں پہلے چڑھتا تو ہاتھ بڑھا کر منڈیر پکڑ لیتا اور میرے چڑھ جانے کے بعد دوسرے غازیوں کے لیے اوپر جانے کی کوئی صورت

---

[1] وقائع میں ہے کہ درانی فوج تخمیناً بیس ہزار تھی اور سید صاحب کے پاس ملکیوں سمیت بارہ ہزار آدمی تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مبالغہ آمیز شنید یا سرسری تخمینہ ہے۔ اس کے مقابلے میں مجھے "منظورہ" کا بیان زیادہ قرین قیاس معلوم ہوا۔ "وقائع" میں یہ بھی ہے کہ مایار کی طرف بڑھتے ہی توپوں کے گولے آنے لگے تو اکثر ملکی ادھر ادھر چھپ گئے اور سید صاحب کے ساتھ تخمیناً دو ہزار آدمی رہ گئے۔ خوانین نے ایک لمحہ کے لیے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ بیلیو نے لکھا ہے کہ پیادے پانسو تھے اور سب کے سب ہندوستانی تھے، سوار پندرہ سو تھے اور ان میں زیادہ تر ملکی تھے۔ یہ بیان بھی صحیح نہیں۔

نکل آتی۔ بس اسی واقعہ سے دل برداشتہ ہوکر واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ غازیوں نے بھی سمجھایا، سید صاحب نے بھی نصیحت فرمائی، کالے خاں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لاہور یا امرتسر میں ان کا ایک پرانا رفیق ملا۔ اس نے قصہ سن کر کہا کہ ہم تو سید صاحب کے پاس پہنچنے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ تم بڑے کم نصیب ہو کہ چھوڑ کر چلے آئے! کالے خاں پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً ایک یابو خریدا اور واپس ہوگئے۔ سید صاحب امب پنجتار آگئے تھے کہ کالے خاں بھی پہنچ گئے۔ جاتے ہی عرض کیا کہ یابو کسی بھائی کو دے دیجیے، میں سارا وقت آپ ہی کی خدمت میں گزارنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے ان سے وعدہ فرمایا کہ جنگ ہوئی تو گھوڑا دوں گا۔ چنانچہ جنگ مایار کے دن عبداللہ والیا کا گھوڑا کالے خاں کو دے دیا۔ انھوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو بولے کہ ضرورت پڑی تو اپنا سر بھی دشمن کی توپ کے منہ میں دے دوں گا۔

پیادوں اور سواروں میں ادل بدل

مولوی فتح علی سواروں میں شامل تھے۔ اچانک انھیں خیال آیا کہ مقابلہ بڑا سخت ہے، خدا جانے کیا حالات پیش آئیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ میں پیادوں میں شامل ہو جاؤں تاکہ سید صاحب کے پاس رہوں۔ چنانچہ فوراً خدمت والا میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں سواری کے فن میں زیادہ مشاق نہیں ہوں، میرا گھوڑا کسی ایسے بھائی کو دے دیجیے جو میدان جنگ میں اس سے بہتر کام لے سکے اور ساتھ ہی میرے بھیلے دار سید اسماعیل رائے بریلوی سے فرما دیجیے۔ سید صاحب نے مولوی فتح علی کی درخواست منظور فرمائی۔ پھر سب غازیوں کو حکم دے دیا کہ جو بھائی سواری میں زیادہ طاق نہ ہو، وہ اپنا گھوڑا دوسرے کو دے دے۔ چنانچہ مولوی فتح علی عظیم آبادی کے علاوہ، مولوی مظہر علی عظیم آبادی، مولوی قمرالدین عظیم آبادی، مولوی عثمان علی عظیم آبادی اور مولوی مدد علی غازی پوری نے گھوڑے چھوڑ دیے۔ ان کے گھوڑے، بہادر علی خاں بنارسی، شمشیر خاں بنارسی، حسن خاں بنارسی، دین محمد عظیم آبادی، عبداللہ خاں (وطن معلوم نہیں) کو دے دیے گئے۔

سید صاحب کا لباس

سید صاحب نے اس روز جو لباس زیب بر کیا اور جو ہتھیار لگائے، ان کی تفصیل راویوں نے یہ بتائی ہے: چندیری کی سفید دستار، بادامی گُلتی کا سفید پاجامہ، بہت چکن کا دوہرا انگرکھا، کمر میں سفید پٹکا، اس کے اوپر سرخ کناروں اور سیاہ دھاریوں کی پشاوری

لنگی کے سوا تمام پارچے شیخ غلام علی الہ آبادی کے نذر کیے ہوئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً سید صاحب کے لیے خاص جوڑے تیار کرا کرا کے بھیجتے رہتے تھے۔ پیتنچوں کی ہشت پہلو ولایتی جوڑی، فولادی چھری، جس کا دستہ شیر ماہی کا تھا اور میان کیمختی کا۔ آپ کے ساتھ دونوں بازوؤں پر آپ کے دو رفل بردار تھے۔ ایک حافظ صابر تھانوی، دوسرا شرف الدین بنگالی۔ ایک ولایتی رفل ننھو خاں قندھاری نے لکھنؤ میں بطور نذر پیش کی تھی۔ دوسری رفل آپ عرب سے خرید کر لائے تھے۔

جنگ کا آغاز درانی ہوتی سے نکلے تو انھوں نے گزرگاہ عام پر ایک جگہ دائیں بائیں دو نیزے گاڑ کر دروازہ سا بنالیا۔ بیچ میں قرآن شریف لٹکا دیا۔ تمام پیادوں اور سواروں کو اس کے نیچے سے گزارا۔ یہ گویا ایک قسم کا حلف تھا کہ وہ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ ان کی سکیم یہ تھی کہ پہلے سید صاحب کے غازیوں پر توپوں سے گولوں کی بارش کریں، اس کے ساتھ ساتھ پیادے گڑھی مایار پر حملہ کریں اور سوار غازیوں کے جیوش کو درہم برہم کر ڈالیں۔ سید صاحب نے چھلپانی سے گزر کر صف بندی کی، آگے بڑھے تو درانی توپوں کے گولے پے بہ پے آ رہے تھے۔ کالے خاں شمس آبادی سبزہ رنگ گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے۔ سب سے پہلے سقائے لشکر اسلام شہید ہوا جو ندی سے مشکیزے میں پانی بھر بھر کر غازیوں کو پلاتا تھا۔ علاقہ میدانی تھا اور چھپنے یا مورچہ پکڑنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس اثنا میں ایک گولہ آیا اور کالے خاں سے تھوڑے فاصلے پر گرا۔ پھر اچھلا اور بہادر غازی کے پہلو میں لگا۔ ان کے مہلک زخم لگا۔ سید صاحب نے سنا تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ انھیں اٹھا کر مایار پہنچا دیا جائے۔

قلندر کابلی بھی ساتھ تھا۔ وہ جب خوش ہوتا تو بڑی دلکش لَے میں: "مرحبا سید مکی مدنی العربی" گایا کرتا تھا۔ صفوں سے چار قدم آگے اچھلتا کودتا اور گاتا جا رہا تھا۔ ایک گولہ اس کے قریب آ کر گرا۔ گرد و غبار کا ایسا طوفان اٹھا کہ قلندر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سب سمجھے کہ اس نے شہادت پائی۔ غبار چھٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلندر دلق کا ایک سرا پکڑے بے تکلفی سے سر کے گرد گھما رہا ہے اور وفور مسرت سے ناچ رہا ہے۔ مایار تک پہنچتے پہنچتے چند غازی شہید ہوئے۔

رجز خوانی دو غازی "رجز خوانی" کر رہے تھے: ایک امان اللہ خاں ملیح آبادی، دوسرے

شیخ ریاست علی موہانی - امان اللہ اگرچہ خاصے سن رسیدہ تھے، لیکن ہمت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ بزدل بھی ان کی باتیں سن سن کر شیر دل بن جاتے۔ ان کی لئے بڑی پُر تاثیر تھی۔ شیخ ریاست علی بھی بڑے خوش گلو تھے۔ مولوی خرم علی ملہوری کا منظوم جہادیہ پڑھتے جارہے تھے:

جس کے پیروں پہ گرے گردِ صفِ جنگِ جہاد	وہ جہنم سے بچا، نار سے ہے وہ آزاد
اے برادر تو حدیث نبویؐ کو سُن لے	باغِ فردوس ہے تلواروں کے سایے کے تلے
جو مسلمان رہِ حق میں لڑا لحظہ بھر	روضۂ خلد بریں ہو گیا واجب اس پر
آج جو اپنی خوشی جان خدا کو دو گے	پھر تو کل شوق سے جنت کے مزے لوٹو گے[1]

منظورہ کا بیان اسی طرح غازی مایار کے باغ تک پہنچ گئے، جو غالباً بستی کے جنوب مشرق میں تھا اس کے بعد جنگ کی تفصیلات کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔ "منظورہ" کا بیان ہے کہ پیادوں کی صفوں میں صرف سید صاحب گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک غازی نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور ادب سے عرض کیا کہ یا تو گھوڑے سے اُتر جائیے یا پیچھے چلے جائیے۔ آپ سب میں نمایاں ہیں۔ مبادا دشمن تاک کر آپ پر گولے پھینکے۔ سید صاحب فوراً اتر گئے اور گھوڑا ایک غازی کو دے کر سواروں میں شامل ہونے کا حکم دے دیا۔ پھر فرمایا کہ سب سے پہلے توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ اس غرض کے لیے دوڑ کر توپوں کے مقام پر پہنچنا مناسب نہیں۔ دوڑنے میں سانس پھول جاتا ہے۔ صف بندی کو قائم رکھتے ہوئے تیز پیش قدمی لازم ہے۔

جب توپیں ایک گولی کے فاصلے پر رہ گئیں تو ایک گولہ غازیوں کے عین سامنے گرا۔ اس سے میاں محی الدین کی ایڑی زخمی ہو گئی۔ اسی زخم کے باعث وہ کچھ مدت بعد پنجتار میں فوت ہوئے۔ سید صاحب

---

[1] مولوی خرم علی نے فضائل جہاد کی آیات و احادیث فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں بہ طریق مثنوی نظم کر دی تھیں میرا خیال ہے کہ یہ نظمیں عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ روایتوں میں اُردو نظم کے پڑھے جانے کی تصریح صرف جنگ مایار کے ذکر میں ہوئی ہے۔ میں نے اس باب کے آخر میں جہادیہ (اردو) کو بہ طور ضمیمہ درج کر دیا ہے۔

تکبیر پڑھتے ہوئے بدستور آگے بڑھتے گئے۔ صفوں کا نظم بھی باقی رہا۔ ایک گولہ صفوں میں گرا جس سے تین غازی شہید ہوئے۔ اس اثنا میں ایک توپ کے پائے ٹوٹ گئے اور وہ چرخ سے نیچے گر پڑی۔ غازی قریب پہنچ گئے تو درانی توپچی بھاگ نکلے۔ غازیوں نے توپوں پر قبضہ کر لیا تو درانی سواروں نے شدید حملہ کر دیا۔ پھر پے بہ پے ان کے کئی گروہ آئے لیکن تھوڑی دیر میں سب درہم برہم ہو کر بھاگ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا تھا مکھیاں تھیں جو بار بار شیروں پر گرتی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں۔[1]

وقائع کا بیان | وقائع کا بیان زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ درانی فوج کے چار غول تھے: ایک پیادوں کا اور تین سواروں کے۔ کالے خاں کے زخمی ہونے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر بہ کمال عجز و زاری جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی! ہم عاجز ناتواں ضعیف بندے ہیں۔ تیرے سوا اور کوئی حامی و مددگار نہیں جو ہم کو بچائے۔ ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر وہ نہ مانے۔ تو دانا و بینا ہے۔ ہمارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم ضعیفوں کو فتح یاب کر اور اگر وہ حق پر ہوں تو ان کو فیروزمندی عطا کر۔

اس اثنا میں سواروں کا ایک غول باگیں اٹھائے تیزی سے آیا۔ سب کی زبانوں پر تھا: "سید کجاست، سید کجاست" (سید کہاں ہے؟ سید کہاں ہے؟) سید صاحب کا حکم تھا کہ کوئی بھائی ہماری اجازت کے بغیر بندوق نہ چلائے۔ سوار جب چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر رہ گئے تو سید صاحب نے رفل اٹھائی اور بلند آواز سے تکبیر کہہ کر سر کی، ساتھ ہی غازیوں نے باڑھ ماری۔ پھر تو انھیں بھر ماریوں پر دھر لیا۔ قرابین چی قرابینیں مارتے تھے، بندوقچی بندوق، تلواروں اور گنڈاسوں والے اپنے ہتھیاروں سے کام لے رہے تھے۔ درانی سوار لوٹے تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہمارے سوار تعاقب کریں، لیکن سید صاحب کے سوار پہلے ہی منتشر ہو چکے تھے۔

---

[1] معمول کے مطابق سید صاحب نے جنگ چھڑنے سے پیشتر فرمایا تھا کہ جس بھائی کو سورۂ قریش یاد ہو گیارہ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے نیز یہ دعا پڑھے: اللهم اهزمهم وزلزل اقدامهم وشتت شملهم وفرق جمعهم وخرب بنيانهم وخذهم اخذ عزيز مقتدر۔ یہ دعا سید صاحب ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

سواروں کا انتشار | درانی سواروں نے حملہ کیا تو چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سید صاحب غازیوں سمیت ان کے نرغے میں آ گئے ہیں۔ اس وقت حاجی عبدالرحیم خاں، جو سید صاحب کے خاص جاں نثاروں میں سے تھے، بے تاب ہو گئے۔ آس پاس کے رفیقوں سے کہا کہ اگر حضرت نہ رہے تو ہماری زندگی کس کام آئے گی۔ آؤ ان پر دائیں جانب سے ہلہ کریں۔ یہ کہتے ہی باگیں اٹھا کر سرپٹ چل دیے۔ آس پاس کے سوار بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے دیکھا تو سمجھے کہ حملے کا حکم ہو گیا، چنانچہ وہ بھی پورے رسالے کو لے کر بڑھے۔ ان کا حملہ بڑا سخت تھا لیکن سوار بکھر گئے۔ بعض اکا دکا دشمنوں میں گھر کر شہید یا زخمی ہوئے، بعض پیچھے ہٹتے ہٹتے دور تک نکل گئے۔ سواروں میں سے ارباب بہرام خاں اور فتح خاں پنجتاری اپنے آدمیوں سمیت جگہ پر جمے رہے۔ انھوں نے سید صاحب کے حکم کے مطابق حملہ کرنا چاہا چونکہ تعداد میں بہت کم تھے، اس لیے انھیں روک دیا گیا۔

توپوں پر یورش | اس موقع پر مولانا شاہ اسماعیل نے شیخ ولی محمد سے کہا کہ اب توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو غازیوں کو لے کر بھاگنے والے سواروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اسی اثنا میں توپچی اپنے بنے لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مولانا نے توپوں پر قبضہ کر لیا۔ نواب خاں لنگری [illegible] والے کے پاس ایک لٹھ بنے جیسا تھا۔ اسے لے کر توپ بھری، شیر محمد خاں سے توڑا لے کر درانیوں پر داغی۔ چار مرتبہ فیر کیے تو درانی منتشر ہو گئے۔ پھر سید صاحب نے مولانا کو اپنے پاس بلا لیا۔ مولانا توپ کھینچتے ہوئے سید صاحب کے پاس پہنچ گئے۔

درانیوں کا دوسرا حملہ | درانی سواروں کا ایک غول تتر بتر ہو چکا تھا۔ مولانا اور شیخ ولی توپوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس اثنا میں درانیوں کے دوسرے غول نے حملہ کر دیا۔ وہ بھی غول کی طرح "سید کجاست؟" "سید کجاست؟" کہتے ہوئے آئے۔ سید صاحب کے پاس اس سے زیادہ پانسو غازی ہوں گے۔ آپ کے رفل بردار باری باری بندوقیں بھر بھر کر دے رہے اور آپ داہنے بازو والے کی بندوق دائیں جانب اور بائیں بازو والے کی بائیں جانب

چلاتے جاتے تھے، ہر فائر کے بعد فرماتے: "سید ہمین است"۔ تھوڑی دیر میں یہ غول بھی بکھر گیا اور میدان صاف ہو گیا۔ کچھ غازی ان کے تعاقب میں ادھر ادھر نکل گئے۔ سید صاحب کے پاس صرف پچاس ساٹھ کی جمعیت رہ گئی۔

تیسرا حملہ اس اثنا میں چھ سات سو سواروں کا ایک اور ریلا آ گیا۔ سید صاحب دوسری طرف مشغول تھے۔ ایک غازی نے خبردار کرنے کے لیے پکار کر کہا: حضرت ادھر سے ریلا آ رہا ہے۔ دوسرے غازیوں نے روک دیا کہ حضرت کا ذکر نہ کرو، دشمن کو خبر ہو جائے گی۔ اس غول کو بھی ناکام و نامراد بھاگنا پڑا۔ جب سارا درانی لشکر بندوقوں کی زد سے باہر نکل گیا تو آتش باری موقوف کی۔ پہلے حملے چونکہ بڑے بڑے غولوں نے کیے تھے، اس لیے گرد و غبار کی وجہ سے فضا پر تاریکی سی چھا جاتی رہی۔ تیسرے حملے کے سوار چونکہ کم تھے، اس لیے غبار زیادہ نہ اُڑا۔ سید صاحب کی ہر گولی سے سوار گرتا اور گھوڑا بھاگ جاتا۔

آخری حملے کے متعلق "منظورہ" کا بیان یہ ہے کہ درانیوں کا ایک رسالہ غازیوں کے سواروں کا تعاقب کرتا ہوا توروکی طرف نکل گیا۔ وہ واپس ہوا تو اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ لڑائی کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے۔ وہ غازیوں کو اپنے آدمی سمجھتے ہوئے بے تکلف چلے آئے۔ قریب پہنچے اور غلط فہمی دور ہوئی تو پیچھے ہٹے۔ غازیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ توپیں آ گئیں تو سید صاحب نے خود شست دیکھ کر چند فائر کرائے، ان کی وجہ سے بھی درانی خائف ہو کر جلد بھاگ گئے۔

مولانا خطرے میں مولانا شاہ اسماعیل کی انگلی پر جب سے شنکیاری میں زخم لگا تھا، وہ جلد جلد بندوق بھرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اس حملے میں بھی کئی درانی سواروں کو انھوں نے مار گرایا۔ پھر ایک سوار ان کے بالکل قریب آ گیا۔ وہ بندوق بھر نہ سکے۔ خود بعد میں فرماتے تھے کہ شہادت کا یقین ہو گیا۔ اس اثنا میں حافظ وجیہ الدین پھلتی کی نظر پڑی۔ انھوں نے فوراً سوار پر بندوق سر کی۔ وہ گولی لگتے ہی گرا۔ اس طرح مولانا کی جان بچی۔ اگر دو چار لمحے کی تاخیر بھی ہو جاتی تو مولانا کا زندہ بچنا بظاہر بالکل مشکل تھا۔

بہت سے درانی سوار مارے گئے۔ ان میں اسرائیل خاں بھی تھا جو پہلوانی میں بہت مشہور مانا جاتا تھا اور نشانچی بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ یار محمد خاں کی شادی اس کی بہن سے ہوئی تھی۔ غالباً سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں کے ساتھ بھی رشتہ تھا۔ شیخ ولی محمد فرماتے تھے کہ اس پر میں نے اور بعض دوسرے غازیوں نے ایک دم گولیاں چلائیں۔ معلوم نہیں وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا۔

جنگ کا خاتمہ میدان درانیوں سے صاف ہو چکا تھا۔ سلطان محمد خاں دن کے وقت لڑائی کا طلب گار تھا، اس کی یہ طلب پوری ہو چکی تھی۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ مبادا درانی پھر پلٹ کر حملہ کر دیں۔ غازیوں نے صبح سے کچھ کھایا نہیں تھا۔ گرمی کا موسم، پیاس سخت لگی ہوئی تھی۔ میدان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ اسی کا گرم پانی پیتے رہے۔ پھر مایار کی عورتیں گھڑوں بدھنوں میں پانی لے آئیں۔ جب اطمینان ہو گیا کہ اب درانی نہیں آئیں گے تو سید صاحب مایار کی مشرقی سمت کے باغ میں جا ٹھہرے۔ چہرے پر گرد و غبار کی دبیز تہ جمی ہوئی تھی۔ مارباب بہرام خاں نے رومال نکال کر پونچھنا چاہا تو فرمایا: "خان بھائی! ابھی ٹھہر جائیے، یہ غبار بڑی برکت والا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے" جن غازیوں کے پاس روٹی تھی، انھوں نے روٹی کھائی، بعض نے ستو گھول کر پی لیے۔ پھر مایار سے کچھ روٹیاں آگئیں۔

زخمیوں اور شہیدوں کے متعلق ہدایات سید صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو حکم دیا کہ چند غازیوں کو ساتھ لے کر پورے میدان میں پھریں۔ زخمیوں کو پہلے مایار، پھر توردو پہنچائیں اور شہیدوں کو دفنانے کا انتظام کریں۔ گھوڑے بھی زخمی پڑے تھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جن گھوڑوں کے زخم زیادہ سخت نہ ہوں اور ان کا علاج ہو سکے، انھیں پکڑ کر توردو لے چلو۔ جن کا علاج نہ ہو سکتا انھیں ذبح کر ڈالو۔

مولوی مظہر علی صاحب نے پھر پھر کر تمام لاشیں جمع کرائیں۔ غازیوں کی کل اٹھائیس لاشیں ملیں جنھیں دو قبروں میں دفن کرایا۔ اسی لاشیں درانیوں کی تھیں، ان کی تدفین ملکیوں کے ہاتھ عمل میں آئی۔ زخمیوں کو توردو پہنچا دیا۔ سید صاحب نے ظہر کی نماز مایار کے باغ میں پڑھی

اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنھیں کفن بھی پہنایا گیا تھا۔ باقی تمام اصحاب کو بلا غسل وکفن ان کے لباسوں میں پیوستِ زمین کر دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا کپڑا سرالے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

بعد تدفین مولانا نے غازیوں سمیت دیر تک شہدا کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یہ بھائی تو جس مراد کو آئے تھے حاصل ہو گئی، خدا ہم لوگوں کو بھی اسی طرح شہادت نصیب کرے۔

دُعا تھوڑی دیر بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سید صاحب نے خود نماز پڑھائی، پھر عجز والحاح سے دعا کی کہ

اے ہمارے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب لوگ محض تیری خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اپنے گھربار، خویش وتبار، اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کر یہاں آئے تھے، اور صرف تیری راہ میں انھوں نے اپنی جانیں صرف کیں۔ ان کے گناہوں کو اپنے دامن رحمت میں چھپا لے فردوس میں جگہ دے اور ان سے راضی ہو۔ ہم جو چند ضعفا اور غربا تیرے عاجز بندے باقی ہیں، ان کو بھی اپنی رضامندی اور خوشنودی کی راہ میں جان ومال قربان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے سینوں میں جو شیطانی خطرات اور نفسانی وساوس خطور کرتے ہیں، ان کو دور کر دے دلوں کو اپنے اخلاص ومحبت سے معمور رکھ۔ اپنے دین کو قوت اور ترقی بخش۔ جو لوگ اس دین کے دشمن اور بد خواہ ہیں، انھیں ذلیل ورسوا کر۔ جو مسلمان شریعت کے راہ راست سے ہٹ کر بادیہ ضلالت میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، انھیں ہدایت دے اور پکے مسلمان بنا دے تاکہ اس کارخیر میں جان ومال اور اہل وعیال سے شریک ہوں۔

آپ تورو تشریف لے گئے۔

بقیہ لاشیں | جو غازی مایار اور تورو کے درمیان شہید ہو کر گرے تھے، ان کی لاشیں تورو پہنچا دی گئیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنھیں زندہ اٹھایا گیا لیکن صرف رمق باقی تھی اور جلد جاں بحق ہو گئے۔ ان کے نام "منظورہ" کے بیان کے مطابق یہ ہیں :

(۱) مولوی عبدالرحمٰن ساکن تورو، جو ابتدا سے سید صاحب کے ساتھ رہے۔ بارہا سفارتی خدمات انجام دیں ان کا سر تن سے الگ ہو چکا تھا۔

(۲) شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ ان کا سر بھی تن سے الگ تھا۔ بڑی مشکل سے سر ڈھونڈ کر لائے اور تن سے ملا دیا گیا۔

(۳) کریم بخش گھا ٹم پوری۔ ادھر لڑائی شروع ہو گئی ادھر انھوں نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کے لیے روٹیاں پکا کر کمر میں باندھیں اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ راستے میں درانی سوار سید صاحب کے سواروں سے لڑتے بھڑتے آ رہے تھے۔ کریم بخش ان میں گھر گئے۔ کسی نے تلوار مار کر انھیں شہید کر ڈالا۔

(۴) فضل الرحمٰن بردوانی،

(۵) لعل محمد: ان کا وطن معلوم نہ ہو سکا۔ یہ سید صاحب کے باورچی خانے سے متعلق تھے۔

(۶) حاجی عبدالرحیم پھلی والے۔

(۷) شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی۔ یہ سخت زخمی ہوئے تھے۔ تورو لا کر ان کے زخم سیے گئے۔ کچھ باتیں بھی کیں، پانی بھی پیا، پھر جاں بحق ہو گئے۔ غازیوں میں سے یہی تھے جنھیں غسل بھی دیا گیا اور کفن بھی پہنایا گیا۔

(۸) میر رستم علی چل گانوی۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا تو سسک رہے تھے۔ راستے میں یا تورو پہنچ کر فوت ہوئے۔

(۹) سید ابو محمد نصیر آبادی۔ ان کے مفصل حالات آگے چل کر بیان ہوں گے۔

دو اور صاحب تھے جن کے نام راوی کو یاد نہ رہے۔

تورو میں تدفین | شاہ اسماعیل نے تورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم پھلی والے، ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرحمٰن، مولوی عبدالرحمٰن ساکن تورو، کریم بخش

تحریر- غلام رسول مہرؒ

سکھ یا انگریز؟

مزید شہادتوں کی ضرورت : سید صاحب نے جو مقصد و نصب العین پیش نظر رکھ کر جہاد کے لیے تنظیمات فرمائی تھیں، اس کی تشریح میں نے "سیرت" میں کر دی تھی[1]۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس میں کب اور کیونکر تحریفات کا سلسلہ شروع ہوا، یہاں تک کہ نصب العین کا حلیہ ہی مسخ ہو کر رہ گیا۔ میں نے ہر گزارش کے ضمن میں سید صاحب کی تحریرات سے شہادتیں پیش کیں۔ ان سے وہی نتیجہ نکل سکتا تھا جو میں نے نکالا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان توضیحات کے باوجود بعض قلوب میں غالباً اب تک شبہات باقی ہیں یا کم از کم یقین و قطعیت کی وہ روح پیدا نہیں ہوئی جو اس بارے میں لازماً پیدا ہونی چاہیے تھی۔ ایک بہت بڑے صاحب علم نے تو صاف صاف فرما دیا کہ میرا اخذ کردہ نتیجہ محض قیاسی ہے اور قیاسی و استنباطی نتیجے پر بار بار زور دینے کی مصلحت سمجھ میں نہ آئی۔ ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے کے متعلق مزید شہادتیں فراہم کی جائیں، جن کے بعد کسی شخص کے لیے وسوسے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

جہاد کی بنیاد : میرے نزدیک تو محض جہاد کی بنیاد و اساس ہی پیش نظر رکھ لینے کے بعد شبہے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ جب اسلامی بلاد غیر مسلموں کے قبضے میں آ جائیں تو عام اہل اسلام پر عموماً اور مشاہیر حکام پر خصوصاً جہاد واجب و مؤکد ہو جاتا ہے[2]۔ یہ مضمون سید صاحب کے مختلف مکاتیب میں دہرایا گیا ہے۔ اب غور کیا جائے کہ آیا ہندوستان کی وسیع سرزمین میں سے صرف وہی حصہ مسلمانوں کے قبضے سے نکلا تھا جس پر سکھ قابض تھے اور جس کی جنوبی حد دریائے ستلج تھی؟ اس سے بدرجہا وسیع تر اور زرخیز تر خطے دریائے ستلج سے شرقاً اراکان تک، غرباً کاٹھیاواڑ گجرات تک اور جنوباً راس کماری تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں تھے، اور انھیں

---

[1] ملاحظہ ہو "سید احمد شہید" جلد اول صفحہ ۲۴۴ - ۲۸۱

[2] مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید "قلمی نسخہ" - صفحہ ۵۵ + مکاتیب سید صاحب ، صفحہ ۲۳۷

سے اغیار نے چھینے تھے، خواہ وہ مرہٹے ہوں یا پرتگیز، فرانسیسی ہوں یا انگریز یا کوئی اور۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سید صاحب کو شمالی و مغربی ہند کے صرف اس خطے کا غم تھا جس پر رنجیت سنگھ نے تسلط جما لیا تھا اور باقی حصوں سے وہ بالکل بے پروا تھے؟ حالاں کہ تاریخی، جغرافیائی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے باقی خطے بدرجہا زیادہ اہم تھے۔ محض اس نکتے پر توجہ فرما لینے سے حقیقت حال بخوبی آشکارا ہو سکتی ہے، تاہم میں صرف قیاس و استنباط پر اکتفا نہ کروں گا۔ ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں جن میں تصریحاً ہندوستان کی تطہیر کا ذکر ہے۔

سلطانِ ہرات کے نام مکتوب : سید صاحب کے زمانے میں شاہ محمود درّانی (بن تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی) ہرات میں حکمران تھا۔ کابل و قندھار بارک زئیوں کے قبضے میں جا چکے تھے۔ سید صاحب نے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے علاوہ شاہ محمود کو بھی جہاد کی دعوت دی تھی۔ اس میں فرماتے ہیں :

اقامتِ جہاد و ازالۂ بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً دریں جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بہ حدے رسیدہ کہ تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از دست کفرۂ متمردین و بغاوت بہ وقوع آمدہ و ایں فتنۂ عظیم تمام بلاد ہند و سندھ و خراسان را فرا گرفتہ۔ پس دریں صورت تغافل در مقدمۂ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی و اقبح آثام است۔ بنا بر علیہ ایں بندۂ درگاہ حضرت اللہ از وطن مالوف خود برخاستہ در دیار ہند و سندھ و خراسان دور و سیر نمودہ و مومنین آں اقطار و مسلمین آں دیار را بہ ایں معنی ترغیب کردہ[1]

جہاد قائم کرنا اور بغاوت و فساد کو مٹانا ہر زمانے اور ہر مقام میں خدا کا نہایت اہم حکم رہا ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب کافروں اور سرکشوں کی شورش ایسی صورت اختیار کر چکی ہے کہ سرکشوں اور باغیوں کے ہاتھوں دینی شعائر یکسر مٹتے جا رہے ہیں اور شاہانِ اسلام کی حکومتوں میں ابتری پیدا کی جا رہی ہے اور یہ زبردست فتنہ ہند، سندھ اور خراسان کے خطوں پر چھا گیا ہے۔ اس صورت میں سرکش کافروں کی بیخ کنی سے غفلت اور مفسد باغیوں کی گوشمالی سے سہل انگاری بہت بڑا اور بہت قبیح گناہ ہے۔ اس بنا پر خدا کی درگاہ کے اس بندے نے اپنے وطن سے نکل کر ہند و سندھ و خراسان کا دورہ کیا اور وہاں کے مومنوں اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

---

[1] مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ ص ۳۷ و ۳۸

ظاہر ہے کہ اس پوری تحریر میں پنجاب کا ذکر تک نہیں آیا۔ اس لیے کہ اہلِ خراسان کے نزدیک وہ یا تو ہندوستان میں شامل تھا یا سندھ و خراسان میں۔ پھر جب سید صاحب ہند، سندھ اور خراسان میں غیر مسلموں اور باغیوں کی فتنہ انگیزیوں کا ذکر فرما چکے تھے تو یہ بات ذہن میں نہیں آ سکتی کہ وہ صرف اس خطے کو فتنوں سے پاک کرنے کے لیے آئے تھے جس پر رنجیت سنگھ قابض ہو گیا تھا۔

ہندو راؤ کو تلقین :

ہندو راؤ گھاٹگے، دولت راؤ سندھیا والیِ گوالیار کا برادرِ نسبتی تھا اور سندھیا کی بیماری کے زمانے میں ریاست کا انتظام اسی کے حوالے ہو گیا تھا۔ یاد ہو گا کہ سید صاحب ہجرت کے سلسلے میں گوالیار پہنچے تھے تو ہندو راؤ نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا تھا۔

ایک مکتوب میں اسے لکھتے ہیں :

بیگانگان بعید الوطن ملوک زمین و زمن گردیدہ اند و تاجران متاع فروش بہ پایۂ سلطنت رسیدہ امارت امرائے کبار و ریاست رؤسائے عالی مقدار بر باد کردہ اند و عزت و اعتبار شان بالکل ربودہ۔ چون اہلِ ریاست و سیاست در زاویۂ خمول نشستہ اند، لاچار چندے از اہلِ فقر و مسکنت کمرِ ہمت بستہ، این جماعۂ ضعفاء محض بنا بر خدمتِ دینِ رب العالمین برخاستہ اند، ہرگز ہرگز از دنیا داران جاہ طلب نیستند۔ وقتیکہ میدانِ ہندوستان از بیگانگان و دشمنان خالی گردیدہ و تیرِ سعیِ ایشان بر ہدفِ مراد رسیدہ آیندہ مناصبِ ریاست و سیاست بر طالبینِ آن مسلّم باد۔

(مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ ص۷۱)

وہ غیر جن کا وطن بہت دور ہے، بادشاہ بن گئے۔ جو تاجر سامان بیچ رہے تھے انھوں نے سلطنت قائم کر لی۔ بڑے بڑے امیروں کی امارتیں اور رئیسوں کی ریاستیں خاک میں مل گئیں۔ ان کی عزت اور ان کا اعتبار چھن گیا۔ جو لوگ ریاست و سیاست کے مالک تھے وہ گمنامی کے گوشے میں بیٹھ گئے، آخر فقیروں اور مسکینوں میں سے تھوڑے سے آدمیوں نے کمرِ ہمت باندھی۔ ضعیفوں کا یہ گروہ محض خدا کے دین کی خدمت کے لیے اٹھا ہے، وہ لوگ نہ دنیادار ہیں، نہ جاہ طلب۔ جب ہندوستان کا میدان غیروں اور دشمنوں سے خالی ہو جائے گا اور ضعیفوں کی کوشش کا تیر مراد کے نشانے پر جا بیٹھے گا، تو آیندہ کے لیے ریاست و سیاست کے عہدے طالبوں ہی کو مبارک

غور فرمایئے کہ دور سے آئے ہوئے غیر کون تھے جو تجارت کرتے کرتے سلطنت کے مالک بن گئے تھے ؟ ظاہر ہے کہ وہ صرف انگریز تھے اور انہیں کے خلاف جنگ کے لیے سیّد صاحب خود اٹھے تھے۔ اسی غرض سے رؤسا و عوام ہند کو اٹھانا چاہتے تھے۔ بالکل اسی مضمون کا خط غلام حیدر خان کے نام لکھا جو سیّد صاحب کا عزیز دوست اور قدیم رفیقِ کار تھا اور اُس وقت گوالیار میں ممتاز فوجی عہدے پر فائز تھا۔ سیّد صاحب نے اسے تاکید کی تھی کہ یہ مطالب راجا ہندو راؤ کے ذہن نشین کر دیے جائیں۔

بدیہی شہادت : آخری قطعی شہادت اس مکتوب میں موجود ہے جو شاہ محمود درّانی والیٔ ہرات کے فرزند شہزادہ کامران کے نام بھیجا گیا تھا، اس کے آغاز میں وہی مطالب بیان فرمائے ہیں جو شاہ محمود اور دوسرے اکابر کو لکھ چکے تھے۔ مثلاً :

> جہاد ضروری ہے۔ جب ہندوستان اہلِ کفر و طغیان کے اثرات سے لبریز ہو گیا تو مَیں نے وطن چھوڑ کر خراسان کا رخ کیا۔ سب کو جہاد کی دعوت دیتا رہا ــــ یوسف زئی کے علاقے میں بیٹھا تو آفریدی، خٹک، مہمند خلیل، اہلِ ننگر ہار، اہلِ سوات و بنیر، اہلِ پکھلی، راجا ہائے کشمیر وغیرہ میرے ساتھ ہو گئے۔ میرا مقصد حکومت نہیں، صرف کلمۂ حق کی سربلندی اور سنّتِ نبوی کا احیا ہے۔ نیز مَیں اسلامی علاقوں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے آزاد کرانا چاہتا ہوں۔ جب یہ علاقے مشرکوں اور منافقوں کے تسلّط سے پاک ہو جائیں گے تو انھیں مستحقوں کے حوالے کر دوں گا۔ بہ شرطیکہ :

شکر ایں انعامِ الٰہی بجا آرند و علی الدّوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطّل نہ گزارند و در ابوابِ عدالت و فصلِ خصومات از قوانینِ شرعِ شریف سرِ مو تجاوز و تفاوت بہ میان نیارند و از ظلم و فسق بہ کلّی اجتناب	خدا کے اس انعام کا شکر بجا لائیں، ہمیشہ ہر حالت میں جہاد قائم رکھیں، کبھی اسے معطّل نہ چھوڑیں۔ عدالت اور فیصلۂ مقدّمات میں شرع کے قانون سے بال برابر بھی تجاوز نہ کریں۔ ظلم و فسق

ورزند۔[1] سے بالکل بچے رہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں:

باز خود ایں جانب مع مجاہدین صادقین	پھر میں مجاہدین کو لے کر ہندوستان کی
بہ سمت بلادِ ہندوستان بنا بر ازالۂ اہلِ کفر	طرف متوجہ ہو جاؤں گا تاکہ وہاں سے
و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصد اصلی	اہلِ کفر و طغیان کو ختم کیا جا سکے، اور
نمود اقامتِ جہاد بر ہندوستان است،	میرا اصل مقصود ہندوستان پر جہاد ہے، یہ
نہ توطّن در دیارِ خراسان۔[2]	نہیں کہ خراسان میں توطّن اختیار کر لوں۔

سیّد صاحب کے جس نصب العین کی توضیح میں نے کی، اس کے متعلق اس سے واضح تر اور روشن تر شہادت کیا ہو سکتی ہے؟

مومن کی شہادت

مومن کی شہادت: ہمارے ہاں کے مشہور شاعر حکیم مومن بھی سیّد صاحب کے مرید تھے، ان کے فارسی کلام کے ایک نعتیہ قصیدے میں دعائیہ اشعار اس حقیقت کا مزید ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ سیّد صاحب اور ان کے تمام نیازمندوں کے نزدیک تطہیرِ ہند کے سلسلے میں مرکزی حیثیت انگریزوں ہی کو حاصل تھی۔

مومن فرماتے ہیں:

ایں عیسویاں بہ لب رساندند — جانِ من و جانِ آفرینش
مگزار کہ پائمال گردیم — زاں سیم سرانِ آفرینش
تاچند بہ خوابِ ناز باشی — فارغ ز فغانِ آفرینش
مومن شدہ ہم زبانِ عرفی — از بہرِ امانِ آفرینش

"برخیز کہ شورِ کفر برخاست
اے فتنہ نشانِ آفرینش"

---

[1] مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ صفحہ ۳۹ و ۴۰

[2] ایضاً صفحہ ۴۰ و ۴۱، مکاتیب سیّد صاحب صفحہ ۲۴

خطی نسخہ "منظورۃ السعداء" (مؤلف مولانا سید جعفر علی بستوی)
میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی کا ذکر خیر

چنانچه سید عبدالرحمن و سید زین العابدین می‌گویند که در رفقای آنجناب مسمی امام الدین باشنده
نگینه برادر مرید مولوی نصیر الدین و برادر زاده شیخ نجم الدین یکیست همراه آنجناب بود و مراعات بسیار
از جانب آنجناب بر حال ایشان بود و ارادت ایشان در ابتدای حال بر دیگر ملازمین سبقت نموده بعد
رسیدن ملکه عشیره باغوای کج طبعان زیغی در طبیعت ایشان بهم رسیده بود در روزی آنجناب در مسکن
خود نشسته بودند که حاجی عمر رفیق حاجی عبدالرحیم که از بس صالح و سعید و عابد و زاهد و متقی بودند برای
شرف اندوزی خدمت حضرت امیرالمومنین آمدند آنجناب عزت و توقیر ایشان بسیار از بسیار نموده
و در توصیف ایشان از زبان مبارک حضرت امیرالمومنین این کلمه بر آمد که از چنین کسان ملائکه هم شرم
میدارند و مثل ایشان می باشند که شرف بر ملائکه دارند بر این سخن امام الدین مذکور بر آشفت و جناب

حاجی عبدالرحیم
مرحوم باجازت حضرت امیرالمومنین در آن لشکر اقامت میداشتند تا قوافل غزاة که از
هندوستان در دیره اسمعیل خان که مقام مخدوش است نزول ندارند از انجا بالا بالا بسمت
جنوب شده برونرسبس در انجا رسیده سه چهار روز اتفاق مقام شده مولوی محمد علی مرحوم
در لشکر هم وعظ کردند

لحیت که جماعت جماعت مردم برای بیعت می آمدند مشرف اندوز میگردیدند

نی محمد و دیگر مشرفا آمدند و مبلغے شرف الدین و آخوند زاست و عزت

شخصے دیگر هم درانجا نشسته بودند ایشان هم درخواست دعوت

بجانبین گفتگو شد جناب حضرت امیرالمومنین فرمودند که با خود

بسید استقدر تفهیمید که با دعوت همه شما قبول میکنیم اما تعیین روز در اختیار است

الیسر اشرف خان مرحوم که نامش بقریبا لست نهایت مخلص برادو هم

در مردم خود از هندوان جزیه و از مسلمانان عشر مقرر نموده است و خادیخان

منافق چون خفاش در گوشه نفاق خائف و ترسان دامان چاپلوسی

و معذرت نمائی کشاده کنان فکر او هم اینجا مدنظر است یا مسلمان میشود

یا بکروه یار محمد مخذول میگردد حاجی عبدالرحیم صاحب از اینجا سه چهار

منزل رسیده اند در عرصه دو سه ان شاء الله ملحق خواهند گشت درین اثنا

جرگه خوانین کدهی امان زئی برای آوردن امیرالمومنین بمکانان

خودها در پنجتار رفتند چنانچه حضرت امیرالمومنین را در کدهی آورده

بیعت امامت بجا آوردند و جمیع مردمان انجا حلقه اطاعت

امیرالمومنین در گردن نهادند و باتباع شرع شریف چالاک

شدند و قضیه و مناقشه بابت املاک که با خود ہا میداشتند از بعضی آنجناب ہمہ فیصل یافت اما اندکی که باقیمانده انہم بحکم الہی فیصل خواہد شد چنانچہ برای فیصل آنحضرت امیرالمومنین بجائیکه ناشس بازار است تشریف آوردند انشاءالله تعالی امروز یا فردا فیصل خواہد شد و تاتحریر خط ہذا که سیزدہم محرم ۱۲۴۵ ہجری است ڈیرہ امیرالمومنین در موضع بازار است حاجی عبدالرحیم صاحب مع رفقای خود و امان الله خان صاحب مع ہمراہیان در مقام کڈہی داخل لشکر شده اند فقط انتہی ہلال رمضان ہمانجا دیده شد و آنجناب خادیخانرا طلب فرمودند او جواب داد که در ہنجتار نخواہم آمد اگر آنجناب رونق افروز موضع سلیم خان شوند حاضر شوم فرمودند که در سلیم خان می آئیم بخیطر بیاید پس بجمعیت شصت کس مسلح از پیاده و سوار بیرون دره کوه باستاد آنجناب قصد ملاقاتش نمودند مولنا محمد اسمعیل مانع شدند و رفتن خود برای ملاقات او تجویز نمودند بر این رای دیگر مخلصین آنجناب ہم اتفاق نمودند پس آنجناب سخنان چند بمولنا ممدوح فہمانیده بجمعیت صد کس از غازیان با ایمان روانه فرمودند و صد کس دیگر را حکم دادند که مسلح بفاصله قریب

رفته استاده ماندند پس مولنا ممدوح بفاصله گلوله تفنگ از مقام استاده
قابل اخوندزاده و مولوی عبدالرحمن را فرستادند پس ایشان رفته باخادیخان
گفتند که حضرت امیرالمومنین مولنا محمد اسمعیل را برای ملاقات شما فرستاده
اند خادیخان گفت که ازینطرف با چند کس می آیم ازانطرف با چند کس
خود تشریف آرند پس مولنا ممدوح با چهار کس از قرابین چیان تشریف

امیرالمومنین ارشاد فرمودند که سواران کجا اند اینوقت بیایند که تعاقب
این پیادگان نمایند تو بیما که آنها بسر نرسانند شیخ ولی محمد که حاضر بودند عرض
نمودند که حضرت بحال سواران نیز رسید گرچه شد ند اکنون بحال سواران نگاه کرده
نمایم که حلیکه اول وهله سواران دوراني بر پیادگان حمله آوردند از انجا که آنها
هجوم بسیار داشتند و پیادگان همراه آنجناب درانوقت اقل قلیل مانده بودند
حاجی عبدالرحیم خان مرحوم که مرد درویش و محب جان نثار حضرت امیرالمومنین
بودند از فرط محبت تاب نیاورده بگروه سواران ندا دادند که ای عزیزان
این انبوه کثیر طایفه قلیله حضرت امیرالمومنین را میخواهد که بکوشند پس دفعتیکه

جناب حضرت نمانده ند مارا هم زندگانی خوش نخواهد بود بیائید از جانب بسیار حمله کنیم چون حمله بر سواران دشمن نمودند از انجا که اقل قلیل بودند و نیز ولاینیان مثل خواص خان وغیره فرار نمودند تاب مقاومت با ان انبوه کثیر که از سه هزار کم نبودند نیاوردند ناچار اکثری مثل حاجی عبدالرحیم و سید ابومحمد و شیخ عبدالحکیم شربت شهادت نوشیدند و مثل سید موسی و رساله دار عبدالحمید خان وغیرهما زخمهای گران خورده از پشت زین زیر افتادند و بعضی مثل ارباب بهرام خان و فتح خان پنجتاری وغیره چون انبوه کثیر سواران دورانی دیدند

شہیدانِ بالاکوٹ

شہادت گاہِ بالاکوٹ سے واپسی پر

قبائے نور سے سج کر، لہو سے باوضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سرخرو ہو کر

فرشتے آسماں سے اُن کے استقبال کو اُترے
چلے اُن کے جلو میں باادب، باآبرو ہو کر

جہانِ رنگ و بو سے ماورا ہے منزلِ جاناں
وہ گزرے اِس جہاں سے بے نیازِ رنگ و بو ہو کر

جہادِ فی سبیل اللہ نصب العین تھا اُن کا
شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر

وہ رُہبان شب کو ہوتے تھے تو فرساں دن میں رہتے تھے
صحابہؓ کے چلے نقشِ قدم پر ہوبہو ہو کر

مُجاہد سر کٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
کہ سر افراز ہوتا ہے وہ خنجر در گلو ہو کر

سرِ میداں بھی اِستقبالِ قبلہ وُہ نہیں بھولے
کیا جامِ شہادت نوش اُنھوں نے قبلہ رُو ہو کر[1]

زمین و آسماں ایسے ہی جانبازوں پہ روتے ہیں
سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لہُو ہو کر

شہیدوں کے لہُو سے ارضِ بالاکوٹ مُشکیں ہے
نسیمِ صُبح آتی ہے اُدھر سے مُشکبُو ہو کر

نفیسؔ اِن عاشقانِ پاک طینت کی حیات و مَوت
رہے گی نقشِ دہرِ اسلامیوں کی آبرُو ہو کر

○

(۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء)

---

[1] محاذِ جنگ میں امیرالمومنین حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور ان کے تمام جاں نثار ساتھی قدرتی طور پر قبلہ رُخ تھے۔ سیّد نفیس

شجرۂ طریقت وجہاد

عصرِ حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی روایت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کی جسے آپ کے سلسلۂ طریقت وجہاد کے مردانِ سیف وقلم نے آج تک جاری رکھا ہے۔

مختصر نقشہ حسب ذیل ہے:

امیر المؤمنین، امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
(شہادت: بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ)

سید العلماء، قدوۃ المجاہدین
حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ
(خلیفہ و رہ نشین حضرت سید احمد شہیدؒ)

سر حلقۂ مجاہدین (۱)
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمہ اللہ
جانشین حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۵۲ھ بمقام تھانہ، ہزارہ)

شرخیل مجاہدین
حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم ولایتی شہید رحمہ اللہ
(شہادت: تونڈو ضلع مردان)

نور الاسلام (۲)
حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ
(م۔ ۱۲۵۹ھ)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (م۔ ۱۳۱۷ھ)
(امیر المؤمنین جہادِ شاملی ۱۸۵۷ء (۷۳-۱۲۷۴ھ))

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمہ اللہ (م۔ ۱۳۲۳ھ)
قاضی القضاۃ جہادِ شاملی ۱۸۵۷ء

قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری رحمہ اللہ (م۔ ۱۳۳۷ھ)
(قائمقام امیر تحریک شیخ الہندؒ (تحریک ریشمی رومال))

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری رحمہ اللہ (م۔ ۱۳۸۲ھ)
مرشد الافراد و سرپرست تحریک شیخ الہندؒ و مدارس دینیہ برصغیر

حجۃ الاسلام
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ
بانی دار العلوم دیوبند (م۔ ۱۲۹۷ھ)

شیخ الہند
حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ
(م۔ ۱۳۳۹ھ)

سید المجاہدین، شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
(م۔ ۱۳۷۷ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

۱۲۴۵ ہجری
۲۱ رمضان المبارک

جنگ مایار میں حضرت امیر المومنین حضرت حاجی سید احمد شہیدؒ

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے سر فروش جاں نثار شہداء کی

اجتماعی قبر

۱:۔ شہید اول عارف باللہ حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتیؒ
دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

۲:۔ سید ابر محمد نصیر آبادیؒ
۳:۔ میر رستم علی چل گانویؒ
۴:۔ شیخ عبد الحکیم پھلتیؒ
۵:۔ عبد الرحمٰن تورو والےؒ

۶:۔ فضل الرحمٰن بردوانیؒ
۷:۔ کریم بخش گمانم پوریؒ
۸:۔ عبد الرحمٰن رائے بریلویؒ

نصب کردہ

سلطان حنیف اورکزئی

اذکروا اللہ حتی یقولوا انہ مجنون
طالبان علاج تیرہ روزی افسردہ ہا ذکر بعون خداوند جلال جلاء زنگ دل کتاب حسن اسلوب
ضیاء القلوب
تصنیف حامی شریعت زیب طریقت خدا آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ظلہ
در مطبع مجتبائی محمد ممتاز علی طبع نمود

ولایق باشد بشرطیکه از کسی طمع ندارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از مجلس امید
و ترس بجز حق تعالی ندارد و بما سوای آن نگیرد و در طلب حق بی آرام و بیقرار و مضطر ماند
و هر جا که باشد با خدا باشد و بر بیش و کم نعمت الهی شکر نماید و از فقر و فاقه و تنگدستی و
قلت معیشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود در آن دارد و شکر بجا آرد که این منصب انبیا
و اولیاست که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان خود برفق و تلطف و مهربانی معامله کند
و بر نافرمانی شان درگذرد و عذر آنها به پذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و عیب
مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را از خود فاضل داند و با کس بحث و
جدال نکند اگرچه حق بجانب او باشد و مهمان نوازی و مسافر پروری را پیشه خود سازد
و بصحبت غربا و مساکین راغب باشد و در خدمت علما و صلحا عزت و حرمت خود داند
و آنچه میسر آید بمصرف خیر صرف نماید تا زیان نرساند و تعلق دل با هیچ چیز ندارد و وجود
و عدم را برابر داند و لباس فقر را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع
بران باشد و ایثار پیشه خود سازد و گرسنگی و تشنگی را که طعام سنت محبوب دارد و کم خندد
و بسیار گرید و از عذاب الهی و بی نیازی او ترسان و لرزان باشد و موت را که بیخ کن لذات است
هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جای فراق است پناه جوید و بهشت را که مقام
وصال است بطلبد و محاسبه را بر خود لازم گیرد محاسبه روز بعد مغرب و محاسبه شب بعد صبح
کند و محاسبه آنرا گویند که حساب کند که در شب و روز از من چند نیکی و چند بدی بظهور آمده
بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال اشعار خود سازد
و در مجلس هزل و لهو و غیره غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل پرهیزد و دوستی و دشمنی و خشم
و خوشنودی برای خدا بود و کوتاه دست و کوتاه طمع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج و صلاح جو
و بسیار طاعت و نیکوکار و نیکو رفتار و نیکو گفتار و بردبار باشد و بس این ست [illegible]
خوبی و اوصاف پسندیده و نیز هر که این عمل نماید باید که غره نشود و بر خود گمان نیکی نبرد و فقط

ونیز از زیارت مزارات اولیاء ومشایخ مشرف بوده باشد وبوقت فراغ خاطر بر آنها
نشسته بجانب روحانیت اوشان توجه نماید وحقیقت آنرا بصورت مرشد خود تصور
فیضیاب شود وبرکت گیرد وگاه گاه بر مزارات عوام اہل اسلام رفته موت خود را یاد کند
واز فاتحه اوشان را ثواب رساند واوب وحکم مرشد خود را بجای ادب وحکم خدا تعالی
ورسول الله صلی الله علیه وسلم داند که نائب اوشان ست ونیز هر کس که ازین فقیر محبت وعقیدت
وارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمه ومولوی محمد قاسم صاحب سلمه را که جامع جمیع
کمالات علوم ظاهری وباطنی اند بجای من فقیر راقم اوراق بلکه بمدارج فوق از من
شمارند اگرچه بظاهر معامله برعکس شد که اوشان بجای من ومن بمقام اوشان شدم وصحبت
اوشان را غنیمت دانند که اینچنین کسان درین زمان نایاب اند واز خدمت بابرکت ایشان
فیضیاب بوده باشند وطریق سلوک که درین رساله نوشته شد در نظر شان تحصیل نمایند
انشاء الله تعالی بی بهره نخواهند ماند الله تعالی در عمر شان برکت دهاد واز تمامی نعماء
عرفانی وکمالات قربیت خود مشرف گرداناد ودیگر ابنیات عالیات رساناد وانوار
هدایت شان عالم را منور گرداناد وتا قیامت فیض اوشان جاری داراد بحرمة النبی وآله
الامجاد اللهم اغفر لنا ولوالدینا ولاوستادنا ولمشائخنا ولاحبائنا ولجمیع
المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتك یا ارحم الراحمین
آمین آمین یا رب العالمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه
محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم
الراحمین

ذکر کیفیت سلاسل مشایخ طریقت رضوان الله علیهم

بیان سلسله طیبه حضرات چشتیه صابریه قدوسیه باید دانست که
فقیر حقیر ننگ خاندان وبدنام کننده بزرگان طریقه روسیاه امداد الله عفی الله عنه را

ست بیعت وارتباط صحبت و اجازت و خرقه از حضور ہدایت گنجور قطب دوران پیشوای عارفان

نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ماوینا میانجیو شاه نور محمد جهنجهانوی چشتی ست قدس الله

اسراره وایشان را از شیخ المشائخ حاجی شاه عبد الرحیم شهید ولایتی وایشان را از شاه عبد الباری

امروہی وایشان را از شاه عبد الهادی امروہی وایشان را از شاه عضد الدین ایشان را از شاه محمد مکی

وایشان را از شاه محمدی وایشان را از شیخ محب الله آله آبادی وایشان را از شیخ ابو سعید گنگوہی

وایشان را از شیخ نظام الدین بلخی وایشان را از شیخ جلال الدین تهانیسری وایشان را از

قطب العالم عبد القدوس گنگوہی وایشان را از شیخ محمد عارف ردولوی وایشان را از

شیخ احمد عارف ردولوی ایشان را از شیخ عبد الحق ردولوی وایشان را از شیخ جلال الدین

کبیر الاولیا پانی پتی وایشان را از شیخ شمس الدین ترک پانی پتی وایشان را از مخدوم علاء الدین

علی احمد صابر وایشان را از شیخ فرید الدین شکر گنج مسعود اجودہنی وایشان را از خواجه

قطب الدین بختیار کاکی وایشان را از خواجه معین الدین حسن سنجری وایشان را از خواجه

عثمان ہارونی وایشان را از خواجه حاجی شریف زندنی وایشان را از خواجه مودود چشتی وایشان

از خواجه ابو یوسف چشتی وایشان را از خواجه ابو محمد محترم چشتی وایشان را از خواجه ابی احمد ابدال

چشتی وایشان را از خواجه ابو اسحاق شامی وایشان را از خواجه ممشاد علو دینوری وایشان را

از خواجه امین الدین ابو ہبیره بصری وایشان را از خواجه حذیفه مرعشی وایشان را از خواجه

سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی وایشان را از خواجه جمال الدین فضیل بن عیاض

وایشان را از خواجه عبد الواحد بن زید وایشان را از امام العارفین خواجه حسن بصری

وایشان را از امیر المومنین علی کرم الله وجهه وایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد

مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وآله واصحابه اجمعین **سلسله چشتیه نظامیه** قدوه

ونیز حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت طریقه نظامیه از مرشد خود شیخ درویش بن

قاسم اودہی وایشان را از سید بدہن بہرایچی از سید اجمل بہرایچی از سید

قول ایشان در بعضی تذکره دیگران مقدم ست نیز اکثر ایشان را ارتباط سلسله و اتحاد وطن حاصل ست

جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت از خواجہ نصیر الدین روشن چراغ
دہلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا بن محمد بن احمد بداونی از خواجہ فرید الدین
شکر گنج مذکور تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم **سلسلہ علیہ قادریہ قدوسیہ**
ونیز حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی را اجازت وخرقہ طریقہ قادریہ از پیر خود
درویش محمد بن قاسم اودہی از سید بدہن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم
جہانیان جہان گشت سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسی از شیخ
عبید بن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ
شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا شیخ محی الدین عبد القادر
جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری از شیخ ابو الفرح
طرطوسی از عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی
از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن
بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً
ونیز فقیر را درین طریقہ قادریہ اجازت از مرشدم حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی
از حاجی عبد الرحیم شہید ولایتی از سید رحم علی شاہ از سید عبد الرزاق از سید
عبد الحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاہ محمد از سید قمیص الاعظم
از سید الیاس مغربی از سید عبد الحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی
از سید عبد القادر ثانی از سید عبد الوہاب از سید موسی از سید یحیی زاہد از سید
زین الدین از سید عبد الرزاق از غوث الثقلین عبد القادر جیلانی تا سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم **سلسلہ علیہ نقشبندیہ قدوسیہ** ونیز حضرت میران
اجمل بہرائچی را از مرشد خود شاہ عبد الحق وایشان از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ
مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاء الدین عطار از خواجہ بہاء الدین نقشبند

خواجه سید امیر کلال از خواجه محمد باباسماسی از خواجه عزیزان علی رامیتنی
از خواجه محمود ابوالخیر فغنوی از خواجه محمد عارف ریوگری از خواجه عبدالخالق غجدوانی
از خواجه یوسف همدانی از خواجه ابوعلی فارمدی از خواجه امام ابوالقاسم قشیری
از خواجه ابوعلی دقاق از خواجه ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجه ابوبکر شبلی از سید الطائفه
جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجه
حبیب عجمی از امام الاولیا حسن بصری از امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه از سرور
عالم صلی الله علیه وسلم + ایضا + ونیز درین سلسله فقیر را اجازت وخرقه
از مرشد خود مولانا میانجیو نور محمد شاه وایشان از حضرت سید احمد شهید از شاه عبدالعزیز
از شاه ولی الله از شاه عبدالرحیم از شاه سید عبدالله از سید آدم بنوری از امام
ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجه باقی بالله از خواجه امکنگی از مولانا درویش
از مولانا زاهد از خواجه عبیدالله احرار تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم ایضا
ونیز فقیر را بیعت واجازت این طریقه از مرشد سابق خود حضرت مولانا وهادینا سر حلقه
مجاهدین مولانا نصیرالدین دهلوی وایشان از شاه محمد آفاق دهلوی از خواجه ضیاءالله
از خواجه محمد زبیر از خواجه حجة الله محمد نقشبند ثانی از خواجه محمد معصوم از حضرت
مجدد تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم + سلسله سهروردیه قدوسیه
ونیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوهی را از مرشد مرشد مرشد خود سید اجمل
بهرائچی وایشان از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد
خود صدرالدین از والد خود شیخ بهاءالدین زکریا ملتانی از امام الطریقه شیخ شهاب الدین
سهروردی از شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب سهروردی از شیخ وجیه الدین عبدالقاهر
سهروردی از شیخ ابومحمد بن عبدالله از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علو دینوری
از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم